تذکرہ قادریہ

قدوۃ الاولیاء شہزادہ غوث الوریٰ شیخ المشائخ

النقیب الاشراف حضور السید **طاہر علاؤالدین** القادری الگیلانی البغدادی

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (القرآن)

تذکرہ قادریہ

قدوۃ الاولیاء، شہزادہ غوث الوریٰ، شیخ المشائخ، نقیب الاشراف

حضور السید طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دربار غوثیہ شاہ جیلانی روڈ بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ لاہور

الگیلانی ہاؤس ۴۳ بی ۱۱ اسٹریٹ مین سن سیٹ
بلیوارڈ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی

دربار غوثیہ الگیلانی ہاؤس الگیلانی روڈ، کوئٹہ

www.algillani.org

نام کتاب

تذکرہ قادریہ

مصنف

قدوۃ الاولیاء، شہزادہ غوث الورٰی، شیخ المشائخ، نقیب الاشراف
حضور السید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿جملہ حقوق بحق صاحبزادگان محفوظ ہیں﴾
☆...... الشیخ السید محمود محی الدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی
☆...... الشیخ السید عبدالقادر جمال الدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی
☆...... الشیخ السید محمد ضیاء الدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی

اشاعت ہفتم 2016ء

تعداد 1100

مطبع .... آرٹ اینڈ گرافک

کمپوزنگ .... مولانا محمد اکرام اللہ بٹ

پروف ریڈنگ .... مولانا حافظ محمد شہزاد ہاشمی ، مولانا محمد فاروق شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَــوْلَایَ صَــلِّ وَسَــلِّمْ دَائِــمًا اَبَــدًا

عَـلٰی حَبِیْبِکَ خَیْـرِ الْخَـلْـقِ کُلِّهِمِ

مُـحَـمَّـدٌ سَیِّـدُ الْـکَـوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْـفَـرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ

التماس مسلم

ہفت جنت ورثہ اجداد غوث
رشک فردوس دارم بغداد غوث

بشنو ذکر غوث از اولاد غوث
قصّہ رودادِ غوث اوراد غوث

از یقیں سوئے علاؤ الدین ببیں
تازہ گردد در دل تو یاد غوث

اُو قریب است و حبیب و نقیب
جانشینِ مسندِ ارشاد غوث

...... مسلم ......

حُسنِ ترتیب تذکرۂ قادریہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	مقدمہ	19
2	(مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت وسوانح)	20
3	ولادت بچپن اور تعلیم	21
4	روحانی تربیت اور فیض	22
5	بچپن کی ریاضت اور نسبت غوثیت میں استغراق	23
6	پاکستان میں تشریف آوری اور اقلیم ولایت کی سپردگی	24
7	علماء ومشائخ ہند کی قدردانی	26
8	حضور قدوۃ الاولیاء (رضی اللہ عنہ) کی شادی	29
9	نقیب الاشراف کا منصب جلیلہ	30
10	خاندانی سیادت ونجابت	31
11	سلسلہ قادریہ کی سرپرستی	33
12	وصال مبارک	34
13	جمال محمدی ﷺ کا عکس دلنشین	35
14	مخزن علم وعرفان	36
15	کشف اور تصرف کون کا مقام	39
16	اور آپ نے نایاب پھل مہیا کردیئے	40
17	علمی تبحر اور استحضار	42
18	زاہد شب زندہ دار	45
19	شان استغناء اور بے نیازی	47
20	منبع فیض سے مضبوط تعلق اور فنائیت	49

21	بارگاہِ غوثیت میں محبوبیت اور قرب کا مقام	50
22	مشفق ومہربان	51
23	شہزادگان حضرات	54
24	دربار غوثیہ ہزار گنجی (کوئٹہ)	55
25	دربار غوثیہ کراچی	55
26	دربار غوثیہ کوئٹہ	56
27	تذکرہ قادریہ کا سبب تالیف اور موجودہ ایڈیشن	56
28	شہزادگان کی پُروقار شخصیات کا تفصیلی تعارف	59
29	حضرت الشیخ السید محمود محی الدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی	59
30	حضرت الشیخ السید عبدالقادر جمال الدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی	62
31	حضرت الشیخ السید محمد ضیاء الدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی	65
32	حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسبی اور رُوحانی شجرہ	68
33	روحانی شجرہ	69
34	**باب اول**	
35	خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ	71
36	خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ کا ابتدائی حال	72
37	نقیب الاشراف کا عہدہ	73
38	نقابت کے معنی	74
39	خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ (موجودہ) کی وضاحت	76
40	عہدہ نقابت اور تولیت کے مستحق	78
41	سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ خلف الرشید حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے جو نقیب الاشراف ہوئے	86

42	السید الشیخ عبدالرحمٰن فیض اللہ رضی اللہ عنہ	86
43	السید الشیخ علی الکبیر رضی اللہ عنہ	86
44	السید الشیخ حضرت عبدالعزیز صغیر رضی اللہ عنہ	86
45	السید الشیخ حضرت محمود رضی اللہ عنہ	86
46	سیدنا حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلف الرشید سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے نقباء وسجادہ نشینان	87
47	السید شیخ المشائخ حضرت ولی الدین رضی اللہ عنہ	88
48	السید الشیخ حضرت نورالدین بن سید الشیخ ولی الدین رضی اللہ عنہ	88
49	السید الشیخ المشائخ حضرت حسام الدین رضی اللہ عنہ	89
50	السید الشیخ المشائخ حضرت محمد درویش بن حضرت حسام الدین رضی اللہ عنہ	89
51	السید شیخ المشائخ زین الدین الصغیر بن حضرت محمد درویش رضی اللہ عنہ	89
52	السید الشیخ المشائخ مصطفٰی بن شیخ المشائخ زین الدین صغیر رضی اللہ عنہ	89
53	السید شیخ المشائخ حضرت سلیمان بن شیخ المشائخ مصطفٰی رضی اللہ عنہ	89
54	السید شیخ المشائخ مراد بن سید الشیخ المشائخ عثمان رضی اللہ عنہ	89
55	السید شیخ المشائخ سیدنا علی رضی اللہ عنہ	90
56	السید شیخ المشائخ حضرت سلیمان بن السید شیخ المشائخ علی النقیب رضی اللہ عنہ	90
57	السید شیخ المشائخ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن الکش بن سید الشیخ حضرت علی النقیب رضی اللہ عنہ	90
58	الشیخ المشائخ السید محمود حسام الدین رضی اللہ عنہ	91
59	السید ہاشم محمود بن السید شیخ المشائخ عبدالرحمٰن نقیب الاشراف رضی اللہ عنہ	92
60	السید رشید الگیلانی بن سید عبدالوہاب رضی اللہ عنہ	92
61	السید احمد عاصم بن السید الشیخ عبدالرحمٰن النقیب رضی اللہ عنہ	92
62	السید ابراہیم سیف الدین رضی اللہ عنہ	93

93	اعیان قادریہ جیلانیہ بغدادیہ	63
93	سید عبد السلام گیلانی بن سید علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	64
94	السید پیر سید حسن گیلانی نقیب آف کابل بن سید علی النقیب بغداد	65
94	نقیب زادہ سید عبد الرزاق بن سید سلیمان النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	66
94	سید عبد القادر گیلانی بن سید عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	67
94	نقیب زادہ سید جمال الدین گیلانی بن ارشد سید پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف رضی اللہ عنہ	68
95	نقیب زادہ سید علی کمال الدین بن سید شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف رضی اللہ عنہ	69
96	نقیب زادہ سیدنا احمد ظفر القادری الگیلانی مدظلہ العالی بن سیدنا شیخ المشائخ محمود حسام الدین نقیب الاشراف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	70
96	نقیب زادہ سید عبد الرحمٰن المحسن الگیلانی الثانی مدظلہ العالی بن سیدنا شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	71
96	نقیب زادہ شیخ المشائخ پیر طاہر علاؤ الدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سید شیخ المشائخ سیدنا محمود حسام الدین الگیلانی نقیب الاشراف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	72
99	آل زکریا	73
99	سید محمد گیلانی بن سید عبد اللہ بن سید احمد الگیلانی (آل زکریا) رضی اللہ تعالیٰ عنہ	74
99	سید محی الدین بن سید عبد الرزاق بن سید خضر الگیلانی (آل سید زکریا) رضی اللہ عنہ	75
100	آل مراد	76
100	سید مبدر بن سید کامل بن سید عبد الوہاب (آل مراد) رضی اللہ تعالیٰ عنہ	77
100	آل خمیس	78
100	سید محمد صالح الگیلانی بن سید حامد سید محمد صالح بن خمیس بن سید مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	79
100	سید عامر گیلانی بن سید توفیق بن سید حامد بن سید محمد صالح بن آل خمیس رضی اللہ عنہ	80
100	وضاحت	81

82	**باب دوم**	
83	مدرسہ و جامع مسجد گیلانیہ کا مختصر حال	104
84	حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز اور آپ کا مدرسہ	105
85	جامع مسجد گیلانیہ	106
86	دربار غوثیہ و مزار مقدس	108
87	دربار غوثیہ (حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا مزار مبارک)	108
88	مکتبہ قادریہ سیدنا عبد الرحمٰن	113
89	**باب سوم**	
90	سلسلہ قادریہ کی فضیلت	115
91	سلسلہ قادریہ کی فضیلت بر ہمہ سلاسل	116
92	طریقۃ "القادریہ العلیہ" کی تشریح	119
93	مرید کو شجرہ ہائے خاندانی و پیشوائی عطا کرنے کی وجہ	123
94	خلافت نامہ	124
95	**باب چہارم**	
96	فضیلت حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز	126
97	مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	127
98	شجرہ نسب عالیہ مبارکہ غوث پاک (قدس سرہ العزیز)	129
99	سلسلہ مادری	129
100	شجرہ پیشوائی	130
101	آپ کی اولاد و اہل بیت مطہرہ کے اسمائے گرامی	131

102	حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا سن و مقام ولایت	133
103	حضور قدس سرہ العزیز کی کمالیت اور سیادت کا ثبوت	134
104	حضور قدس سرہ العزیز کا حلیہ شریف	134
105	حضور قدس سرہ العزیز کے خصائل حمیدہ	135
106	بیانات و بشارات بزرگان بحق غوث دوراں شاہ جیلاں رضی اللہ عنہ	136
107	ہم عصر بزرگ اور حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کا مقام فضیلت	142
108	ارشادات غوث پاک قدس سرہ العزیز	156
109	الباز الاشہب کی وجہ تسمیہ اور تشریح	162
110	غوث پاک رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد پاک رحمۃ اللہ علیہم	163
111	**باب پنجم**	
112	**الہامات و مکاشفات غوثیہ**	166
113	الہامات قلبی و کشف المعنوی، حقائق ناسوتی و ملکوتی و جبروتی، تذکرہ غوثیہ و معراجیہ	167
114	**باب ششم**	
115	**تصانیف و خطبات اور مواعظ**	197
116	تصانیف	198
117	خطبۂ وعظ	199
118	اعمال صالحہ	207
119	علم نافع	209
120	فناء و بقاء	210
121	زہد و ورع	211

122	الفت ومحبت	215
123	عزیمت وہمت	216
124	ذوق وشوق	216
125	کن چیزوں کا مسلمان میں ہونا لازمی ہے	216
126	اعمال صالح کی تلقین	216
127	دنیاداروں کے متعلق	217
128	ترک نفس اور توبہ	218
129	تقدیر ومقدر	221
130	ترک اسباب ظاہری	225
131	رضا کے متعلق	227
132	نفس کی حقیقت	230
133	توکل کی حقیقت	232
134	تعمیل احکام اور فرائض	232
135	مقالہ نمبر 49	233
136	قضاء وقدر	234
137	ترک ماسوائے اللہ	237
138	مقالہ نمبر 60	238
139	ہوا وہوس سے گریز	241
140	دعا کی قبولیت	242
141	اللہ تعالیٰ سے سوال	244
142	ولی کے اوصاف	245

143	مقالہ نمبر 73	245
144	وصایا	247
145	مقالہ نمبر 75	247
146	**باب ہفتم**	
147	رازہائے سربستہ	248
148	طالب حق کا اولین فرض	249
149	مرشد کامل کے اوصاف اور اس کی شناخت	250
150	اول......ورع باللسان	251
151	دوم......ورع بالارکان	251
152	سوم......ورع بالجنان	251
153	فائدہ	255
154	طریقہ بیعت قادریہ علیہ مجملاً	264
155	طریقہ بیعت سلسلہ قادریہ نقیبیہ طاہریہ بغدادیہ	266
156	دربیان تشریح و وضاحت عہد و بیعت حسب طریقہ فرمان پاک حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز	270
157	تشریح ذکر بالجہر و بالنفی و ترکیب شروع کرنے کے بیان میں	281
158	دربیان تعلیم ذکر نفی اثبات منجانب مرشد بحق مرید	285
159	طریقہ قادریہ کے مطابق خلوت میں داخل ہو کر چلہ کشی کرنا	289

160	**باب هشتم**	
161	راہِ سلوک کے مقامات اور حقیقت واحوال نفس اور تعبیر خواب	296
162	فصل اول......شریعت	297
163	پہلا مقام	297
164	دوسرا مقام	297
165	تیسرا مقام	297
166	چوتھا مقام	297
167	پانچواں مقام	297
168	چھٹا مقام	297
169	ساتواں مقام	298
170	آٹھواں مقام	298
171	نواں مقام	298
172	دسواں مقام	298
173	فصل دوم......طریقت	299
174	پہلا مقام......توبہ	299
175	دوسرا مقام......حسن خلق	299
176	تیسرا مقام......مجاہدہ وتقویٰ	299
177	چوتھا مقام......خوف ورجا	299
178	پانچواں مقام......ترک شہوات	299
179	چھٹا مقام......شبہات سے پرہیز	299
180	ساتواں مقام......تضرع الی اللہ	300

181	آٹھواں مقام......رضائے مرشد	300
182	نواں مقام......سماع الوعظ	300
183	دسواں مقام......ترک ماسوائے اللہ	300
184	فصل سوم......حقیقت	301
185	پہلا مقام	301
186	دسرا مقام	301
187	تیسرا مقام	301
188	چوتھا مقام	301
189	پانچواں مقام	301
190	چھٹا مقام	302
191	ساتواں مقام	302
192	آٹھواں مقام	302
193	نواں مقام	302
194	دسواں مقام	302
195	فصل چہارم......معرفت	303
196	پہلا مقام	303
197	دوسرا مقام	303
198	تیسرا مقام	303
199	چوتھا مقام	303
200	پانچواں مقام	303
201	چھٹا مقام	304

202	ساتواں مقام	304
203	آٹھواں مقام	304
204	نواں مقام	304
205	دسواں مقام	304
206	وہ آداب جن کا بجالانا مرید کے لئے بحق مرشد واجب ہے	305
207	وہ آداب جو مرید کو اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ادا کرنے واجب ہیں	309
208	وہ آداب جو مرید کو اپنے نفس اور ذات کے متعلق واجب الادا ہیں	311
209	وہ آداب جو ذکر فکر، ورد، وظائف کی حالت میں واجب الادا ہیں	314
210	تقرب الٰہی کے لئے اسمائے اصول وفروغ کا بیان	315
211	اسم اصول وتوجہ	315
212	اسم اول...... برائے نفس امارہ	315
213	اسم دوم...... برائے نفس لوامہ	316
214	اسم سوم...... برائے نفس ملہمہ	316
215	اسم چہارم...... برائے نفس مطمئنہ	316
216	اسم پنجم...... برائے نفس مرضیہ	317
217	اسم ہفتم...... برائے نفس کاملہ	317
218	اسم اول...... لا الہ الا اللہ	317
219	اسم دوم...... اللہ	318
220	اسم سوم...... ھو	319
221	اسم چہارم...... یا حق	320
222	اسم پنجم...... یا واحد	321

265	اَوراد الاسبوع (ہفتہ وار اَوراد)	380
266	ورد الاحد (اتوار کے روز کا وظیفہ)	381
267	ورد الاثنین (سوموار کا وظیفہ)	383
268	ورد یوم الثلاثا (منگل کا وظیفہ)	385
269	ورد یوم الاربعاء (بدھ کا وظیفہ)	387
270	ورد یوم الخمیس (جمعرات کا وظیفہ)	388
271	ورد یوم الجمعہ (جمعہ کا وظیفہ)	390
272	ورد یوم السبت (ہفتہ کے دن کا وظیفہ)	397
273	ورد الصلوٰۃ الکبریٰ	399
274	ورد صلوٰۃ کنز الاعظم	440
275	**باب یازدھم**	
276	قصائد و مناقب	442
277	قصیدہ مبارکہ غوثیہ یا خمریہ	443
278	قصیدہ در توحید الٰہی	457
279	دعائے استغاثہ...... استغاثہ بدرگاہ الٰہی بوساطت حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز	474
280	مدح حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی غوث صمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	483
281	دیگر	488
282	مدح غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	500
283	ہدیہ سلام در بارگاہ خیر الانام ﷺ و بزرگان عظام معہ شجرہ پیشوائی	502
284	خاتمۃ الکتاب	505
285	شجرۃ العلیا قادریہ غوثیہ بغدادیہ	510

مقدّمہ

مصنّفِ کتاب

قدوۃ الاولیاء، شہزادہ غوث الورٰی، شیخ المشائخ، نقیب الاشراف

حضور السید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی

سیرت وسوانح

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت وسوانح

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جن خصائص سے نوازا ہے ان میں سے ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تجدید و احیاء کا ایک روحانی نظامِ ولایت ہے۔ جو بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک نافذ العمل ہے۔ جس کے فیوض و برکات سے کشتِ ایمان و ایقان آج بھی مہک رہی ہے۔ یہ روحانی نظام اسلام کے عقیدہ و عمل کی متحرک روح ہے اور ظاہر و باطن کی دنیا میں انقلاب آفریں تبدیلیوں کا نصاب بھی۔ دنیائے روحانیت اسلام کے ثقافتی پس منظر کا سب سے دلآویز مظہر ہے۔ اسی نظام ولایت کی بدولت ذہنوں میں تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے چراغ روشن ہیں اور رشد و ہدایت کے سلاسل جاری ہیں جو تشنہ روحوں کی پیاس بجھاتے ہیں اور بریدہ جسموں پر آسودگی کا مرہم رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامیانِ عالم تاریخ کے مشکل ترین لمحات میں بھی استحصالی قوتوں کے مدمقابل پورے اعتماد کے ساتھ سینہ سپر رہے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف بہت سے غیر مسلم مفکرین اور مؤرخین نے بھی بارہا کیا ہے۔

اس روحانی تربیتی نظام کی روحِ رواں شخصیات میں حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ کے بعد سب سے بلند قامت ہستی حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جن کی حیات و خدمات کے عالمگیر اثرات تقریباً ایک ہزار سالہ سابقہ تاریخ میں واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ آپ کے روحانی اور نسبی فرزندوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اطراف و اکنافِ عالم میں علم و عمل کے چراغ روشن کیئے۔ برصغیر پاک و ہند ہو یا جنوب مشرقی ایشیاء براعظم افریقہ ہو یا جزیرہ نمائے عرب ہر جگہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض

یافتگان نے اسلام کے پرچم گاڑ رکھے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات کا سلسلہ ان کی زندگی میں ہی اس سرزمین میں پہنچ گیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق سب سے پہلے ان کے بڑے فرزند حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستان تشریف لائے اور کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس بغداد تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سے آج تک برصغیر پاک و ہند سے کسب فیض کے لیے مشائخ، اولیاء، صلحاء، امراء و سلاطین اور عوام الناس کی بغداد آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ ہر عہد میں اہل دل حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو ہندوستان تشریف لانے کی دعوت دیتے رہے اور وقتاً فوقتاً خاندان گیلانیہ کے اکابر اور مشائخ ہندوستان تشریف لاتے رہے۔ آل النقیب قدوۃ الاولیاء سید السادات شیخ المشائخ قطب العالم، غوث الزماں حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز کی پاکستان تشریف آوری اور سکونت اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

ولادت، بچپن اور تعلیم:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۸ جون ۱۹۳۲ء کو عراق کے دارالحکومت اور انوار و تجلیاتِ غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرکز بغداد میں ہوئی۔ جس گھر میں آپ پیدا ہوئے۔ وہی ''حرم دیوان خانۂ قادریہ'' ہے۔ آپ کی دینی تعلیم مسجد سید سلطان علی میں مکمل ہوئی۔ یہ مسجد بغداد میں شاہراہ الرشید پر دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں ملا سید اسد آفندی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی قاسم القیسی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ خلیل الراوی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ مدرسہ دربار غوثیہ میں آپ نے مفتیِ اعظم عراق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تفسیر،

حدیث اور فقہ میں کسب علم کیا۔ ان کے علاوہ مختلف علوم وفنون میں متعدد دیگر اساتذہ بھی آپ کے اتالیق رہے۔

روحانی تربیت اور فیض:

علم، حکمت اور دانائی کی گم شدہ میراث کی تلاش ہمارے صوفیاء کے روحانی سفر کا وہ معتبر حوالہ ہے جو غبارِ تشکیک میں یقین اور وثوق کے چراغ جلاتا ہے اور انگلی پکڑ کر متلاشیانِ راہِ حق کو سلوک و معرفت کی منزلوں سے ہمکنار کر کے انہیں خلقِ خدا میں آسودہ لمحوں کی تقسیم کے منصب جلیلہ پر رونق افروز بھی کرتا ہے۔

سیّدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی قدس سرہ العزیز کا پورا خاندان اور گھرانہ مشائخ و نقباء پر مشتمل ہے اسی عالی قدر خاندان سے فیض کی کرنیں عالمِ عرب سے نکل کر مشرقِ بعید یورپ افریقہ اور امریکہ تک پھیلیں۔ اس فیض کا اصل مرکز اور سرچشمہ ان کے جدِّ امجد حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ جہاں سے اب بھی دنیا بھر کے طالبانِ حق فیضان سمیٹتے ہیں اور قیامت تک اس مرکزِ انوار کی خیرات بٹتی رہے گی۔ آپ نے سب سے پہلے روحانی تعلیم و تربیت اپنے والدِ گرامی حضرت سیّدنا شیخ محمود حسام الدین الگیلانی قدس سرہ العزیز سے حاصل کی اور انہی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ وہ دربارِ غوثیہ کے متولی، نقیب الاشراف اور خاندانِ گیلانیہ کی اپنے عہد کی سب سے عظیم شخصیت تھے۔ انہیں ان کے والد بزرگوار قطب الاقطاب نقیب الاشراف حضرت سیّدنا شیخ عبدالرحمٰن المحض قدس سرہ العزیز نے اپنی زندگی میں ہی نقیب الاشراف کی اہم ذمہ داری سے سرفراز کر دیا تھا۔ یہی وہ ہستی ہے جسے حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روحانی طور پر براہِ راست اپنی خلافت سے نوازا تھا اور اس عہد کے بیشتر اولیاء کرام نے اس امر کی تصدیق کی تھی۔ پورا عالمِ اسلام ان کی علمی، روحانی اور سیاسی بصیرت کا معترف تھا۔ چنانچہ انہوں نے

اپنے فرزندِ ارجمند کی خصوصی تربیت کی اور خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ اپنے والد گرامی کے علاوہ بھی آپ نے بغداد شریف کے کئی مشائخ سے اکتساب فیض کیا۔

بچپن کی ریاضت اور نسبتِ غوثیت میں استغراق

عظیم شخصیات کا بچپن ہو یا لڑکپن بالعموم غیر معمولی ہوا کرتا ہے۔ لیکن جس شخصیت کی تربیت خانوادۂ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں ہورہی ہو اور اسے بعد ازاں فیوضاتِ روحانی کا امین اور قسیم بھی بنایا جانا ہو تو صاف ظاہر ہے اس کا بچپن تو اور بھی قابل رشک ہوگا۔ حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن سے حصولِ علم کے ساتھ ساتھ ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں اپنے قابلِ فخر اسلاف کا نمونہ رہے۔

آپ کے اس مبارک وصف کی گواہی برِصغیر پاک و ہند کی مشہور علمی و روحانی اور سیاسی شخصیت مولانا عبدالقدیر بدایونی اپنے ذاتی مشاہدے کی بناء پر دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ''ہم جب ۱۹۴۳ء میں متحدہ ہندوستان سے ایک وفد کی شکل میں بغداد شریف حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے گئے۔ اثنائے زیارت و حاضری، ہم نے دیکھا کہ دس گیارہ سالہ معصوم اور نوخیز شہزادہ مزارِ پاک کے پاس چہرہ مبارک کی طرف نمازِ عشاء کے بعد کھڑا ہوا اور ساری رات اسی حالت میں کھڑا مناجات کرتا رہا حتیٰ کہ فجر کا وقت ہوگیا۔ ہم اس نوخیز اور معصوم بچے کی یہ استقامت اور مجاہدانہ رنگ دیکھ کر لرزہ براندام ہوگئے کہ آخر یہ بچہ ہے کون؟ پوچھنے پر خدام نے بتایا کہ یہ نقیب الاشراف سیدنا محمود حسام الدین الگیلانی کے چھوٹے صاحبزادے ''سیدنا طاہر علاؤ الدین'' ہیں۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی فرماتے ہیں ہم دس پندرہ روز مزارِ غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضری کے لیے بغداد شریف رکے رہے ہر رات جب بھی مزارِ اقدس پر حاضری ہوتی رہی ہم بھی

نظارہ کرتے رہے۔ آپ روزانہ پورے عزم و استقامت کے ساتھ چہرہ مبارک کی طرف محوِ ریاضت رہتے۔"

یہ معمول جہاں بچپن میں آپ کی غیر معمولی استقامت اور ریاضت کی دلیل ہے وہاں نسبتِ غوثیت مآب رضی اللہ تعالٰی عنہ میں حد درجہ استغراق اور فنائیت کی علامت بھی ہے۔ بچپن میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ نظر نوازیاں ہی تو تھیں جنہوں نے عین شباب میں آپ کے سیرت و کردار میں پہاڑوں جیسی صلابت اور سمندروں جیسا ظرف عطا کر رکھا تھا۔ پھر کون ہوتا جو ولایت میں آپ پر فوقیت رکھتا اور کون ہوتا جو بیعت کے بعد آپ کی طرح ہر مرید کو تلقین کرتا کہ "اب تم غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مرید ہو گیا ہے۔"

"یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔"

پاکستان میں تشریف آوری اور اقلیم ولایت کی سپردگی:

حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حکم پر حضور قدوۃ الاولیاء ۱۹۵۶ء میں پاکستان تشریف لائے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضور غوث صمدانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ کو پاکستان کی اقلیم ولایت سپرد کرنے کے لیے لاہور میں حضور داتا گنج بخش سیدنا علی الہجویری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ بغداد شریف سے سیدھے لاہور تشریف لائے اور چند دنوں کے لیے حضور داتا گنج بخش حضرت سیدنا علی ہجویری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزارِ اقدس پر چلہ کش ہو گئے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالٰی عنہ ولایتِ ہند کی تاجداری کی سپردگی کے لیے چلہ کش ہوئے تھے اور ہر زمانہ میں اکابر و اصاغر سب اولیاء کرام حاضری دیتے رہے۔

حضور قدوۃ الاولیاء کی جوانی کا زمانہ تھا۔ آپ احاطہ مزار میں چند دن خیمہ زن

رہے۔ بالآخر یہاں سے تقرری کا حکم نامہ جاری ہوا اور کوئٹہ (صوبہ بلوچستان) میں سکونت اختیار کرنے کا اشارہ ملا۔ آپ نے کوئٹہ میں سکونت اختیار فرمائی جو بعد میں مستقل قیام میں بدل گئی۔ دین کی تڑپ اور طریقت وشریعت کی خدمت کا جذبہ آپ کو ورثہ میں ملا تھا اور طبیعت میں بچپن سے ہی روحانی میلان غالب تھا۔ یہاں آکر آپ نے سلسلہ قادریہ میں ایک نئی روح پھونکی۔ شب وروز دین کی دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور بہت تھوڑے عرصے میں پاکستان سمیت برصغیر کے کونے کونے میں آپ کے روحانی مقام ومرتبہ کا شہرہ ہوگیا اور مسافرانِ راہِ عشق اور طالبانِ راہِ حق کشاں کشاں کوئٹہ میں آپ کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہونے لگے جہاں قدم قدم پر تقوی، طہارت اور پاکیزگی کے پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے اور فعال تصوّف کی خوشبو مشام جاں کو معطر کررہی تھی۔

حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ کی نسبی قربت آپ کا منفرد اعزاز تو تھا ہی لیکن آپ نے اپنے حسن خلق، پاکیزہ سیرت اتباعِ شریعت و طریقت، انوارِ معرفت وحقیقت اور برکات وکرامات کے باعث ایک جہان زندہ کر دیا۔ نگاہِ مردِ مومن سے تقدیریں بدل جاتی ہیں، اندر کے احوال تبدیل ہو جاتے ہیں اللہ ربّ العزّت نے آپ کی گفتگو میں ایسی تاثیر دی تھی کہ حسنِ مقال کی تمام رعنائیاں پھول بن کر آپ کے لفظ لفظ میں کھل اٹھتیں اور جو تشنہ لب بھی آپ کے در پر آتا وہ معرفت کے آبِ خنک سے سیراب ہو کر اور اپنے دامنِ آرزو میں حکمت ودانش کے جواہر سمیٹ کر جاتا۔

آپ کو اللہ تعالی نے حسن و جمال کی دولت بھی وافر عطا فرمائی تھی چنانچہ اس ظاہری و باطنی جمال اور تقوی وطہارت کے کمال نے آپ کو عوام وخواص سب کے لیے نہایت اعلیٰ مرتبت بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے جدّ امجد حضور سیدنا غوث

اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی سفیرِ اعظم تھے۔ اس لیے اللہ پاک نے آپ کو صورت و سیرت میں ان کا جانشین بنایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت عوام الناس تو کیا صوفیاء اور مشائخ کے لیے بھی باعثِ رشک اور قابلِ تقلید تھی۔ انہیں کئی بار عالمِ عرب و عجم کے علماء و مشائخ کے جھرمٹ میں دیکھا گیا مگر ہر بار وہی سب کے سرخیل نظر آئے۔ ان کی موجودگی میں کسی کی عظمت و جلالت کا چراغ جلتا تھا اور نہ کسی کی پیشوائی ان سے زیادہ معتبر لگتی تھی۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

علماء و مشائخ ہند کی قدردانی:

پاک و ہند کے جملہ مشائخ اور علماء و محدثین عظام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر تعظیم و تکریم کرتے کہ اس کی مثال عصرِ حاضر میں ملنا مشکل ہے۔ حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ عنہ جب حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر بریلی شریف (ہندوستان) تشریف لے گئے تو حضرت مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے بریلی شریف کے ریلوے سٹیشن پر آپ کا فقید المثال استقبال کیا۔ لاکھوں مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر حاضر تھا۔ آپ کی گاڑی کو لمبے لمبے بانسوں کے ذریعے ہزارہا مسلمانوں نے عظیم مشائخ و علماء سمیت اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور کئی میل کا سفر اسی طرح طے کر کے عقیدت و احترام کا نیا باب رقم کیا۔ مولانا مفتی تقدس علی خان مرحوم نے بیان فرمایا کہ میں خود بھی آپ کی گاڑی کو کندھوں پر اٹھانے والوں میں شامل تھا۔ آپ نے بریلی شریف میں تین دن قیام فرمایا اس دوران مفتیٔ اعظم ہند آپ کی تعظیم میں تینوں دن ننگے پاؤں رہے اور آپ کے وضو اور طہارت کے لیے ہر وقت خود خدمت بجالاتے رہے۔ اسی دوران آپ کے صاحبزادگان بشمول مولانا اختر رضا خان حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔

مصنف کتاب گلستان اولیاء اسی واقعہ کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں۔

" ۱۹۵۶ء مئی کا دن تھا جو اہل بریلی کے لئے بڑا ہی مبارک تھا ہر شخص کی تمنا تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح جلوس کی اگلی صفوں تک پہنچ جائے لیکن یہ کام جوئے شیر لانے کے مترادف تھا جلوس کے آگے دو عجوبہ روزگار ہستیاں جن میں ایک جوان اور دوسری ضعیف آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ یہ منظر بڑا ہی دلکش اور فرحت انگیز تھا اہل بریلی نے دیکھا کہ اس جوان شخصیت کے پیچھے پیچھے چلنے والی عمر رسیدہ سفید ریش اور نورانی چہرہ شخصیت برہنہ پا چل رہی ہے جیسے ایک غلام اپنے آقا کی تابعداری میں چلتا ہو۔ ان بزرگ کو جو اپنے وقت کے امام الفقہاء اور ولی کامل تھے اس سے پہلے کبھی ایسی نیاز مندانہ حالت میں نہیں دیکھا تھا۔ ان بزرگ کی شان تو یہ تھی کہ ان کے دربار میں بڑے بڑے جید عالم اور مقتدر ہستیاں ہاتھ باندھے باادب کھڑی رہتی تھیں۔

یہ بزرگ ہستی تو وہ تھی جس کی آواز کو دنیائے اہلسنّت والجماعت میں حروف آخر سمجھا جاتا تھا ان کی مقبولیت اور ہردلعزیزی کا عالم تو یہ تھا کہ جس طرف نظر اٹھاتے لوگ فرط عقیدت سے اپنی گردنیں جھکا لیتے ان بزرگ کے مریدوں کی تعداد 90 لاکھ سے بھی زائد ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں ان کے عقیدت مند و مرید موجود ہیں۔ ان کی شہرت کا ڈنکا پورے عالم اسلام میں بج رہا ہے۔ یہ بزرگ اپنے گھر سے جب نماز پڑھنے مسجد کو جاتے تو راستے میں سینکڑوں لوگ ان کی قدم بوسی کے لئے بیتابانہ دوڑتے، کوئی قدم چومتا اور کوئی ان کا دست مبارک اپنے سر پر رکھواتا۔ جب یہ وضو فرماتے تو لوگ ان کے وضو کا پانی بوتلوں میں بھر لیتے۔ ان کا گزر جب بریلی کی شاہراہوں سے ہوتا تو لوگ دونوں جانب قطاریں بنا کر کھڑے ہو جاتے ٹریفک جام ہو جاتی اور دکاندار اپنی دکانوں سے نیچے اتر آتے۔ جب تک ان کی سواری وہاں سے گزر نہ جاتی یونہی دست بستہ کھڑے رہتے۔

کیا آپ جانتے ہیں یہ بزرگ ہستی اور وہ جوان ہستی کون تھی ۔ وہ جوان ہستی فخر السادات امام الاولیاء محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی، میراں محی الدین الشیخ السید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیارے شہزادے قدوۃ الاولیاء حضور پیر السید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادیؒ کی تھی اور یہ بزرگ شخصیت اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سُنت والجماعت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیارے شہزادے مولانا مصطفےٰ رضا خان بریلوی تھے ۔"

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی)

اسی طرح حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر فیصل آباد تشریف لائے تو انہوں نے ریلوے اسٹیشن سے جامعہ رضویہ جھنگ بازار تک راستوں پر سفید کپڑوں کے تھان بچھوائے جس پر آپ کی گاڑی چلتی تھی ۔ ایک مرتبہ حضرت قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو رش کی وجہ سے زمین پر بچھائی گئی سفید چادر ہٹ گئی، زمین ننگی ہوگئی حضرت محدثِ اعظم پاکستان حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

سامنے زمین پر گر پڑے اور اپنی ریش مبارک سے جگہ کو صاف کرنے لگے۔ موقع پر موجود علماء کرام حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد اطہار کے لیے حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حد درجہ ادب اور کمال تواضع اور انکساری دیکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگے۔

یہی حال دیگر علماء کرام اور مشائخ کا تھا۔ غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں آپ کے در دولت پر بغرض زیارت حاضر ہوئے تو قدم بوسی کے لیے نیچے گر پڑے اور حضرت کی قدم بوسی کی ۔ لاہور میں حزبُ الاحناف کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری نے آپ سے چند گھونٹ نوش فرمانے کے بعد آپ کی چائے مانگی اور چائے کی دیگ میں ڈال دی تمام مشائخ عظام اور علماء کرام اس میں سے ایک ایک دو دو گھونٹ تبرکاً لے کر پیتے رہے۔

الغرض حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت میں قدرت نے وہ تمام خوبیاں سمودی تھیں جن کی وجہ سے طول العمر آپ اکابر مشائخ وعلماء کی عقیدتوں کا مرکز رہے۔

حضور قدوۃ الاولیاء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شادی:

جیسا کہ اوپر بیان ہوا پاکستان تشریف آوری کے وقت آپ بلند روحانی مقام و مرتبہ کے ساتھ ساتھ مثالی صحت، خوبصورت قد وقامت اور حسین وجمیل شکل وصورت کے مالک قابل رشک عرب نوجوان تھے۔ اسی خاندانی شرافت اور شخصی وجاہت کی وجہ سے آپ کو بڑے بڑے اعلیٰ خاندانوں کی طرف سے نکاح کے پیغامات آتے رہے۔ مختلف احباب نے ترغیبات بھی دیں لیکن آپ نے خدمتِ دین کو ہر معاملے پر ترجیح دی۔ بالآخر اشارہ باطنی پا کر بلوچستان کی معروف سیاسی سماجی اور مذہبی

شخصیت خان اعظم خان آف قلات نواب میر احمد یار خان مرحوم کی دختر نیک اختر کو عقد زوجیت میں قبول فرمایا۔ خان صاحب ایک دیندار خدا ترس اور محبِ اہل بیت انسان تھے اور حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص طور پر دلی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قبل ازیں حضور پیر صاحب کے سب سے بڑے بھائی حضرت سیدنا جمال الدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی خان اعظم آف قلات نواب خداداد خان کی نورِ نظر سے عقد زوجیت فرمایا تھا جو بمبئی میں مقیم تھے۔ (ان کا مختصر تذکرہ آئندہ صفحات میں آ رہا ہے)۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آپ نے یہی ایک نکاح فرمایا اور انہی زوجہ محترمہ سے آپ کی اولاد ہوئی جن میں تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادگان کے اسمائے گرامی بالترتیب مندرجہ ذیل ہیں۔

السید الشیخ محمود محی الدین الگیلانی مدظلہ العالی۔

السید الشیخ عبدالقادر جمال الدین الگیلانی مدظلہ العالی۔

السید الشیخ محمد ضیاء الدین الگیلانی مدظلہ العالی۔

نقیب الاشراف کا منصب جلیلہ:

آپ کا تعلق جس خانوادہ گیلانیہ کی شاخ سے ہے۔ اسے حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لے کر اب تک دربار غوثیہ کی تولیت اور اوقاف کی نگرانی کے ساتھ ساتھ منصب نقابت کا شرف حاصل رہا ہے۔ اس خاندان کا جو فرد فرید اس ذمہ داری پر فائز کیا جاتا ہے۔ اسے نقیب الاشراف کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ نقیب الاشراف کی اولاد ذرینہ کے نام کے ساتھ اسی مناسبت اور شرف کی وجہ سے نقیب زادہ کے لقب کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جو حضرات نقیب الاشراف کی اولاد سے نہیں ہوتے وہ اپنے نام کے ساتھ صرف الگیلانی کا لفظ شامل رکھتے ہیں۔

نقیب الاشراف کی ذمہ داریوں میں دربار کے جملہ انتظامی معاملات، اوقاف کی دیکھ بھال، زائرین کی خبر گیری اور فقرا و مساکین میں وظائف کی تقسیم جیسے اہم امور شامل ہیں۔ اہل عراق کسی بادشاہ کے سامنے اپنی گردن جھکاتے ہیں اور نہ کسی صاحب اقتدار و حکومت کے رعب اور دبدبے کو تسلیم کرتے ہیں جتنا کہ وہ نقیب الاشراف کے اثر اور روحانی اقتدار و حکومت کو مانتے ہیں۔ خاندانِ گیلانیہ کے علما، صلحا، متقین، سیاستدانوں اور جرنیلوں کی مقبولیت اور اہل عراق پر ان کا غلبہ و اثر ہمیشہ عراق کے حکمرانوں کے لیے باعثِ رشک رہا ہے۔ خاندانِ گیلانیہ کے روحانی و سیاسی اثر و رسوخ سے بارہا حکمرانوں کو پریشانیوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر اس خاندان کے مدبّر اور سیاست دان حضرات نے اہل عراق کے سیاسی حقوق کے لیے جدوجہد اور قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا اور جب ضرورت محسوس کی تو اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہو کر بھی مخلوقِ خدا اور دینِ محمدی ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔

خاندانی سیاست ونجابت:

ہمارے مرشد پاک شیخ المشائخ حضور سیّدنا طاہر علاؤ الدین حسنی اور حسینی سید تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۱۶ واسطوں کے بعد حضور سیّدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ۲۸ واسطوں کے بعد حضور اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے جبکہ آپ کا سلسلہ طریقت ۱۹ واسطوں کے بعد سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور ۳۵ واسطوں کے بعد قدوۃ الاولیاءُ کا سلسلہ طریقت سیّد دو عالم حضور نبی اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ حضرت کے پردادا نقیب الاشراف شیخ المشائخ سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲۸۸ ہجری میں واصل بحق ہوئے۔ حضرت کے دادا شیخ المشائخ سیّدنا عبدالرحمٰن المحض الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکومت عراق کے وزیر اعظم تھے۔ آپ ۱۲۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور منصب نقابت و تولیت کو ماہ ربیع الاول ۱۳۱۶ ہجری میں قبول فرمایا۔

حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو بحالتِ خواب بشارت کے ساتھ خلعتِ خلافت عطا فرمائی۔ آپ ۲۵ سال نقیب الاشراف اور متولی اوقاف کے اہم عہدوں پر فائز رہے۔ پھر ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرنے کے بعد آپ کو بادشاہت کی پیشکش کی لیکن آپ نے نصرانیوں سے عطیے کے طور پر ملنے والی حکمرانی کو قبول نہیں کیا۔ بعدازاں اعلیٰ سطح کی جدوجہد کی خاطر اور عوام الناس کی امداد و اعانت کے لیے وزیر اعظم کا عہدہ قبول کرلیا۔

حضرت کے والد گرامی، شیخ المشائخ السید محمود حسام الدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نقیب الاشراف اور متولی اوقاف گیلانیہ کے مناصب جلیلہ کے حامل تھے۔ آپ نے انگریزوں کی پیشکش کے باوجود عراق کی حکومت کو قبول نہیں کیا آپ اپنے والد ماجد کے دستِ راست تھے۔ اپنے والد گرامی کی زندگی میں ہی آپ نے ان کی ذمہ داریوں کا سارا بوجھ سنبھال لیا تھا۔ آپ ہمیشہ عامۃ المسلمین کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ فرماتے تھے۔

حضرت سیدنا محمود حسام الدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اولادِ نرینہ میں چھ فرزندان خوشخصال عطا فرمائے۔ آپ کے دو بڑے صاحبزادے حضرت سیدنا جمال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا کمال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر بھر دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ لاکھوں افراد نے ان سے رشد و ہدایت اور اصلاحِ احوال کا فیض حاصل کیا۔ دونوں حضرات وفات پا چکے ہیں۔ حضرت سیدنا جمال الدین قدس سرہ العزیز بمبئی میں رہے وہیں زندگی بھر دعوتِ دین اور طریقت و شریعت کی خدمت فرماتے رہے۔ آپ بلند پایہ علمی اور روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ برصغیر کے تمام علمی مذہبی اور روحانی خانوادے ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جسے کئی معتبر لوگوں کی زبانی ہم نے سنا۔ سیدنا

جمال الدین قدس سرہ العزیز ایک مرتبہ بغداد سے براستہ لاہور بمبئی جارہے تھے، لاہور میں کچھ وقت کے لیے آپ کا قیام تھا اس دوران امیر ملت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت میں آپ کی خدمت میں دو کتے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ سفر اور ہندوستان کی سکونت میں وہ آپ کی حفاظت اور خدمت کے کام آسکیں۔ اگر آپ میرا یہ ہدیہ قبول فرمائیں تو مجھے خوشی ہوگی آپ نے فرمایا لاؤ کہاں ہیں تو پیر جماعت علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادے آگے کردیے۔

حضرت سید کمال الدین قدس سرہ العزیز بغداد کی خاک پاک میں مدفون ہیں۔ تیسرے صاحبزادے سید احمد ظفر الگیلانی مدظلہ العالی بغداد میں موجود ہیں۔ سماجی، سیاسی اور مذہبی خدمات کے علاوہ دربار عالیہ غوثیہ میں تولیت کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتے ہیں۔ آپ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۲ء تک پاکستان میں عراق کے سفیر بھی رہ چکے ہیں۔ چوتھے صاحب زادے حضرت سید عبدالرحمان گیلانی مدظلہ العالی نے تاریخ میں ڈاکٹریٹ کے بعد بغداد یونیورسٹی میں درس وتدریس کے شغل کو اپنا رکھا ہے۔ پانچویں صاحبزادے حضرت سید یوسف ضیاء الدین مدظلہ العالی شعبہ قانون سے منسلک ہیں اور بغداد سپریم کورٹ میں وکالت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں دربار عالیہ میں بھی کئی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔ جبکہ چھٹے صاحبزادے ہمارے شیخ و مرشد قدوۃ الاولیاء حضرت الشیخ سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی ہیں۔

سلسلہ قادریہ کی سرپرستی:

آپ کو بجا طور پر سلسلہ عالیہ قادریہ کا مجدد کہا جاسکتا ہے۔ آپ نے دنیا کے بیشتر ممالک میں سلسلہ قادریہ کا فیض پہنچایا اور زندگی بھر سلسلہ قادریہ کی سرپرستی فرمائی۔ حضور پیر صاحب شرق سے غرب دنیا بھر کے ممالک میں سلسلہ قادریہ کے سرپرست

اور مربی کی حیثیت رکھتے تھے۔ اندرون و بیرون پاکستان سے لاکھوں مریدین ان سے بالمشافہ اور خط و کتابت کے ذریعے روحانی اور علمی رہنمائی حاصل کرتے رہے۔

دین کی دعوت و تبلیغ اور حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کا فیض پہنچانے کے لیے آپ نے عالم اسلام کے علاوہ افریقہ، امریکہ، یورپ، انگلینڈ، سویڈن، ناروے، ہالینڈ، مغربی جرمنی، مناکو، بلجیئم، کینیڈا، کوریا، سائیگان، انڈونیشیا، برما، جاپان، سری لنکا، سنگاپور اور بھارت کے دورے کیے۔ مشرقِ وسطیٰ کے جملہ عرب ممالک اور ریاستوں میں تو بارہا آپ کا آنا جانا رہتا تھا۔

وصال مبارک:

آخر عمر میں آپ کی طبیعت مبارکہ علیل رہنے لگی تھی۔ آپ کو دراصل گردوں کی تکلیف تھی کوئٹہ اور کراچی کے دورانِ قیام مقامی معالجوں نے کافی کوشش کی لیکن افاقہ نہ ہوا پھر آپ جرمنی میں مقیم پاکستانی عقیدت مند ڈاکٹر حبیب اللہ اور ڈاکٹر محمد امیر خان نیازی مرحوم کی خواہش پر وہاں تشریف لے گئے ان دونوں حضرات نے آخری ایام میں حضور قدوۃ الاولیاء کی خوب خدمت کی اور فیوضات سمیٹے، بالآخر ے جون ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک صبح ۹ بجے شہزادہ غوث الوریٰ جرمنی میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی نماز جنازہ پہلے کراچی میں نشتر پارک میں پڑھائی گئی جس کی امامت کی سعادت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے حصے میں آئی اور بعد ازاں اسی شام لاہور میں منہاج القرآن پارک میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ سعادت ملی۔ دونوں مقامات پر مخلوق خدا اور آپ کے عقیدت مندوں کا جم غفیر دیدنی تھا۔ آپ کی آخری آرام گاہ ہونے کی سعادت حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگری، عروس البلاد "شہرِ لاہور" کے حصے میں آئی۔ جہاں آپ کا عظیم الشان مزار اقدس "دربارِ غوثیہ" شاہ جیلانی روڈ بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) میں مرجعِ خلائق ہے۔

اہل پاکستان کے لیے یہ بھی سعادت عظمیٰ ہے کہ حضور غوث الاعظم سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوضات کا یہ چشمہ اب ہمیشہ کے لیے سرزمینِ لاہور میں جاری ہوگیا ہے۔ اب تجلیات وانوارِ الٰہیہ کے اِس عظیم مرکز دربارِ غوثیہ میں ہر جمعرات کو محفلِ ذکر ونعت منعقد ہوتی ہے اور ہر اسلامی ماہ کی ۱۱ تاریخ کو گیارہویں شریف کی محفل پاک انعقاد پذیر ہوتی ہے جس میں تلاوتِ قرآن پاک، نعت رسولِ مقبول ﷺ منقبتِ حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، درسِ قرآن وتصوّف، صلوٰۃ وسلام، ختم غوثیہ اور ذکرِ الٰہی سے فرزندانِ توحید اپنے قلب وروح کی تسکین پاتے ہیں اور فیضانِ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی جھولیاں بھر بھر کے جاتے ہیں۔ خصوصاً ۱۱ ربیع الثانی، سالانہ عُرس مبارک حضور سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ المعروف بڑی گیارہویں شریف، ۲۳ ذیقعد، سالانہ ختم وصال شریف حضور قدوۃ الاولیاء سیّدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہر سال رمضان المبارک کی ستائیسویں شب، شبِ قدر کے روحانی مناظر دیدنی ہوتے ہیں۔ لاکھوں زائرین وعقیدت مندانِ حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس چشمۂ فیوضاتِ غوثیہ سے سیراب ہو رہے ہوتے ہیں اور پیرانِ پیر سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضانِ کرم سے اپنے دامنِ مُراد بھر بھر کے جاتے ہیں۔ یوں حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض وبرکات کی شعاعیں تیزی کے ساتھ اطراف واکنافِ عالم میں پھیل رہی ہیں اسی مقام پر اب تصوّف وروحانیت کی تعلیم کے لیے عظیم الشان خانقاہ "خانقاہِ غوثیہ" تعمیر ہو رہی ہے۔ جس کی سرپرستی براہِ راست حضور کے صاحبزادگان فرما رہے ہیں۔ یہ عظیم روحانی خانقاہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی نقیب ٹھہرے گی۔ اِن شاءاللہ العزیز۔

جمالِ محمدی ﷺ کا عکسِ دلنشیں:

سیّدِ دوعالم نورِ مجسّم نبی اکرم ﷺ جس طرح جمالِ صورت اور کمالِ سیرت میں

یکتا تھے، اسی طرح آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار میں بھی یہی خوبی نسل در نسل منتقل ہوتی رہی ہے۔ آپ ﷺ کے نسبی اور روحانی فرزندوں کے حسن صورت و سیرت کو دیکھ کر آج بھی لوگ جمال محمدی ﷺ کا کیف محسوس کرتے ہیں۔ اسلاف کے تذکروں میں اکثر یہ بات بیان کی گئی ہے کہ حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم کی طرح آئمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اور بالخصوص حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن سیرت و صورت میں اپنے جدِ امجد حضور ختم المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کا عکس جمیل تھے۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم نے جس طرح تذکروں میں پڑھا اسی طرح اپنے شیخ قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز کو حسن و خلق محمدی ﷺ کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ پایا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہر شخص آپ کی پروقار شخصیت کے سحر میں گرفتار ہو جاتا تھا۔ آپ کی مجلس میں جلال و جمال کی کیفیات کا یکساں غلبہ رہتا۔ ہر آنے والا اپنی ہستی، مرتبہ اور جاہ و منزلت بھول جاتا اور گلستانِ محمدی ﷺ کے اس سدا بہار پھول کی دلنشیں مسکراہٹوں سے بکھرنے والی کیف آور مستی میں ڈوب جاتا۔ آپ محض کہنے کی حد تک شہزادۂ غوث الوریٰ نہیں تھے بلکہ فی الواقع آپ کا پیکر دلربا سر سے پاؤں تک جمال و جلالِ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پرتو تھا۔ چہرہ مبارک بیک وقت انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کا مظہر بھی تھا اور حسن و جمال مصطفوی ﷺ کا پرتو بھی۔ انوار کی بارش ہو رہی ہوتی تو وہ الوہی جلال کا مظہر لگتا جسے نظر بھر کر دیکھنا بھی محال ہوتا اور جب اس پر حسن مصطفوی ﷺ کی بہار ہوتی تو ان کی تبسم کناں صورت نظروں سے گزر کر دل میں اتر جاتی۔ دل چاہتا یہی صورت پیشِ نظر رہے اور دیدہ و دِل دیدار کے جام نوش کرتے جائیں۔

مخزن علم و عرفان:

حضور پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس وقت کے حکمرانوں سے لیکر عام

سائلین تک ہر شعبہ زندگی کے لوگ حاضر ہوتے۔ ان میں سے اکثریت دعا کے لیے عرض کرتے اور آپ دعا فرما دیتے۔ بعض لوگ عمداً یا احتیاجاً مختلف مسائل پر آپ کی رائے بھی لیتے یا پھر بات سے بات چل نکلتی۔ دونوں صورتوں میں آپ مخاطب کی ذاتی، علمی، خاندانی اور پیشہ ورانہ حیثیت کو سامنے رکھ کر سیر حاصل گفتگو فرماتے۔ بلکہ ہم نے تو اکثر یہ دیکھا ہے کہ آپ سر جھکا کر بیٹھے ہوتے اور آپ کی نیچی نگاہیں حاضرین کے دل و دماغ میں اٹھنے والے سوالات کا تعاقب کر رہی ہوتیں اور زبان مبارک ٹھہر ٹھہر کر لعل و جواہر کے موتی بکھیرتی چلی جاتی۔

آپ کی محفل میں ہر آنے والے کو حسب حال مراد مل جاتی، علماء کو علم کے موتی حکماء کو حکمت و تدبر کے جواہر اور اہل عشق و محبت کو قلب و نظر کا سکون و قرار۔ آپ کی محافل و مجالس علوم و معارف کا ایسا متنوع خزانہ تھیں جہاں پوری دنیا کی ثقافت، سیاست، معیشت اور تاریخ زیر بحث آتی۔ آپ کی گفتگو میں تصوّف و روحانیت کے اسرار و رموز بھی ہوتے اور معاصر علوم و افکار پر سیر حاصل تبصرے بھی۔ آپ سے دنیا کے جس خطے کا آدمی ملتا۔ آپ وہاں کی صنعت و حرفت عادات و خصائل اور زبان و ادب اور تاریخ پر کھل کر اظہار خیال فرماتے۔ اس سلسلے میں آنکھوں دیکھے واقعات کی لمبی فہرست ہے لیکن یہاں بطور استشہاد کچھ واقعات بطور خاص درج کیے جا رہے ہیں۔

پروفیسر طاہر القادری بیان کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ کراچی درسِ قرآن کے بعد حضور کی خدمت میں موجود تھے اور ہمدرد ملت حکیم محمد سعید دہلوی صاحب بھی موجود تھے۔ حسب معمول آپ کے ساتھ کھانا کھانے کی سعادت ملی۔ کھانے کے دوران حکیم صاحب نے اپنی مہارت تامہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے چند جڑی بوٹیوں کے متعلق سوالات کیے۔ آپ نے ان بوٹیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے نہ صرف ان مرکبات کا نام لیا جن میں وہ استعمال ہوتی ہیں بلکہ ان کے فوائد اور علاج کے بارے

میں بھی بتا دیا۔ حکیم صاحب حیران رہ گئے اور کہنے لگے واللہ مجھے اپنی پوری زندگی کی حکمت کے باوجود ان معلومات میں سے ۲۵ فی صد کا علم تھا، باقی نہ کبھی پڑھے تھے اور نہ سنے تھے۔

اسی طرح ایک دوسرا واقعہ بتاتے ہوئے پروفیسر صاحب نے فرمایا'' کراچی میں ہی ایک درس قرآن کے بعد حسب معمول شرف باریابی ہوا میرے ساتھ اس مرتبہ محترم نسیم شاہ صاحب تھے۔ جو حبیب بینک کے صدر اور علم نجوم اور جفر سے دلچسپی رکھتے تھے۔ باتوں باتوں میں نسیم شاہ صاحب نے اسی حوالے سے کچھ پوچھ لیا پھر کیا تھا آپ نے علم نجوم اور علم جفر کی تاریخ ان کے باہمی فرق اور دیگر تفاصیل پر ایسا سیر حاصل تبصرہ کیا کہ ہم ان کا چہرہ تکتے رہ گئے۔''

''ایک مرتبہ لندن قیام کے دوران یورپ کے مختلف علاقوں سے عقیدت مند حاضر ہوکر شرف زیارت وملاقات حاصل کررہے تھے۔ ایک دن دو اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی آئے، آپ نے پوچھا'' کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے ایک جزیرے کا نام بتا دیا'' پھر استفسار فرمایا کب سے رہ رہا ہے؟ کہنے لگے دو تین پشتوں سے۔ حضور قدس سرہ العزیز نے یورپ اور بالخصوص ان کے جزیرے کی ثقافت، زراعت، سیاست اور سماج وغیرہ پر بھرپور معلوماتی گفتگو فرمائی۔ وہ لوگ حیران ہوکر پوچھنے لگے کیا آپ بھی وہاں رہتے رہے ہیں؟ آپ نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں فرمایا'' واللہ ہم تو کبھی وہاں گیا بھی نہیں'' کسی نے سچ کہا ہے۔

اہلِ دل اہلِ نظر ہوتے ہیں تم کچھ بھی کہو
ان کو ہر آن زمانے کی خبر ہوتی ہے

یہ علوم ومعارف اللہ کا نور ہیں اور وہ یہ نور اپنے محبوب بندوں کو خود ودیعت فرماتا ہے۔ علم وحکمت کا یہی نور بندہ مومن کی فراست ہوتی ہے۔ یہ فراست صرف اللہ کی

طرف سے عطا ہوتی ہے اسے مکتب و مدرسہ سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے ایسے لوگوں کی محافل ومجالس میں بیٹھنے والوں کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤمِنِ فَاِنَّه يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔

''مومن کی فراست سے بچ کر رہا کرو یہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمہارے باطن کو بھی دیکھتا ہے۔''

کشف اور تصرف کون کا مقام:

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ولایت کا وہ بلند مقام عطا فرمایا تھا جہاں پہنچ کر اللہ کا ولی کائناتِ ارضی وسماوی کو ہتھیلی پر رکھی ہوئی چیز کی طرح دیکھتا ہے اور اس میں تصرّف بھی کرتا ہے۔ قائد تحریک منہاج القرآن کی زبانی درج ذیل آنکھوں دیکھے اور خود پر بیتے ہوئے چند واقعات آپ کے کشف اور تصرّف کے ناقابل تردید ثبوت ہیں۔

مدینہ منورہ کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ ایک مرتبہ عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ میں اپنے رفقاء کے ساتھ محدث علی پوری امیر ملت پیر جماعت علی شاہؒ کے ''رباط'' میں ٹھہرا ہوا تھا۔ مدینہ پاک جاتے ہی مجھے سخت بخار ہو گیا۔ اس دوران ہمارے بعض ساتھی حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی صاحب سے ملنے گئے۔ میں علالت طبع کے باعث خود تو حاضر نہ ہو سکا البتہ سلام بھیج دیا۔ ساتھیوں نے ملاقات کی اور انہیں میرے سلام کے ساتھ علالت کا بھی بتایا۔ دوسرے دن انہوں نے مہربانی فرمائی وہ پر تکلف ناشتہ تیار کروا کر خود ملاقات اور عیادت کے لیے میری رہائش گاہ پر تشریف لے آئے، ملاقات ہوئی احوال وظروف پر بات چیت ہوئی اور وہ رخصت ہو گئے۔

واپسی پر جب کراچی بارگاہِ شیخ میں حاضر ہوئے اور حضور نے حسب سابق مجھ سے عمرہ کا حال احوال دریافت فرمایا۔ سارے واقعات وحالات بیان کیے اتفاق سے

مدینہ پاک کی یہ ملاقات بیان کرنا بھول گیا جب میں خاموش ہو گیا تو آپ فرمانے لگے "پروفیسر صاحب مولانا فضل الرحمٰن نہیں ملا تھا" تب مجھے یاد آیا اور پھر وہ سارا واقعہ بھی عرض کر دیا۔ یہ واقعہ اور دیگر پیر بھائیوں کے ساتھ اس قسم کے ہزاروں واقعات اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی فیضان سے نواز رکھا تھا اور آپ کو صورت و سیرت میں ان سے مماثلت کے ساتھ ساتھ کشف کون (کائنات کے احوال سے آگاہی) کے اس مقام پر بھی فائز کر رکھا تھا جس کے متعلق حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر میں واضح ارشاد ہے۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ التَّصَالِیْ

"میں کائنات کو اسی طرح اپنی نظر میں رکھتا ہوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا ایک چھوٹا سا دانہ ہو۔"

اور آپ نے نایاب پھل مہیا کر دیئے:

تصرف کون کے حوالے سے اور بھی بہت سے واقعات ہیں مگر تمثیلاً چند ایک پیش خدمت ہیں۔

کراچی کے ایک سیٹھ اسماعیل زکریا صاحب نے ایک مرتبہ یہ واقعہ بیان کیا کہ دسمبر کے مہینے میں ایک روز حضور پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پہ کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا ہمارے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اسماعیل زکریا! کونسا پھل کھائے گا؟ میرے دل میں خیال آیا کہ ایسا پھل مانگوں جس کا موسم اس وقت نہ ہو۔ میں نے عرض کیا۔ حضور تازہ آم

کھانے کو جی چاہتا ہے۔آپ مسکرا پڑے۔سمجھ گئے کہ اسے شرارت سوجھی ہے خادم کو فرمایا! ''فریج سے تازہ آم نکال کر لاؤ''۔آپ کے خادم رفیق نے تازہ آم لا کر پیش کر دیئے۔اسماعیل زکریا صاحب کہتے ہیں کہ آم تو ہم نے کھا لیئے مگر شرم سے پانی پانی ہو گئے۔کہتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوگئی۔ایسا پھل مانگتے جس کا برصغیر پاک وہند میں وجود ہی نہ ہوتا۔اس طرح میں نے ذہن میں رکھ لیا کہ پھر اگر کبھی موقع ملا تو ضرور کوئی ایسا ہی پھل مانگوں گا۔پھر ایک روز ایسا ہی موقع آیا۔میاں محمد نواز شریف (اس وقت پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے) اپنے کچھ ایم پی اے حضرات کے ساتھ وہیں پر موجود تھے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے افراد تشریف فرما تھے۔کھانا کھایا۔بعد ازاں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر مسکرا کر فرمایا۔اسماعیل زکریا! آج کیا پھل کھائے گا؟ میں نے موقع غنیمت جانا اور فوراً گزارش کی حضور ''منگستین'' ایک ایسا پھل ہے جس کا زندگی میں پہلی دفعہ نام سنا ہے۔فرمایا ''تمہیں ابھی کھلاتا ہے'' پوچھا۔نواز شریف یہ پھل دنیا میں کبھی دیکھا ہے یا کھایا ہے؟ انہوں نے قسم کھا کر کہا دنیا میں کبھی دیکھا تک نہیں بلکہ نام بھی پہلی بار سن رہا ہوں۔پھر اختر رسول سے پوچھا۔''اختر رسول تم ہاکی کے لیے پوری دنیا میں سفر کرتا ہے۔کبھی یہ پھل دیکھا ہے۔'' عرض کی۔''حضور نام بھی کبھی نہیں سنا۔''

آپ نے فرمایا...... یہ پھل تبت یا برما میں قلیل مقدار میں پایا جاتا ہے۔برصغیر پاک وہند میں تو اس کا وجود تک نہیں ہے۔اتنی بات ہو رہی تھی کہ باہر سے خادم آیا اس نے بتایا کہ حضور ڈاکیا یہ پارسل لایا ہے۔فرمایا۔میرے پاس لاؤ۔اسے کھولا گیا تو وہ پارسل منگستین سے بھرا ہوا تھا۔فرمایا۔لو بھئی۔کھاؤ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لنگر خانہ ہے۔یہاں سب کچھ ملتا ہے یہ دیکھ کر ہم حیران رہ گئے۔

خواجہ افضل صاحب جو کہ چائے کے ماہر تاجر تھے وہ ایک دفعہ حضور پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔برسبیل تذکرہ انہوں نے حضور کے سامنے

چائے کا ذکر چھیڑ دیا۔ آپ نے چائے کی کوئی پچاسوں اقسام بیان کیں اور ان کی خوشبوؤں کے بارے میں بھی تفصیل سے بتاتے گئے۔ ذائقے بھی بیان کرتے گئے پھر باتوں باتوں میں ہمیں اپنے کچن میں لے گئے۔ سامنے شیشے کی کھڑکی میں سے چائے نکال نکال کر ہمیں دکھاتے بھی گئے اور علیحدہ علیحدہ ان کے ذائقے بھی بتاتے گئے۔ خواجہ صاحب سے حضور نے پوچھا کہ خواجہ صاحب کیا یہ آپ کو معلوم تھا؟ انہوں نے عرض کیا۔ حضور مجھے تو صرف پانچ سات اقسام کا علم تھا باقی کا اب معلوم ہوا ہے۔

علمی تبحر اور استحضار:

علم انسان کا ایسا زیور ہے جس کے بغیر اس کی کوئی قدر و قیمت ہے نہ شناخت۔ علم انسان کو اپنی ذات سے لے کر کائنات کا عرفان بھی سکھاتا ہے۔ اور خالق کی معرفت سے بھی ہمکنار کرتا ہے۔ علم بندہ مومن کا وہ بنیادی وصف ہے جس کے ذریعے وہ اعمال کی قبولیت اور عدم قبولیت کا معیار اور پرکھ قائم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے باعمل عالم کو جاہل عابدوں پر فوقیت دیتے ہوئے فرمایا۔

فضل العالم علی العابد کفضل البدر علیٰ سائر الکواکب۔

(کنز العمال، ۱۰: ۲۸۷۹۰)

عابد پر عالم کو اتنی فضیلت ہے جتنی (چودھویں کے) چاند کو ستاروں پر۔

ایک دوسری روایت میں ارشاد فرمایا:

فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادناکم۔

(کنز العمال: ۱۰، ۲۸۷۵۳)۔

"عالم کو عابد پر اتنی فضیلت ہے جتنی مجھے تم میں سے کسی معمولی شخص پر ہے۔"

علم کی اسی اہمیت کے پیش نظر رسول اکرم ﷺ نے حصول علم کو اپنی امت کے ہر مرد اور عورت پر فرض کیا ہے۔ چنانچہ اولیاء اللہ اور عرفاء و صلحاء امت کا یہ وصف رہا ہے کہ وہ معرفت و طریقت کی منازل طے کرنے سے پہلے علم شریعت کے حصول کو

لازم ٹھہراتے رہے ہیں۔ اسی مناسبت سے تصوف اور آداب طریقت پر لکھی گئی ہر کتاب کا آغاز فضیلت علم سے ہوتا ہے۔

جس طرح حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور زمانہ کتاب ''کشف المحجوب'' کا پہلا باب ہی فضیلت علم پر ہے۔ جس میں انہوں نے علم کو طریقت کا پہلا ادب قرار دیا ہے اور جاہل فقراء کی خوب مذمت کی ہے۔

الغرض علم شریعت کے بغیر فقر و درویشی اور ولایت کو حاصل کرنے والوں کی اکثریت کفر و ضلالت میں ٹھوکریں کھاتی ہے۔ یہ تو ہے ظاہری علوم کی فضیلت۔ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو اس علم کے علاوہ خصوصی ''علم لدنی'' سے نوازتا ہے جس طرح وہ انبیاء و رسل کو علم و معرفت کے سمندروں سے نوازتا رہا۔ یہی علم اولیاء اللہ کی بصیرت اور فراست سے جھلکتا ہے۔ ہم اوپر یہ ذکر کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مرشد و شیخ سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی علم و معرفت کے خزانے سے نواز رکھا تھا۔ ''کشف کون'' کے ضمن میں مندرجہ بالا مثالوں کے علاوہ ایک خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ آپ کا علمی تبحر، استحضار اور علماء کی آراء کا ادراک ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسائل پر آئمہ اربعہ کی آراء سے پوری طرح آگاہ تھے۔ تاہم اکثر و بیشتر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو ترجیح دیتے۔ علاوہ ازیں امہات الکتب تفاسیر، احادیث اور عقائد سے متعلق ذخیرہ کتب پر بھی آپ کی گہری نظر تھی۔ اس ضمن میں کئی شواہد درج کیے جا سکتے ہیں لیکن ہم ایک مستند شخصیت کے ذاتی واقعہ کا ذکر کافی سمجھتے ہیں۔ آپ کے مرید پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کہتے ہیں۔

''ایک مرتبہ حضور پیر صاحب کی بارگاہ میں حاضر تھا اس دن کاتب موجود نہیں تھا آپ کا چونکہ معمول تھا کہ ہر روز کی ڈاک دیکھتے اور وضاحت طلب امور کا جواب بھی

دیتے۔ یہاں ایک بات یاد رہے کہ آپ خود لکھنے کی بجائے ہمیشہ Dictate کرواتے تھے۔ اس دن آپ نے مجھے حکم دیا۔ ڈاک میں ایک عقیدت مند نے ''قصیدہ روحی'' کے بارے میں پوچھا تھا کہ یہ حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیا واقعی یہ آپ کا اپنا کلام ہے یا کسی اور کا۔ آپ نے یہ سوال سن کر مجھ سے فرمایا ''پروفیسر صاحب آپ کیا بولتا ہے؟'' میں نے ادباً اپنی رائے محفوظ رکھی اور عرض کیا حضور جو آپ حکم فرمائیں گے میری بھی وہی رائے ہوگی۔ آپ نے حسب معمول سر جھکا کر تھوڑا توقف فرمایا پھر فرمانے لگے۔ ''لکھ دو یہ قصیدہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ہے'' ساتھ ہی آپ نے غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور سوانح حیات ''بہجۃ الاسرار'' کے حواشی اور تین چار کتب کے حوالے بھی لکھوا دیے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں فرمایا اندر جا کر وہ کتب بھی لے آئے اور مجھے دکھا بھی دیں۔ میں آپ کے اس استحضار پر حیران رہ گیا۔''

اسی طرح بے شمار مواقع پر جب بھی فقہی، کلامی یا دیگر ادق علمی مسائل پر آپ سے رجوع کیا جاتا آپ اپنا مختصر واضح اور دوٹوک موقف سامنے رکھ دیتے۔ اس کے بعد آئمہ اربعہ کی آراء محدثین اور مفسرین کا نقطۂ نظر اور دیگر ضروری تفاصیل پر گفتگو فرماتے یوں لگتا جیسے آپ کے سامنے امہات الکتب کھلتی جاتی ہیں اور آپ وہاں سے دیکھ دیکھ کر اپنے موقف میں دلائل دیتے جا رہے ہیں۔

دراصل اولیاء اللہ کی اکثریت کو اللہ تعالیٰ ایسے لدنی اور وہبی علوم عطا فرماتا ہے کہ ان کے سامنے علوم ظاہری کے مجتہد اور فقیہان عصر تاب نہیں لا سکتے۔ عرفاء کاملین کے سامنے کتابی علوم ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں بہت سی ضخیم کتب آج بھی اسلامی ذخیرہ کتب کی زینت ہیں جو ایسے عرفاء کے اقوال اور Dictations ہیں جنہوں نے بظاہر کسی مکتب و مدرسہ یا یونیورسٹی سے علوم و فنون کی تعلیم حاصل نہیں کی لیکن

ضرورت پڑنے پر انہوں نے تفاسیر، احادیث کی روایات اور دیگر علوم وفنون پر پوری مہارت اور دسترس کے ساتھ تبصرے کیے ہیں اور آئمہ حدیث کو ان کے تفوق علمی اور رسوخ کا اعتراف کرنا پڑا۔ اس ضمن میں ایک مشہور کتاب ''الابریز'' کا حوالہ دینا موضوع کی وضاحت کے لیے مناسب ہوگا۔

عربی زبان میں لکھی گئی یہ خوبصورت اور دلچسپ کتاب دراصل مصر کے عارف کامل حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات کا مرتبہ مجموعہ ہے جسے ان کے ایک فاضل عقیدت مند سیدی احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا ہے۔ پوری کتاب اس طرح کی ہزاروں مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ مرتب نے ذاتی تجربے سے متعدد مقامات پر ثابت کیا ہے کہ عبدالعزیز دباغ قدس سرہ العزیز کسی مکتب و مدرسہ کے فارغ التحصیل نہیں تھے لیکن وہ احادیث کی صحت اور ضعف اور تفسیر کی روایات پر بڑے وثوق سے گفتگو فرماتے۔ علماء ان کی رائے کو علامہ سیوطی، علامہ ابن حجر اور علامہ ابن کثیر جیسے صاحب الرائے محدثین کی تحقیقات کی روشنی میں دیکھتے تو حیران ہوتے کیونکہ عبدالعزیز دباغ کی رائے ہی صائب اور درست ثابت ہوتی۔

زاہد شب زندہ دار:

سلف صالحین عرفاء و متقین کے معمولات میں قیام اللیل ایک اہم معمول رہا ہے۔ قرب نوافل کی وہ منزلیں جن سے گزر کر بندہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں حتّٰی کہ اس کی رضا کا پیکر بن جاتا ہے۔ دراصل رات کی خاموش تاریکیوں میں ہی طے ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور کے متلاشیانِ حق نے قیام اللیل میں مداومت کو اپنے اوپر فرض کیے رکھا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک فرمایا کہ ''جو شخص فقر کا دعویٰ کرے اور رات نیند کے غلبے میں بسر کردے اسے طریقت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔''

شاعرِ اسلام علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لیے بجا طور پر فرمایا:

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

چنانچہ حضور سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن کے بچپن کا معمول اوپر بیان ہو چکا ہے) بھی زاہد شب زندہ دار تھے۔ حضور پیر صاحب کے مرید پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں جب بھی حضور پیر صاحب کے ہاں حاضر ہوتا اور رات قیام کا موقع ملتا تو ہمیشہ رات جاگ کر گزارتا۔ آپ کے معمولات دیکھتا رہتا۔ چھپ کر خاموشی کے ساتھ اس کمرے پر نظریں جمائے رکھتا جہاں آپ نوافل وغیرہ ادا فرماتے۔ آپ کا حجرہ مبارک برآمدے کے ساتھ تھا جس میں سرخ یا سبز رنگ کا زیرو پوائنٹ بلب روشن ہوتا۔ حضور کمرے میں تنہا ہوتے تھے اور اس جالی دار کھڑکی میں سے میں ہمیشہ آپ کو قیام و مناجات میں دیکھتا یوں حضور کی رات اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں گزر جاتی اور میری رات آپ کی اس شب زندہ داری کی کیفیت کو دیکھتے دیکھتے گزر جاتی۔ بعض اوقات مجھے یہ خیال آتا کہ میں یہ کیا کر رہا ہوں اگر حضور نے مجھے یوں دیکھ لیا تو ناراض ہوں گے چنانچہ ایک دن اسی طرح بیٹھے بیٹھے ایک دلچسپ واقعہ بھی پیش آیا جو درج ذیل ہے۔

میں حسب معمول آپ کے حجرے کے قریب نظریں جمائے بیٹھا تھا کہ اندر سے دروازے کی چٹخنی کھلنے کی آواز آئی، میں جھٹ سے اسی خطرے کے پیش نظر اٹھ کر بھاگا کہ آپ مجھے یوں دیکھ کر غصہ نہ فرمائیں میں اپنے کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں اندھیرا تھا لیکن باہر ہلکی ہلکی چاندنی تھی۔ میں کمرے میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس دن خلاف معمول آپ نصف شب کے وقت باہر تشریف لائے تھے۔ آپ نے دونوں ہاتھ باندھ رکھے تھے اور حالت اضطراب میں صحن کا چکر لگا رہے تھے۔ خاصی دیر اسی طرح گھومتے رہے پھر واپس حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ میری سمجھ میں یہ تو

نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیوں ہوا۔ ہاں آپ کی کیفیت دیکھ کر لگتا تھا کہ آپ کچھ پریشان اور مضطرب ہیں۔ خیر رات گزر گئی۔ دن چڑھا اور آپ حسب معمول دربار شریف میں آ کر جلوہ افروز ہوئے ایک بلوچی حضور کا قریبی خادم بھی دربار میں حاضر تھا۔ آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا" آپ گاڑی بے احتیاطی سے چلاتا ہے آج رات آپ نے ہم کو بہت پریشان کیا کیونکہ تمہارے ایکسیڈنٹ کا خطرہ تھا" یہ سنتے ہی وہ بلوچی خادم آپ کے قدموں میں گر کر رونے اور معافی مانگنے لگا۔ بعدازاں ہم نے اس سے اصل سبب پوچھا تو اس نے ہمیں بتایا کہ" رات دراصل میں سبی کی طرف سے کوئٹہ آ رہا تھا پہاڑوں کے درمیان بل کھاتی ہوئی سڑک پر چلتے ہوئے مجھے نیند کے غلبے سے بار بار اونگھ آ رہی تھی اور ایک دو بار تو گاڑی گرتے گرتے بچی" بلوچی شخص کی اس سرگزشت سے مجھے معلوم ہوا کہ رات کی پریشانی کا سبب یہی شخص اور اس کی غیر محتاط ڈرائیونگ تھی۔ حضور پیر صاحب قبلہ دراصل اس کو خطرناک حادثے سے بچانے کی خاطر بار بار بے چینی کی حالت میں پھرتے رہے۔"

پروفیسر صاحب کے بیان کردہ اس ایک واقعہ میں شب بیداری کے علاوہ حضور پیر صاحب کی دو اور صفاتِ عالیہ کا پتہ چلتا ہے۔ ایک یہ کہ آپ اپنے مریدین کے حال سے آگاہی رکھتے تھے۔ دوسرا یہ کہ آپ کو مریدِ خاص سے اتنی محبت تھی کہ اس کی متوقع مشکل کا ادراک فرما کر نہ صرف خود پریشان ہوئے بلکہ آپ کی بروقت توجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے ایک بڑے حادثے سے بچالیا۔ یہ قوت و تصرّف بھی حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی فیضان کا حصہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب نواز رکھا تھا۔

شانِ استغناء اور بے نیازی:

استغناء اور بے نیازی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور جو بندہ اللہ کے رنگ میں رنگا ہوا

ہوتا ہے وہ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے اس لیے استغناء اور بے نیازی بھی اولیاء اللہ کا لازمی وصف ہوا کرتا ہے۔ یہی وصف انہیں مخلوق سے ملنے والے نفع ونقصان سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہ صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک کا بندہ ہوتا ہے اور تمام حاجات امیدیں اور تمنائیں اسی سے وابستہ رکھتا ہے۔ توحید کی روح بھی یہی ہے کہ بندہ صرف معبودِ حقیقی کے در پر سجدہ ریز رہے اور ماسوا کو کبھی بھی خاطر میں نہ لائے۔ تعلیماتِ تصوّف وطریقت میں ''استغنائے نفس'' کی اہمیت سے تشنگانِ علم ومعرفت کو روشناس کرایا جاتا ہے۔ اسلاف میں اِس کی مثالیں کثرت سے دستیاب ہیں لیکن فی زمانہ یہ جوہر کمیاب ہے۔ بالخصوص آج کے مادیّت زدہ ماحول میں تو ''روحانیت'' بھی الاماشاء اللہ مادیّت کے حصول کا ایک ذریعہ بن چکی ہے۔

تصوّف وروحانیت کے نام پر بے شمار نام نہاد ''روحانی شخصیات'' عوام الناس کو لوٹتی نظر آتی ہیں۔ اسی تناظر میں ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ کی سیرت بالکل منفرد تھی۔ آپ کو اللہ پاک نے وہ شانِ بے نیازی دے رکھی تھی کہ شاہانِ وقت خود چل کر آپ کی بارگاہ میں جاتے اور اپنی خدمات پیش کرتے لیکن آپ نے کبھی بھی کسی کے سامنے اپنی کوئی حاجت اور آرزو نہ رکھی۔ بلکہ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ صدر ایوب اور صدر ضیاء الحق مرحوم جیسے مطلق العنان حکمران تو عام حاضرین کی طرح آپ کی دست بوسی کو سعادت سمجھتے تھے۔ آپ چاہتے تو ایک اشارے سے ملک کے کسی بھی بہترین خطے میں قیمتی جائیدادیں اکٹھی کر سکتے تھے۔

پاکستان کے سابق صدر ایوب خان نے ایک مرتبہ آپ کی مالی خدمت کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے ایک زبردست تاریخی جملہ ارشاد فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا بند ہو جائے گا تو آپ سے لے لیں گے'' سچ کہا ہے اقبال نے:

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی میں
زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغناء

یہ شانِ استغناء آپ کو اپنے غیور اسلاف کی طرف سے ورثے میں ملی تھی۔ اللہ والوں کی یہی پہچان ہے کہ ان کے دروازے پر بادشاہ آئے یا غریب وہ دونوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ نہ شاہوں سے اپنے لیے کچھ طلب کرتے ہیں اور نہ ان کے قصرِ سلطنت کو اپنی آرزوؤں کا مسکن بننے دیتے ہیں۔ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاصر خانوادوں میں سے کئی ایک سجادہ نشین حضرات کی ''خدمتِ اسلام'' کا دائرہ کار اب مروجہ سیاست کے ذریعے ایوانہائے اقتدار کے طواف تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ فقر و درویشی کی دنیا میں امارت اور حکومت کی طلب تو کجا قربت بھی پسندیدہ نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی لیے فرمایا!

" بئس الفقیر علی باب الامیر "

''برا ہے وہ درویش جو شاہوں کے دروازوں پر نظر آئے۔''

منبع فیض سے مضبوط تعلق اور فنائیت:

حضور قدوۃ الاولیاء پابند شریعت، عارف باللہ اور فنافی الرسول ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یقین و ایمان کی فراوانی سے نواز رکھا تھا۔ یہ کیفیت اس وقت نصیب ہوتی ہے جب انسان منبع فیض یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نبی اکرم ﷺ سے اطاعت و محبت کا مضبوط تعلق رکھتا ہو۔ اور یہ تعلق اسے اٹھتے بیٹھتے سراپا ذکر بنا دے۔ اسی تعلق کو تصوف و طریقت میں ''فنائیت'' کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک بامراد مرید کی طرح آپ بھی اپنے جدِّ اعلیٰ حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فنائیت کی حد تک عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ بیعت فرمانے کے بعد جب آپ اوراد و وظائف کی تلقین فرماتے تو ہمیشہ فرماتے ''تم غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہو گیا ہے۔'' یہ معمولی بات نہیں، بہت بڑے حوصلے، اعلیٰ مقام و مرتبہ اور حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرب تعلق کی علامت ہے۔

محافل ذکر ونعت میں آپ جذب وضبط کا مجسمہ بنے رہتے۔ لیکن کئی بار دیکھنے میں آیا کہ حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت سنتے سنتے ضبط کے بندھن ٹوٹ جاتے اور بے اختیار وجد آور کیفیت میں ''المدد یا غوث الاعظم المدد یا دستگیر'' کا ورد فرماتے۔ آپ کو اپنے جدّ اعلیٰ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو جذباتی لگاؤ اور موانست تھی اس کا اظہار لفظوں کی زبان سے ناممکن ہے۔

جب بھی دعا فرماتے حضور نبی کریم ﷺ اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ جلیلہ سے مانگتے۔ الغرض آپ کی ہر سانس اور ہر دھڑکن میں ذکر الٰہی کے بعد سرورِ کائنات حضور نبی اکرم ﷺ اور حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یادیں اور ادائیں سمٹ آتی تھیں۔ ان دونوں ہستیوں سے آپ کا نہ صرف قابلِ رشک روحانی اور دینی تعلق تھا بلکہ نسبی اور خونی تعلق بھی تھا اور یہ نسبت کوئی عام نسبت نہیں بہت بڑی سعادت اور منفرد شرف ہے۔ جس پر آپ جتنا ناز کرتے کم تھا۔

آپ اس نسبت کی لاج بھی رکھتے اور ہمیشہ اس کا ادب ولحاظ بھی فرماتے۔ ہر فضل وکمال کی نسبت ہمیشہ نبی اکرم ﷺ اور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب فرماتے۔ یہ آپ کا اظہار عجز بھی تھا اور مقام محبت وفنائیت بھی۔

بارگاہِ غوثیت میں محبوبیت اور قرب کا مقام:

حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قدرت کے عطا کردہ اعلیٰ محاسن خاندانی سیادت اور بالخصوص حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نسبی اور روحانی تعلق نے جملہ معاصر اولیاء اللہ کے لیے مقتداء وپیشواء تو بنایا ہی تھا لیکن خود حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آپ قرب اور محبوبیت کے مقام رفیع پر فائز تھے۔ اس کی زندہ شہادت تو یہی ہے کہ آپ کے توسط سے اللہ تعالیٰ نے عصرِ حاضر میں سلسلہ قادریہ کا فیضان مشرق ومغرب میں پھیلایا۔ بلاشبہ حضور غوث

پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اس فرزند جلیل پر فخر بھی ہے اور ناز بھی۔ کیونکہ آپ اپنے دور میں سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت اور قطبیت کے مظہر تھے۔ آپ کی بارگاہ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں محبوبیت اور قرب کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حضور قدوۃ الاولیاء السید طاہر علاوالدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار مُریدایسے بھی ہیں جن کو بحالت خواب و بیداری بارگاہ حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ اقدس پر بیعت کا حکم ہوا۔ اور پھر آپ کا مریدین کو بیعت فرمانے کے بعد یہ خوشخبری دینا کہ "اب تم غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہو گیا ہے" آپ حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں محبوبیت وفنائیت پر دلالت کرتا ہے۔

۱۹۵۶ء میں حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر آپ پاکستان تشریف لائے اور سرزمین پاکستان پر یوں ابر رحمت بن کر چھا گئے جس کی حیات بخش، پر کیف وروح پرور رم جھم سے نہ صرف سرزمین پاکستان بلکہ ایک پورا عالم سیراب ہو گیا دلوں کی بنجر کھیتیاں معرفت الٰہی اور عشق رسول ﷺ سے آباد ہو گئیں اور جس کسی پر بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت بھری نگاہ پڑی اس کا بخت خوابیدہ بیدار ہو گیا۔ آپ جس طرف بھی گئے حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیضان عام کرتے گئے اور لاکھوں فرزندانِ توحید وطالبانِ راہِ حق آپ کے دست اقدس پر بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ سے وابستہ ہو گئے۔

مشفق ومہربان:

حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ایک کے لیے نہایت مشفق ومہربان تھے، جب بھی کسی بھی عقیدت مند کو آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت ملتی ایک نیا کیف وسرور نصیب ہوتا۔ ایک آسودگی اور طمانیت عطا ہوتی اور زندگی کی شاہراہ پر

ایک نئے ولولے سے آگے بڑھنے کا حوصلہ ملتا۔ دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اٹھا کر آنے والے زائرین سے جب آپ ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ خیر خیریت پوچھتے اور انہیں خوش آمدید کہتے تو ان کی ساری تھکاوٹ اسی پیار بھرے لہجے سے اتر جاتی۔ ان کے اس محبت آمیز لہجے میں ماںتا سے بڑھ کر غمگساری ہوتی اور شفقت پدری سے زیادہ ہمدردی، جب کوئی تلخیِ ایام کے ہاتھوں دل گرفتہ ہو کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں شرف باریابی پاتا تو آپ حرف مدعا زبان پر لانے سے پہلے اتنی شفقتیں نچھاور فرما دیتے کہ سارے غم وہیں غلط ہو جاتے۔

آپ حاضرین سے فرداً فرداً اس محبت و شفقت سے حال احوال دریافت فرماتے کہ ہر کوئی سمجھتا کہ آپ سب سے زیادہ محبت و شفقت اُس پر ہی فرما رہے ہیں پھر آپ کی پیاری پیاری و میٹھی میٹھی گفتگو کرم کی پھوار بن کر رُوح کی گہرائیوں میں اُترتی جاتی اور آپ کی محبت و شفقت بھری نگاہیں روح و دِل کو سکون و قرار سے نوازتیں۔

آپ اپنے پاس حاضر ہونے والے تمام مریدین اور عقیدت مندوں کا، اُن کی ضروریات کا اُن کے قیام و طعام کا، اُن کے آرام و سکون کا بے حد خیال رکھتے اور ان پر بے انتہا شفقت فرماتے۔ اِس ضمن میں آپ کے مُرید پروفیسر طاہر القادری ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں جس کا تعلق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے خدام و مریدین سے محبت و شفقت کے ساتھ ہے پروفیسر صاحب بیان کرتے ہیں ''ایک رات میں حسب معمول نظریں جمائے آپ کے حجرہ مبارک کے باہر صحن میں بیٹھا ہوا تھا نصف شب اچانک دروازہ کھلا۔ آپ باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے اپنے ایک خادم کو نام لے کر بلایا کوئٹہ کا یہ نوجوان آپ کی خدمت کرتا تھا اور آپ بھی اس سے کمال شفقت فرماتے تھے۔ آواز سنتے ہی آپ کے پاس حاضر ہو گیا آپ

نے فرمایا ''تم نے کھانا کھایا؟'' اس نے عرض کیا حضور نہیں کھایا۔ فرمایا ''ہم کو کیوں تنگ کرتا ہے تم ہمارے گھر میں بھوکا سوتا ہے اور ہمیں بے چین کرتا ہے۔'' اس کو سختی سے کھانا کھانے کا حکم دے کر لنگر خانے کی طرف بھیج دیا اور خود بھی اندر تشریف لے گئے۔ صبح پوچھنے پر معاملہ کھلا کہ رات کو اس کا کسی دوسرے خادم کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اور یہ غصے میں آ کر کھائے پیے بغیر سو گیا تھا۔

یہ ہے وہ شفقت و محبت جس کے مظاہر سیرت النبی ﷺ میں جا بجا ملتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے امت کے ساتھ حضور ﷺ کا تعلق ان الفاظ میں بیان کیا۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (التوبہ ۹:۱۲۸)

بیشک تمہارے پاس تم میں سے ایک (باعظمت) رسول ﷺ تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف اور مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے (اے لوگو) تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزو مند ہیں اور مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

حضور ﷺ کی اطاعت و محبت کا اولین تقاضا ہے کہ دکھی انسانیت کی خدمت اور ان کے دکھ تکالیف کو اپنی تکلیف سمجھا جائے۔ جب یہ کیفیت ہو گی تو بھوکے خادم کی تھوڑی سی تکلیف بھی آرام میں بے چینی کا سبب بن جائیگی اور اگر اللہ کی مخلوق کے ساتھ محبت و شفقت کے تعلق کا احساس ہی نہیں تو ایک کیا ہزاروں لوگ بھوکے پیاسے سوئیں یا مر جائیں کسی کو کیا ہوتا ہے لیکن حضور ﷺ کا بجپال گھرانہ تو خود بے آرام ہو کر دوسروں کو سکون بانٹتا ہے، خود بھوکے پیاسے ہو کر بھی اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دوسروں کی حاجتیں پوری کرنے کی روایت قائم رکھی ہے۔ ہمارے مرشد بھی اسی لجپال گھرانے کے چشم و چراغ تھے ان میں شفقت اور مہربانی نہ ہوتی تو کہاں ہوتی؟

شہزادگان حضرات:

آپ کے تینوں صاحبزادگان السید محمود محی الدین الگیلانی مدظلہ العالی السید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی مدظلہ العالی اور السید محمد ضیاء الدین الگیلانی مدظلہ العالی، ماشاءاللہ خوش خصال خوش نہاد اور خوش اطوار ہیں۔ خوش خلقی اور شخصی وقار میں اپنے قابلِ فخر اسلاف کی تصویر ہیں۔ لوگوں کی شدید خواہش پر حضور شہزادگان بیعت بھی فرماتے ہیں اور حضور پیر صاحب کی طرح وقتاً فوقتاً پاکستان کے مختلف شہروں اور بیرون ملک سلسلہ قادریہ کی سرپرستی فرمانے کے لیے بھی تشریف لے جاتے ہیں۔

بڑے شہزادے حضرت السید محمود محی الدین الگیلانی القادری نے سیاسیات میں ماسٹر کیا ہوا ہے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مالک ہیں آپ اپنے بابا حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روشن تعلیمات کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔

دوسرے شہزادے حضرت السید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی القادری نے بلوچستان یونیورسٹی سے ایم اے انگلش و سیاسیات کیا ہے اور اعلیٰ علمی ذوق رکھتے ہیں۔ ملکی اور بیرونی حالات و واقعات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ آپ ۲۰۰۲ء سے ۲۰۰۷ء تک پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبر بھی رہ چکے ہیں اس دوران آپ وزارت مذہبی امور کے جملہ امور کی نگرانی بھی فرماتے رہے ہیں، آج کل آپ صوبائی اسمبلی بلوچستان کے ممبر ہیں۔

تیسرے شہزادے حضرت السید محمد ضیاء الدین الگیلانی القادری نے بلوچستان یونیورسٹی سے Pak Studies میں ایم اے کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایل ایل بی بھی کیا ہوا ہے۔ آپ علمی ذوق کے ساتھ ساتھ عالمی حالات و واقعات پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔

الحمدللہ تینوں شہزادگان رشتہ ازدواج میں منسلک ہو چکے ہیں اور اپنے والد گرامی

کی طرح اسلام کی دعوت و تبلیغ اور سلسلہ قادریہ کی خدمت پر ہمہ وقت کمر بستہ ہیں ۔اِس سلسلہ میں اندرون و بیرون ملک اسلام کی تبلیغ اور ترویج واشاعت کا کام جاری ہے جس میں ہر جگہ اور ہر شہر میں محافل ذکر و نعت اور ماہانہ محافل گیارہویں شریف کا انعقاد بھی شامل ہے۔ خصوصاً تمام درباران غوثیہ، لاہور، کوئٹہ، کراچی اور ہزار گنجی میں ان محافل کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔

دربارِ غوثیہ ہزار گنجی (کوئٹہ)

حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیرؒ کے خصوصی فیضان سے دربار غوثیہ، ہزار گنجی میں ہر اسلامی ماہ کی گیارہ تاریخ کو شہزادۂ غوث الورٰی جگر گوشہ، قدوۃ الاولیاء حضور پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی مدظلہ العالی کی سرپرستی و صدارت میں گیارہویں شریف کی محفل منعقد ہوتی ہیں۔ جس میں تلاوتِ قرآنِ کریم نعتِ رسول مقبول ﷺ منقبت حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیرؒ، درس قرآن و تصوف، صلوٰۃ وسلام، ختم غوثیہ اور ذکرِ الٰہی سے مریدین و حاضرین اپنے قلب و روح کی تسکین پاتے ہیں۔ اسی طرح ہر جمعۃ المبارک بعد نمازِ جمعہ محفلِ ذکر کا اہتمام ہوتا ہے۔ اور حاضرین اللہ کریم کے ذکر سے اپنے قلوب کو جگمگاتے ہیں۔

دربارِ غوثیہ کراچی

اسی طرح دربار غوثیہ کراچی میں بھی شہزادۂ غوث الورٰی جگر گوشہ قدوۃ الاولیاء حضور السید عبدالقادر جمال الدین القادری الگیلانی مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی وزیر سیادت ہفتہ وار مرد و خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ہفتہ کے روز خواتین کی باپردہ نشست کا اہتمام ہوتا ہے جبکہ ہر اتوار کو مرد حضرات کے لئے محفل کا اہتمام ہوتا ہے۔ ان محافل میں بھی ذکرِ الٰہی نعت سرور کونین ﷺ اور درود وسلام کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے حضور پیر السید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی القادری مدظلہ

العالی ان محافل کی صدارت بھی کرتے ہیں۔ اور خواتین وحضرات کو بیعت بھی فرماتے ہیں۔ ان کے مسائل سنتے ہیں اور دعا بھی فرماتے ہیں۔

دربارِ غوثیہ، کوئٹہ

دربارِ غوثیہ کوئٹہ کو یہ شرف وامتیاز حاصل ہے کہ حضور سیدنا السید طاہر علاؤ الدین الگیلانی نے پاکستان تشریف آوری کے بعد یہیں پر سکونت اختیار فرمائی اور یہاں ہر ماہ آپ کے زیرِ صدارت گیارہویں شریف کی محفل پاک منعقد ہوتی جو آج بھی منعقد ہو رہی ہے دربارِ غوثیہ، کوئٹہ میں گیارہویں شریف کی محفل پاک کی صدارت وسرپرستی شہزادۂ غوث الوریٰ جگر گوشہء قدوۃ الاولیاء حضور پیر السید محمد ضیاء الدین الگیلانی القادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ اور بالخصوص اس روز نمازِ مغرب کی امامت بھی آپ خود فرماتے ہیں، یہاں پر بھی تلاوتِ قرآن حکیم ذکر الٰہی نعت نبیء رحمۃ اللعالمین ﷺ، منقبت حضور سیدنا غوث الاعظیم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ درود وسلام اور درسِ قرآن وتصوف کا اہتمام ہوتا ہے اور آخر میں حضور پیر السید محمد ضیاء الدین الگیلانی مدظلہ العالی خصوصی دعا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور شہزادگانِ غوث الوریٰ کی ان مساعی جملیہ کو امتِ مسلمہ کیلئے باعثِ خیر وبرکت بنائے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

تذکرہ قادریہ کا سببِ تالیف اور موجودہ ایڈیشن

آپ نے عین شباب میں اپنے مالوف وطن بغداد کو چھوڑا اور پاکستان کے شہر کوئٹہ میں سکونت اختیار فرما کر اہلِ پاکستان کو فیضانِ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نوازنا شروع کیا۔ اپنے قیام کے ابتدائی عرصہ میں آپ نے دیکھا کہ پاکستان میں حضور غوث الاعظم دستگیر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھنے والوں کی لامحدود تعداد ہے۔ اکثریت آداب تصوّف وطریقت سے

کماحقہ شناسا نہیں۔ جس کی وجہ سے طریقہ قادریہ کی تعلیم وتربیت کا مقصود پورا نہیں ہو رہا۔ آپ نے یہ بھی دیکھا کہ کئی جہلاء، نفس پرست اور بے عمل لوگ پیری مریدی کا دھندا کرتے پھرتے ہیں اور یوں آپ نے زبانی وعظ و نصیحت کے علاوہ کئی کتب مرتب کروا کر شائع کرنے کا اہتمام کیا ان میں سے (۱) محبوب سبحانی (جو ہزار ہا تعداد میں چھپ کر تقسیم ہوئی) (۲) تحفۃ الطاہریہ فی الاورادِ القادریہ (۳) سوانح عمری حضرت غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (انگریزی ترجمہ) (۴) فتوح الغیب کا انگریزی ترجمہ وغیرہ۔ تذکرہ قادریہ بھی آپ کی ایسی ہی نادر اور جامع کتب میں سے ایک اہم کتاب ہے۔ اس کتاب میں بہت سے علمی نکات اور روحانی واردات سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ بے شمار اسرار حضور پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے افادہ عام کے لیے ایسے نقل فرمائے ہیں جو سینہ بہ سینہ ان تک اپنے آباؤ اجداد اولیائے کرام کے ذریعہ پہنچے۔ بلاشبہ یہ آپ ہی کو زیب دیتا تھا کہ آپ اپنے قابل فخر آباء کے چشم و چراغ تھے۔ اور اللہ پاک نے آپ کی صورت میں فیضانِ غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چشمہ رواں کرنا تھا۔ یوں حضرت کی یہ تصنیف تعلیماتِ تصوّف وطریقت اور اسرار ربانی کا خوبصورت گلدستہ بن گئی ہے۔

اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوتے رہے۔ لیکن اس کی ترتیب وہی رہی۔ اب ربع صدی گزرنے کے ساتھ حالات میں جو تبدیلیاں رونما ہوگئی تھیں ان کو مدنظر رکھ کر کتاب کی ترتیب نو کی اشد ضرورت تھی۔ اس لیے کتاب کے اس ایڈیشن کی طباعت کے وقت بہت سی چیزیں قابل توجہ تھیں خاص طور پر آپ کی شخصیت کا جامع تعارف، خدمات وفات اور مزار اقدس کے احوال۔

شہزادگانِ حضور قدوۃ الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی، حضرت پیر السید عبدالقادر جمال الدین القادری الگیلانی، حضرت پیر السید محمد

ضیاء الدین القادری الگیلانی کے حکم پر قارئین وعقیدت مندان حضور سیدنا امام غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضور قدوۃ الاولیاء سیّدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ تعارفی کلمات لکھنے کی سعادت مل رہی ہے۔ نظرثانی کے بعد بھی کتاب کی زبان اگرچہ ثقیل ہے اور تراکیب کچھ عام فہم نہیں لیکن اصل بات سمجھ میں آنی چاہیئے اور وہ سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آرہی۔ مریدین اور محبّینِ سلسلہ قادریہ کو حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال روحانی اور تعلیمات پر توجہ مرکوز کرنی چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے شیخ کی تعلیمات و وظائف کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا جائے اسی میں طریقت کے آداب، روحانیت کا فروغ اور ہم سب کے لیے دین ودنیا کی خیر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور سرورکائنات ﷺ کی مکمل اِتباع اور دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوص دل سے خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور قدوۃ الاولیاء سیّدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی وروحانی فیوض وبرکات سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

آمین بجاہِ سیّد المُرسلین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتّسلیم

شہزادگان کی پُر وقار شخصیات کا تفصیلی تعارف

حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی

تاریخ پیدائش: ۱۹۶۸۔۰۷۔۱۴

آپ حضور قدوۃ الاولیاء پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں آپ کا تعلیمی سلسلہ نہایت باوقار انداز میں طے ہوا جس سے آپ کی اعلیٰ شخصیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ آپ کی ذات رہروانِ طریقت اور تشنگان معرفت کیلئے متاثر کن ہے۔ آپ نے سیاسیات (Political Science) میں ماسٹر کیا ہوا ہے۔ آپ قومی اور عالمی سطح پر ہونے والے تغیر وتبدّل اور بین الاقوامی صورت حال کا بڑی باریک بینی سے مشاہدہ اور تجزیہ کرنے کی بے پناہ لیاقت سے مالا مال ہیں۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار کے زیور سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ محمود ہوتے ہوئے بھی ایازی سلسلہ کے بے مثال نمازی دکھائی دیتے ہیں۔ کاروبار حیات کے ساتھ ساتھ شب وروز سلسلہ قادریہ کے آسمان پر مثل ماہتاب وآفتاب روحانیت کی نورانی کرنیں بکھیرنے میں مشغول ومگن رہتے ہیں اور اپنے والد گرامی حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روشن تعلیمات کی جیتی جاگتی تصویر ہیں اور اسی مشن کی تکمیل میں دعوت وتبلیغ اسلام کے فروغ کیلئے کمربستہ ہیں۔ اہل عقیدت کی شدید خواہش پر بیعت حق وارشاد کی ذمہ داری بھی انجام دے رہے ہیں۔ آپ ۲۷ رمضان المبارک کے عالمی روحانی اجتماع کے اختتام پر ہر سال اپنے بابا حضور سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار دربار غوثیہ ٹاؤن شپ (بغداد ٹاؤن) لاہور میں اجتماعی بیعت فرماتے ہیں آپ اپنے پیارے بابا حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار "دربار غوثیہ" کے تمام معاملات

کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور زیرِ تعمیر دربار غوثیہ اور خانقاہ غوثیہ کی عمارت اور دیگر تعمیراتی معاملات کی نگرانی فرماتے ہیں۔ مریدین، متوسلین اور معتقدین کی روحانی تربیت اور اصلاح طریقت کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔ آپ کی تعلیمات جب روحانیت کے پر لگا کر اڑتی ہیں تو ایک بے مثال اسلامی معاشرے کی جھلک نمایاں دکھائی دیتی ہے اور آپ احباب عقیدت پر زور دیتے ہیں کہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہل خانہ کو بھی روحانی تعلیم کی روشن کرنوں سے معمور کریں۔ کیونکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ چراغ تلے اندھیرا کے مصداق لوگ خود تو روحانیت کا بے مثال پرتو ہوتے ہیں مگر گھر والے اس معاملے میں بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس خلاء کو پر کرنا ہماری اخلاقی مذہبی اور روحانی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی، ایسی ہی قرآنی تعلیمات کی تبلیغ کیلئے آپ نے خانقاہ غوثیہ کے ایک بڑے ہال میں ماہانہ محفل ذکر و درس قرآن برائے خواتین کا اجراء کیا ہوا ہے جس کی بدولت زائرات نہ صرف فیضان غوثیت مآبؒ سے اپنی جھولیوں کو بھرتی ہیں بلکہ وہ قرآنی تعلیمات کے فیض سے بھی سرشار اور معمور ہوتی ہیں۔ آپ نے دربار غوثیہ ہزار گنجی کوئٹہ کراچی روڈ (مستونگ اور کوئٹہ کے درمیان) ایک بہت بڑی خانقاہ تعمیر کروائی ہے جس میں ایک عظیم الشان جامع مسجد غوث الاعظمؒ بھی ہے جہاں باقاعدہ بچوں کی تعلیم، درس و تدریس اور جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد ذکر کی محفل ہوتی ہے بعد ازاں زائرین کیلئے لنگر کا اہتمام ہوتا ہے۔ حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی البغدادی اگر دربار غوثیہ میں جمعہ کے دن موجود ہوں تو بعد نماز جمعہ بیعت بھی فرماتے ہیں۔ آپ اندرون ملک اور بیرون ملک سلسلہ قادریہ کی ترویج و اشاعت کیلئے کئی بڑے پروگرامز اور کانفرنسز کی صدارت اور سرپرستی فرماتے ہیں اور آپ نے سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روحانی تعلیمات کے فیض کو عام کرنے کیلئے

اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔

الغرض آپ ہر وقت انسانیت کی اصلاح اور فلاح کیلئے متحرک رہتے ہیں آپ کو رب ذوالجلال نے سرکار غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان باکمال کا وافر حصہ عطا فرما رکھا ہے اور آپ کو بڑی فہم و فراست اور بصیرت سے نوازا ہے۔

الحمد للہ حضور پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی البغدادی کے تینوں شہزادے السید طاہر حسام الدین القادری الگیلانی، السید عبدالرحمان سیف الدین القادری الگیلانی اور السید احمد نور الدین القادری الگیلانی قرآن پاک کی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ دوسرے دینی و دنیوی علوم بھی حاصل کر رہے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ دونوں بڑے شہزادے السید طاہر حسام الدین القادری الگیلانی اور السید عبدالرحمان سیف الدین القادری الگیلانی قرآن پاک حفظ کر چکے ہیں۔ دونوں شہزادگان جب اپنے دادا جان حضور قدوۃ الاولیاء السید طاہر علاؤ الدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ یومِ وصال (۲۳ ذی قعد) کے موقع پر دربار غوثیہ (بغداد ٹاؤن لاہور) تشریف لاتے ہیں تو ہزاروں زائرین و عقیدت مند آپکے دیدار فرحت آثار سے روحانی و قلبی سکون پاتے ہیں۔

حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی البغدادی کا مشن ہے کہ پہلے بچوں کو دینی تعلیم سے روشناس کروا کر پھر دنیاوی تعلیم مکمل کی جائے تاکہ مستقبل میں آنے والی نسل کی راہنمائی ہو سکے۔ آئندہ آپ کی ترجیحات میں شامل ہے کہ سب سے پہلے بلوچستان میں زیادہ سے زیادہ دینی ادارے کھولے جائیں جن میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی دی جائے۔

آپ کا حکم ہے کہ اگر مریدین اور معتقدین کو کسی قسم کی دینی، دنیاوی و روحانی پریشانی ہو تو حضور کو خط لکھیں، حضور دعا کیساتھ سائلین کو جواب بھی ارسال فرماتے ہیں۔

حضرت پیر السید عبدالقادر جمال الدین القادری

الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی

تاریخ پیدائش: ۱۹۶۹-۰۶-۰۴

آپ بھی اپنے برادر اکبر کی طرح بیعت حق وارشاد کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔تبلیغ دین متین کی اشاعت کیلئے اندرون ملک اور بیرون ملک تشریف لے جاتے ہیں۔قدوۃ الاولیاء،پیر سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چمن کے دوسرے پھول حضرت پیر السید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی نے روحانیت کی اصل روح کو سمجھنے کیلئے علوم ظاہری کی جانب بھی بڑی توجہ دی ہے آپ نے بلوچستان یونیورسٹی سے ایم اے انٹرنیشنل افیئرز اور ایم اے سیاسیات کی ڈگری حاصل کی ہے۔اعلیٰ علمی ذوق وشوق کی بدولت ملکی اور بین الاقوامی حالات پر بڑی نپی تلی ومدلل رائے دینے کی بھرپور اہلیت کے حامل ہیں اور ملکی وعالمی حالات کا مطالعہ ومشاہدہ بڑی باریک بینی سے فرماتے ہیں۔اللہ رب العزت نے آپ کو ایک فرزند ارجمند "السید یحییٰ شمس الدین القادری الگیلانی سے نوازا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے یورپ،امریکہ،خلیجی ممالک،سری لنکا، بنگلہ دیش اور دنیا کے دور دراز علاقوں میں دین اسلام کی تعلیم وتبلیغ فرماتے ہیں اور سلسلہ قادریہ کی روحانی کرنوں سے لوگوں کے قلوب کو منور فرماتے ہیں؛ "ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است" کے مصداق آپ نے بھی دعوت وتبلیغ اور لوگوں کی تدریس وتربیت کیلئے عموماً اور مریدین اور متوسلین کیلئے خصوصاً ایک اچھوتا اور جداگانہ خصوصیات کا حامل نصاب تیار کروایا ہے جو کچھ کتابوں پر مشتمل ہے اس نصاب میں اصلاح عقائد اور روحانیت کے حصول کی ترغیب اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔اور جدید

سہولتوں سے استفادہ کرنے کی ترغیب دینے کیلئے آپ نے آڈیو اور ویڈیو کیسٹس پر مبنی ایک بہترین نصاب تیار کر رکھا ہے جس میں رہروان عقیدت اور مریدین کے علاوہ تشنگان روحانیت کے ذوق کی تسکین کا وافر سامان موجود ہے اور اس نصاب میں اخلاقیات اور انسانیت کے احترام کا پہلو بھی بڑا واضح ہے۔ آپ نے سلسلہ قادریہ کے روحانی اور آفاقی پیغام کو بڑی جانفشانی اور بے باکی سے عالمی سطح پر روشناس کرا کے ایک عظیم روحانی تحریک کی داغ بیل ڈال دی ہے اور اس سلسلے میں ہونے والی ہر سعی وکاوش کی سرپرستی فرماتے ہوئے اس شعر کی عملی تصویر نظر آتے ہیں۔

پھلا پھولا رہے یا رب چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

جذبے کی سچائی اور مقصد کے حصول کی لگن کا جادو جب سر چڑھ کر بولتا ہے تو پھر فاصلے سمٹ جاتے ہیں، منزلیں خود طواف کرتی ہیں اور یہی رنگ آپ کی تحریک کی بدولت بڑھتا جا رہا ہے اور بے چین و بے قرار انسانیت سکون کی لذتوں سے ہمکنار و سرشار ہونے لگی ہے اور خصوصاً نوجوان نسل جوق در جوق قادریہ سلسلے کی مرید بنتے ہوئے اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ ایک خوبرو نوجوان نے نوجوانوں کی رہنمائی اور انکی تعلیم و تربیت کا حق ادا کر دیا ہے۔

آپ سالانہ بڑی گیارہویں شریف و عرس مبارک حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقع پر اپنے بابا جان حضور پیر سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر بہت بڑی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانفرنس کی صدارت فرماتے ہیں اور کثیر تعداد میں عرس کی تقریب سے پہلے مرد و زن کو الگ الگ نشستوں میں بیعت بھی فرماتے ہیں آپ فیصل آباد شہر پر خصوصی شفقت فرماتے ہوئے بڑی گیارہویں شریف کے موقع پر فیصل آباد کا خصوصی دورہ فرماتے ہیں اور کثیر تعداد میں

تشنگانِ حق کو بیعت فرما کر انکی روحوں کو سکون پہنچاتے ہیں۔

الگیلانی ہاؤس کراچی میں ہر ہفتہ خواتین کی باقاعدہ حاضری ہوتی ہے اور حضور خواتین کو بیعت بھی فرماتے ہیں اور دعا بھی فرماتے ہیں اسی طرح ہر اتوار کو مردوں کو بیعت بھی فرماتے ہیں اور حاضرین کے مسائل بھی سنتے ہیں۔

آپ عالمی سطح پر ہونے والے اخلاقی، مذہبی اور روحانی پروگرامز، کانفرنسز اور سیمینارز کی سرپرستی فرماتے ہیں تاکہ اسلام اور تصوف کی تعلیمات جدید رنگ و آہنگ کے ساتھ عام لوگوں تک پہنچیں، آپ نے اس کام کو مزید فعال اور مربوط بنانے کیلئے سلسلہ قادریہ کے حوالے سے (WWW.ALGILLANI.ORG) کے نام سے انتہائی جامع WEBSITE بھی تیار کروائی ہے جو اپنی مثال آپ ہے اور کروڑوں افراد اس سے استفادہ کر رہے ہیں، اس کے علاوہ مختلف کتب مثلاً فضائلِ درود وسلام، نماز کی کتاب اور سرکار غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات پر مبنی کتب کے علاوہ سلاسل طریقت کے معروف بزرگوں کی سیرت و کردار اور روحانی افکار پر مشتمل ایک جامع، مستند، تحقیق اور جستجو کی حامل کتاب پر بھی آپ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اسے تکمیل کے مختلف مدارج و مراحل سے گزارنے میں مگن ہیں۔

آپ پاکستان کی قومی سیاست میں بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں آپ کی سیاسی بصیرت کی بدولت بہت سے عوامی مسائل کے حل کیلئے قانون سازی ہوئی اور آپ کے مثبت اور تعمیری کردار کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ آپ الیکشن ۲۰۰۲ء میں بلوچستان سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور وزارت مذہبی امور کمیٹی برائے حج کے سربراہ رہے حج پالیسی ۲۰۰۳ء کی تشکیل و تکمیل کیلئے انتھک اور گراں قدر کام کیا۔ علاوہ ازیں آپ قومی اسمبلی کی کئی کمیٹیوں کے چیئرمین اور ممبر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

1- ممبر سٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی امور، عشر وزکوٰۃ

2- ممبر تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سب کمیٹی

3- ممبر پارلیمنٹیری ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان

4- ممبر سٹینڈنگ کمیٹی برائے خارجہ امور۔

5- ممبر سٹینڈنگ کمیٹی برائے فنانس امور

آپ بین الاقوامی پارلیمانی ایسوسی ایشن کے کئی پروگراموں میں قومی پارلیمنٹ کی نمائندگی کر چکے ہیں۔ آج کل آپ ممبر صوبائی اسمبلی صوبہ بلوچستان ہیں۔

آپ کا حکم ہے کہ اگر مریدین اور معتقدین کو کسی قسم کی دینی دنیاوی اور روحانی پریشانی ہو تو حضور کو خط لکھیں حضور دُعا کے ساتھ سائلین کو جواب بھی ارسال فرماتے ہیں۔

حضرت پیر السید محمد ضیاء الدین القادری الگیلانی

البغدادی مدظلہ العالی

تاریخ پیدائش: ۱۹۷۶۔ ۰۵۔ ۲۸

حضرت پیر السید محمد ضیاء الدین القادری الگیلانی مدظلہ العالی حضور قدوۃ الاولیاء پیر سیدنا الشریف محمد طاہر علاؤ الدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے چھوٹے شہزادے ہیں۔ دین اسلام کی خدمت اور شریعت وطریقت کی خدمت کا جذبہ آپ کو ورثہ میں ملا ہے۔ اور طبیعت میں روحانی میلان غالب ہے۔ ابتدائے عمر سے ہی آپ عبادت وریاضت کو اپنا معمول بنائے ہوئے ہیں۔ آپ ایم اے پاک سٹڈیز اور قانون کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی ایک خوبصورت ومبارک شہزادے سے نوازا ہے۔ جن کا اسم گرامی اپنے دادا جان کی نسبت سے ''السید محمد طاہر

علاؤالدین القادری الگیلانی'' ہے۔

اپنے اسلاف کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے اور اپنے پیارے بابا حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے بھی اپنی زندگی اسلام کی اشاعت وتبلیغ، اللہ اور اس کے پیارے حبیب حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی محبت اور حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات کے فروغ کیلئے وقف کر رکھی ہے۔

آپ فیضانِ غوثیت مآبؒ کے امین ہیں اور اس فیضان کو عام کرنے اور سلسلہ قادریہ کی ترویج واشاعت کیلئے معتقدین اور متوسلین سلسلہ قادریہ کی سرپرستی بھی فرماتے ہیں۔ اسی طرح اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے پیغام کو عام کرنے کیلئے، تصوّف وروحانیت کے احیاء کے لئے اور اپنے جدِ امجد حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام حق کو بہ کو پھیلانے کیلئے آپ ملک بھر میں محافل میلاد اور دیگر پروگرامز وسیمینارز کی صدارت وسرپرستی بھی فرماتے ہیں۔ اور فیضان غوثیت مآبؒ سے امت مسلمہ کو فیض یاب فرماتے ہیں۔

جس طرح حضور قدوۃ الاولیاء، پیر سیّدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حیات پاک میں دربار عالیہ غوثیہ، کوئٹہ میں گیارہویں شریف کی محفل پاک کو رونق بخشتے تھے اب حضور پیر السید محمد ضیاء الدین القادری الگیلانی اس سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور سلسلہ قادریہ کے ارتقاء اور خدمت کیلئے کمربستہ ہیں۔ اسی طرح آپ کراچی، حیدرآباد لاہور اور دیگر شہروں میں سالانہ محافل میلاد وغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانفرنسز کی صدارت فرما کر طالبانِ حق ومعرفت کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپکو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے اور آپ کو گفتگو کا وہ ملکہ حاصل ہے کہ جب آپ کسی مجلس میں گفتگو فرماتے ہیں تو سننے والے اپنے علم کو ہیچ سمجھتے

ہوئے اپنی علمی استعداد کو کم تر سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ جب آپ گفتگو فرماتے ہیں تو ہو بہو اپنے بابا جان کی طرح گوہر بکھیرتے ہیں اور خوش نصیب یہ قیمتی گوہر سمیٹتے ہیں۔

شہزادگانِ قدوۃ الاولیاء، مریدین و وابستگان سلسلہ قادریہ کی تربیت کیلئے دربارِ غوثیہ بغداد ٹاؤن میں ایک مثالی اور بڑی خانقاہ تیار کروا رہے ہیں جس میں دنیا بھر سے تصوّف وسلوک کے تشنگان آ کر اپنی پیاس بجھائیں گے۔ اس خانقاہ میں دنیا بھر کے خانوادوں اور سجادہ نشینان کیلئے خصوصی تربیت گاہ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ جہاں سے تمام سلاسل طریقت کے وابستگان اور آستانوں کے صاحبزادگان آ کر اپنے اپنے سلاسل کی تربیت حاصل کریں گے۔ اس کے علاوہ یہاں جدید تعلیم سائنس، ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر سائنسز پر مبنی ایک بہت بڑا تعلیمی کمپلیکس بھی تیار ہو رہا ہے۔ جہاں سلوک وتصوف کی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم سے بھی بہرہ ور کیا جائے گا۔ آپ کا حکم ہے کہ اگر مریدین ومعتقدین کو کسی قسم کی دینی، دنیاوی اور روحانی پریشانی ہو تو حضور کو خط لکھیں حضور دعا کے ساتھ سائلین کے جواب بھی ارسال فرماتے ہیں۔

حضور قدوۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسبی اور روحانی شجرہ

سیدنا ومرشدنا شیخ المشائخ الحسیب النسیب الشریف نقیب زادہ سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی بن نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف صاحب السمو والسماحۃ شیخ المشائخ سیدنا الشریف حضرت محمود حسام الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نقیب الاشراف صاحب السمو والسماحۃ فخامۃ الشریف شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبدالرحمٰن ظہیر الدین المحض قادری جیلانی وزیر اعظم مملکت عراق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نقیب الاشراف الحسیب النسیب سیدنا علی قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف سیدنا الامام حضرت سلمان قادری الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا الامام شیخ المشائخ نقیب الاشراف حضرت مصطفیٰ قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شیخ المشائخ قدوۃ العارفین نقیب الاشراف سیدنا حضرت زین الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شیخ المشائخ قدوۃ العاشقین سیدنا الامام محمد درویش قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العارف باللہ شیخ المشائخ سیدنا الامام حسام الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شیخ المشائخ صاحب تکوین التمکین سیدنا الامام نور الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا امام الشریف شیخ الاسلام عارف باللہ ومتوکل علی اللہ حضرت ولی الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا شیخ المشائخ امام الشریف حضرت زین الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا امام الشریف قدوۃ السالکین شیخ المحدثین شیخ المشائخ حضرت شرف الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا امام الشریف شیخ المشائخ حضرت شمس الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا امام الشریف شیخ المشائخ عارف ربانی حضرت محمد التہاک قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا الشریف وامام التقی المقتدی شیخ الاقطار الاعلیٰ شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت غوث الثقلین، شیخ الکل، سلطان اولیاء، مالک ازمۃ المتصرفین، رئیس المحبوبین، سلاب الاحوال، الدرۃ البیضاء، الباز الاشہب، سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس سرہ العزیز۔

روحانی شجرہ

الحسیب النسیب الشریف سیدنا ومولانا نقیب زادہ شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین قادری گیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد محترم سیدنا الشریف شیخ المشائخ حضرت محمود حسام الدین نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف قادری بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے اپنے والد محترم شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبدالرحمٰن الکفن نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف قادری بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا علی نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف قادری بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے عم زاد برادر ومرشد شیخ المشائخ عبدالقادر گیلانی قادری بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ ابوبکر قادری گیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم شیخ المشائخ سیدنا اسماعیل قادری گیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا عبدالوہاب قادری گیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا نورالدین قادری گیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد محمد درویش قادری گیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا حسام الدین قادری گیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا ابوبکر قادری گیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا یحییٰ قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا نورالدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا ولی الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ

المشائخ سیدنا زین الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا شرف الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا شمس الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ محمد الہتاک قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا عبدالعزیز قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم ومرشد شیخ المشائخ سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس سرہ العزیز سے۔

قارئین کرام! شجرہ ہائے مذکورۃ الصدر کے مطالعہ سے آپ پر روشن ہوگیا ہوگا کہ ممدوح الصدر مؤلف کتاب ہذا حضرت جناب پیر دستگیر محبوب سبحانی، غوث صمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اکیسویں پشت سے سیدنا شیخ المشائخ محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقیب الاشراف متولی دربار غوثیہ بغداد کے فرزند ارجمند ہیں۔

باب اول

خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ

خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ کا ابتدائی حال

یہ شریف الاشراف خاندانِ گیلانیہ مہر تاباں کی طرح اُفق اعلیٰ بغداد پر چمکا اور تمام شہروں میں اپنی فضیلت، اپنی عزت، اپنے غلبہ اور سرداری کے باعث جلد مشہور ہو گیا۔ ملک عراق میں ہلاکو خاں کی تباہی، ایرانیوں کے حملوں اور داخلی فتنوں نے بغداد کی تاریخی حیثیت اور شرافت کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ وہاں کے رہنے والوں کو منتشر اور پریشان کیا گیا یوں وہاں کے مردان کار کو متفرق کر دیا۔ بغداد کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی۔ جب سلطان مراد خان مرحوم نے بغداد کو دوبارہ فتح کیا اور متفرق شہروں سے لوگ واپس لوٹ آئے اور اس خاندان کے افراد پھر واپس آ کر وہاں بدستور سابق جمع ہو گئے اور اپنے جد اعلیٰ حضرت سیدنا شیخ المشائخ محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مسلک پر چلنے لگے۔ پھر وہ اپنی ہمتوں کو آداب کے جمع کرنے، فضائل کے حاصل کرنے اور اپنی عقلوں کو دینی جہت اور علمی حیثیت سے درست اور باکمال کرنے کی طرف لگ گئے اور عمل کے راستہ میں اپنے جد اعلیٰ کے طریقہ کے مطابق اصلاح کرنے میں متوجہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اولادِ علی کی بزرگی اور شرافت کو بلند کر دیا اور خاندانی عزت و عظمت کو بحال کر دیا۔ تب ان کے ارد گرد ممالک کے رہنے والے جمع ہو گئے اور ان کے فضل و کمال، علم و فضیلت اور سرداری کا سب نے اقرار کر لیا۔

عراق میں بہت بڑے بڑے اور شریف خاندان ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض خاندان تو وہ ہیں کہ جن کا ظہور خاندانی افراد کے علم کی وجہ سے ہوا یا اس کے مردان کار کی کسی کارگزاری کے باعث ہوا یا افراد خاندان میں سے کسی کے مال و زر کی وجہ سے ہوا یا کسی ایک شخص کے برسر اقتدار آنے کی وجہ سے ہوا۔ اسی طرح کچھ ایسے اسباب اور بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے خاندان کو نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ان خاندانوں میں کوئی شریف خاندان ہی ایسا ہوگا جس میں ظہور اور ترقی کے اسباب سارے

کے سارے یکجا ہو گئے ہوں، بجز اس قدیم خاندان کے جو تمام ممالک میں خاندان ہاشمیہ گیلانیہ اور نقابت قادریہ کے لقب سے مشہور رہے۔ جب سلطان مراد خان مرحوم نے ایرانیوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے کر ان کے علمی، روحانی بغداد کو فتح کیا تو اس نے خاندانِ قادریہ کے احسانات اور کمالات کو مؤثر طریقے سے پھیلاؤ کی راہیں از سرِ نو ہموار کرنے کا موقع بہم پہنچایا۔ ان کے نام پر جائیدادیں وقف کیں اور ان کے نام وظائف مقرر کئے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی اولاد کی سربراہی میں اہم امور دے کر ان کی عزت افزائی کی۔

نقیب الاشراف کا عہدہ

ان میں سے جو سب میں باعتبار عمر بڑا، شان کے لحاظ سے عظیم اور فلاح وتقویٰ کے اعتبار سے معروف اور ممتاز ہوتا ہے، وہ نقیب مقرر ہوتا ہے تاکہ وہ دربار کے معاملات کی نگرانی کرتا رہے۔ خاص طور پر مستحقین میں وظائف وخیرات کا اہتمام بھی اس خانوادے کے سپرد ہوا۔ یوں خاندانِ گیلانیہ کی علمی وروحانی اور سماجی خدمات کا دائرہ وسیع ہونے لگا اور بغداد والوں کے دلوں میں ان کا احترام بڑھ گیا۔ عراق کے لوگ کسی بادشاہ کے سامنے اپنی گردنیں نہیں جھکاتے اور نہ کسی امیر کے سامنے اس قدر ادب بجالاتے ہیں جتنا کہ وہ ان میں سے کسی معلوم سید اور مشہور عالم کے سامنے، اس لئے کہ دین کے ممتاز آدمیوں کا احترام ان کے ہاں بادشاہِ وقت کی اطاعت سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ان ملکوں کے بادشاہوں کے حالات سے ظاہر ہے۔ چونکہ عالمان بلاد اور قوموں کے سرداران کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ حکومت نے یہ مصلحت سمجھی کہ نقابت کو ایک شریف عہدہ قرار دے کر اسے حکومت کے زیر اثر کر دیا جائے تاکہ حکومت پوری قوم کو اس نقیب کی زبان اور شرافت اور سید ہونے کے واسطے سے اپنے ارادہ کے تابع بنادیں اور اپنی طرف متوجہ کر سکے۔ اس طرح سیدنا حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد

سردار بن گئی اور ساری امت میں ان کو شرافت عظمیٰ کا اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے جان و مال سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کی۔ اس سلسلہ میں ان کی کارکردگی مشہور اور زبان زد خاص و عام ہے۔

نقابت کے معنیٰ

لغت کے اعتبار سے ''نقیب'' وہ شخص ہوتا ہے جو کسی قوم کے معاملات کی نگرانی کرنے والا، ان کو اچھی طرح جاننے والا، قوم کا سردار اور ان کے نیک و بد کا ذمہ دار ہو۔ پس نقیب وہ شخص ہوتا ہے جو سخت سے سخت مواقع میں بھی قوم کو سنبھالنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ ان کو سختی اور نرمی کے اوقات بتاتا ہے اس لئے کہ وہ ان کا سردار ہوتا ہے اور سردار سے ہی اپنی قوم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ چونکہ نقیب حکومت اور قوم کے درمیان تعلقات کے استوار رکھنے کا ایک اہم ذریعہ ہوتا ہے اس لئے زمانہ قدیم سے حکومتیں قوم کی نگرانی اور اس کے خم کو سیدھا کرنے کی ذمہ داری بھی براہ راست اسی کو سونپتی رہی ہیں اس لئے شاہانِ اسلام اور خلفائے وقت نے اس نقیب کے لئے اونچا مقام مقرر کیا ہے جیسا کہ دولت بنی امیہ، دولت عباسیہ اور دولت عثمانیہ کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ نقیب حکومت کے چلانے والوں کو قوم کے حالات اور ترقی و تنزلی سے آگاہ کرتا ہے تاکہ حکومت ان کے اسباب اور علاج میں متوجہ ہو۔

نقابت کا یہ عہدہ اسی طرح جاری رہا اور اس کو شرافت کا اونچا مقام حاصل تھا۔ نقیب الاشراف کی نرینہ اولاد یعنی بیٹوں کے نام کے ساتھ نسبت پدری کی وجہ سے نقیب زادہ کے لفظ کا اضافہ کرتے ہیں لیکن جو حضرات نقیب الاشراف کی اولاد سے نہیں ہوتے وہ اپنے نام کے ساتھ صرف الگیلانی کا لفظ شامل رکھتے ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ اس خاندان کے گذشتہ بزرگوں نے اپنے اندر تمام اچھے اخلاق جمع کر لئے تھے۔ ان میں تجربہ کار سیاست دان، عالم، ادیب، جری، بہادر، بڑے بڑے

سخی، غیرت مند، محب وطن، زاہد، پارسا، متقی اور صالح ظاہر ہوئے تھے اور اول سے آخر تک اس خاندان میں ایسے ایسے آدمی پیدا ہوتے رہے ہیں جو آگے بڑھنے میں معلوم اور کارناموں کے اعتبار سے مشہور ہیں۔ اس خاندان میں علم وادب کے میدان میں بڑے بڑے مردان کار پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے ہر فن میں اپنے کامیاب تیر چلائے ہیں اور ان کی ایسی ایسی گراں قدر خدمات ہیں جن سے ان کی شہرت تمام عالم مین پھیل گئی اور جن کی خوشبو تمام اطراف عالم میں مہک رہی ہے اور جن کا ذکر خیر صحراؤں میں بھی ہے اور آبادیوں میں بھی، اس خاندان کے گزشتہ بزرگوں کے معاصر علماء نے ان کی خدمات کے بارے میں بڑی وضاحت کے ساتھ تذکرے لکھے ہیں اور شعراء نے ان کے ذکر خیر کو اشعار میں بیان کیا ہے اور ان کے محاسن اور کمالات کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ غرضیکہ اس گیلانی خاندان کے لئے ایک عالم گیر، بلند تر اور عظیم الشان شہرت ہے کہ دوسروں کی شہرت اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو جب میدان میں کھڑے ہوں تو یہی بادشاہ ہیں، جب پکڑنا چاہیں یہی زبردست ہیں، جب گفتگو کریں یہی علماء ہیں، جب کسی مسئلہ پر دلائل دیں تو یہی ادیب ہیں اور جب ذکر وفکر میں مشغول ہوں تو یہی عبادت گزار ہیں۔

اس چیز نے یعنی طاقت گیلانیہ نے بار ہا بادشاہوں کو بھی پریشان کیا اور امراء کو مبتلائے رشک کردیا جیسا کہ مرحوم سید محمود آفندی بن سید رجب آفندی کا مؤقف بھی بادشاہ کے سامنے رہا اور مرحوم سید علی آفندی بن سید سلمان آفندی مذکور کا مؤقف سلطان عبدالحمید کے سامنے تھا اور سید سلمان نقیب الاشراف بن سید علی نقیب الاشراف کا مؤقف سلطان ناصر الدین شاہ ایران کے ساتھ رہا۔ چنانچہ سید سلمان مذکور نے تمام کردستان تا کرنت فتح کیا اور ترکی کی سلطنت میں شامل کیا۔ ترکی کا سلطان عبدالحمید ان ہی کا مرید تھا۔ اور اس نے آپ کے لئے بہت سے اوقاف اور خطابات جاری کئے تھے۔ اسی طرح سیدنا عبدالرحمٰن نقیب الاشراف جن کا ذکر خیر آئے گا۔ ان کا مؤقف جنرل مونث

(Mount) کے ساتھ تھا۔ یہ جنرل آپ کا سخت حریف تھا۔ اسی طرح سید محمود حسام الدین رضی اللہ عنہ نے کرنل وانکس اور پریسی کاکس کی مخالفت کی اور ان کا قافیہ تنگ کیا السید رشید عالی بن سید عبدالوہاب الگیلانی انگریزی اقتدار اور انگریز پرستی کا سخت مخالف رہا ہے۔ اسی طرح پیر سید ہاشم مسعود بن السید شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن نقیب اور اسی طرح پیر سید احمد عاصم نقیب بن السید حضرت عبدالرحمٰن مذکور الصدر اور شیخ پیر السید ابراہیم سیف الدین بن سید مصطفیٰ بن السید سلمان بن سید شیخ علی نقیب مذکور اور پیر سید عبدالسلام بن سید علی اور پیر سید محمد جمال الدین الگیلانی نقیب الاشراف اور نقیب زادہ سیدنا طاہر علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ بن سید الشیخ پیر محمود حسام الدین آفندی القادری الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم جن کا ذکر خیر آئندہ صفحات میں السید شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے نقباء اور سجادہ نشینان کے تحت آئے گا۔ تمام کے تمام بلند پایہ بزرگ، خداپرست، رحم دل، سخی، بردبار، عالم، عابد، زاہد، کامل واکمل ہونے کے علاوہ غیور اور غیر مسلم بادشاہان کی سرپرستی کے سخت دشمن تھے۔ آزادئ اسلام کے حامی و مددگار اور بدخواہان ملت کے سخت ترین دشمن تھے۔ شاہانِ اسلام خصوصاً حامیانِ دینِ حنیف کے خیر خواہ اور معاون۔ نقیب الاشراف کا یہی معنٰی اور مطلب ہے جو مذکور ہوا۔

خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ (موجودہ) کی وضاحت

بغداد شریف ملک عراق میں موجود خاندانِ گیلانیہ سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلف الرشید حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی ہیکل صمدانی پیر دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد مطہرہ آباد ہے جس کی چار شاخیں ہیں۔

اوّل:......اولاد حضرت سید علی القادری الگیلانی بن سید سلمان رضی اللہ عنہ۔ ان کا لقب بیت سید علی مشہور ہے۔

دوم......اولاد سید زکریا القادری الگیلانی رضی اللہ عنہ۔ ان کا لقب بیت سید زکریا مشہور ہے۔

سوم......اولاد سید مراد القادری الگیلانی رضی اللہ عنہ۔ ان کا لقب بیت سید مراد مشہور ہے۔

چہارم......اولاد سید خمیس القادری الگیلانی رضی اللہ عنہ۔ان کا لقب بیت سید خمیس مشہور ہے۔

ان چاروں گھروں کے افراد ذکور واناث خورد وکلاں کی مجموعی تعداد (۱۸۰) کے قریب ہے اور یہی اصلی گیلانی خاندان سیدنا حضرت عبدالعزیز ممدوح الصدر کی اولاد ہیں۔

کافی عرصہ پہلے کا ذکر ہے کہ ترک قوم کے چند افراد بسلسلہ کاروبار تجارت بغداد شریف میں آئے اور رفتہ رفتہ یہیں اقامت پذیر ہوگئے چنانچہ ان کی اولاد بھی آج تک یہیں مستقل طور پر رہائش پذیر ہے۔اس خاندان کا نام بیت التکرلی ہے۔

شیخ المشائخ سیدنا حضرت علی النقیب رضی اللہ عنہ کے زمانہ نقابت میں یہ خاندان بیت التکرلی کے نام سے مشہور ہوا۔ بعدہٗ شیخ المشائخ حضرت سید عاصم رضی اللہ عنہ نقیب الاشراف سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کی اولاد ہونے کا پروپیگنڈا شروع کردیا اور پھر ابراہیم سیف الدین صاحب موجودہ نقیب الاشراف کے زمانہ نقابت میں اپنے آپ کو شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی اولاد سے منسوب کرنا شروع کردیا۔ اس خاندان کے چند افراد ہوتے ہوتے عراق کے زیرسایہ عہدوں پر فائز ہوگئے۔ چنانچہ ایک فرد ان میں سے وزیر عادلہ منتخب ہوگیا۔اب موقع شناسی سے کام لیتے ہوئے انہوں نے ایک حاکم مجاز کی عدالت میں اپنے آپ کو خاندان گیلانیہ بغدادیہ سے حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ دائر کردیا تاکہ قومیت کی تصدیق ہو سکے اور اوقاف قادریہ کے حصہ دار تصور ہو کر حصہ لینے کے مستحق ہوسکیں۔ چنانچہ انہوں نے اس مقدمہ کی کامیابی کے لئے حد سے زیادہ جدوجہد کی اور فرضی ثبوت پیدا کئے۔ افسر مجاز کو زر کثیر بطور رشوت پیش کیا اور وزیر عادلہ کے دباؤ، رعب اور سفارش سے کام لے کر افسر مجاز کو ہم خیال بنالیا۔ جھوٹے گواہ اور شہادتیں پیش کیں۔ تمام ترگواہان،

شیعہ مذہب کے برائے شہادت پیش کیئے۔ ان کا دعویٰ فرضی، بے معنی اور کذب و دروغ پر مبنی تھا۔ چنانچہ افسر مجاز (رشوت گیرندہ) نے ان کے حق میں حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبدالعزیز صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد کے افراد ہونے کا فیصلہ لکھ دیا اور پروانۂ عدالت مبنی بر تصدیق قومیت خاندان گیلانیہ ان کے حوالہ کر دیا۔ حالانکہ قطعی طور پر نہ یہ نام بردہ گیلانی خاندان کے افراد سے ہیں نہ حضرت سیدنا شیخ المشائخ ممدوح الصدر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس خاندان بیت الشکر لی کاذب و دروغ گو پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور آنحضور ﷺ و حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور جملہ خلفاء راشدین اور اولیاء کاملین بلکہ تمام مریدین ومعتقدین لعنت بھیجتے ہیں اور ہر مرید و معتقد حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کو چاہیے کہ تا قیامت یہ کام کرے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔

نیز ان اشخاص پر بھی جو خاندانِ گیلانیہ سے نہیں ہیں اور اپنے آپ کو اس خاندان عالیہ سے ظاہر کر کے پیری مریدی کا کام کرتے ہیں بمثل خاندان بیت الشکر لی لعنت ہے اوران اشخاص پر بھی جو جعل ساز دھوکے باز اور دروغ گو اور بشکل مومناں کرتوت کافراں کے مصداق ہیں، ان پر بدستور لعنت ہو۔ آمین!

عہدہ نقابت اور تولیت کے مستحق

محبوب سبحانی، غوث صمدانی، قطب ربانی، ہیکل یزدانی شیخ الکل سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد تبلیغ و اشاعت، رشد و ہدایت مدرسہ وخانقاہ قادریہ و مسجد کی حفاظت بلکہ تمام دیگر شعبہ جات کی طرف آنحضور رضی اللہ عنہ کے صاحبزادگان سیدنا عبدالرزاق و سیدنا عبدالعزیز صاحبان رضی اللہ عنہما نے توجہ مبذول فرمائی۔ چنانچہ نسل بہ نسل یہ سلسلہ قائم رہا۔ جب سیدنا حضرت ابونصر رضی اللہ عنہ دوران

خلافت عباسیہ کے قاضی القضاء، اور ولی عہد خلافت عباسیہ منتخب ہوئے تو ان کے وصال کے بعد ہر دو برادران کی اولاد نے باہمی رشتہ داریوں کے ذریعہ اور یکجا رہائش پذیر ہو کر تعلقات برادرانہ کو استوار کیا۔ چنانچہ خلفائے عباسیہ وعثمانیہ نے ان تعلقات برادرانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے اور کبھی سیدنا عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ارشد بہ ارشد بالغ وعاقل، دانا وسمجھ دار کو منتخب کر کے عہدہ نقابت وتولیت عطا فرماتے رہنے کا سلسلہ لامتناہی جاری رکھا۔ جب بلاکوخان اور فارس کے حملوں نے بغداد کی عظمت اور رفعت کو تہ وبالا کر دیا اور تمام خاندان بغداد مع خاندان گیلانیہ حملہ آوران کے مظالم کی تاب نہ لا کر ہجرت کر گئے۔ تو مدت تک بغداد کی حالت ناگفتہ بہ رہی۔ حتیٰ کہ سلطان مراد خان مرحوم نے بغداد کو دوبارہ فتح کیا اور تمام خاندان کو جو ہجرت کر کے بغداد چھوڑ گئے تھے، واپس بلوا کر از سر نو شہر آباد کرایا۔ اور پہلے کی طرح اپنی اپنی جگہ پر بٹھایا اور کاروبار پر لگایا۔ چنانچہ خاندان گیلانیہ کو بھی بدستور سابق عہدہ نقابت وتولیت سپرد کیا۔ اور پہلے کی مانند حضرت سیدنا عبدالرزاق وسیدنا عبدالعزیز صاحبان رضی اللہ عنہما کی اولاد کو بلاتخصیص منتخب کیا مختصر یہ کہ سیدنا عبدالرزاق صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے سید محمود رضی اللہ عنہ نقابت کے عہدہ پر فائز تھے کہ دفعۃً شہر بغداد میں ہیضہ کی وبا نمودار ہوئی اور تمام شہر کو لپیٹ میں لے لیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کے خاندان مع سید محمود نقیب الاشراف رضی اللہ عنہ بجز ایک دختر نیک اختر کے موت کے ہاتھوں کوئی نہ بچا۔ بلکہ حضرت سیدنا عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے صرف پانچ افراد ذکور اور دو افراد اناث زندہ بچے۔ جب وبا ختم ہوئی اور حالات درست ہوئے۔ تو پانچوں افراد پس ماندہ نے فرداً فرداً نقابت اور تولیت کے عہدہ جلیلہ کے حصول کے لئے کوشش شروع کی اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک نے درخواستیں پیش کیں۔ مگر سب درخواستیں نامنظور ہو گئیں۔ فرمان شاہی جاری ہوا کہ حضرت سید محمود نقیب مرحوم ومغفور کی دختر نیک اختر پسماندہ کا جس گیلانیہ خاندان بغدادیہ کے فرد سے نکاح ہوگا وہی مستحق اس عہدہ کا ہوگا

چنانچہ پورے چھ سال یہی دختر پسماندہ خود ہی عہدہ نقابت و تولیت پر سرفراز رہی اور اس کا ناظم والی بغداد یعنی گورنر حکومت ترکی مقرر رہا۔ اس کے بعد اس دختر نیک اختر نے نکاح سید نا علی رضی اللہ عنہ سے کر لیا سید نا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہلے عورت موجود تھی جو رومی خاندان المشہور بیت الرومی سے منسوب تھی مگر سیدہ نہ تھی اور صاحب جائیداد اور جاہ و مال تھی۔ اس کے بطن سے دو پسران سید سلمان و سید زین الدین پیدا ہو چکے تھے۔ اس دختر نیک اختر کے بطن سے پورے چار سال کے بعد سید عبدالرحمن صاحب معرض شہود میں تشریف لائے۔ مطابق فرمانِ شاہی سید نا علی رضی اللہ عنہ نکاح ثانی کے بعد ۳۰ سال نقیب الاشراف اور متولی اوقاف رہے۔ اس واقعہ کے متعلق کتاب تذکرہ غوثیہ مصنفہ حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رضی اللہ عنہ کے صفحہ نمبر ۹۸ پر زیر عنوان سفر حج بیت اللہ شریف اور زیارت بغداد اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا کہ سید علی سجادہ نشین سے پہلے سید محمود رزاقی یعنی شاہ عبدالرزاق صاحب کی اولاد سے صاحب سجادہ تھے اور قدیم سے اس خاندان میں سجادگی چلی آ رہی تھی جب ہیضہ میں سید محمود صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور خود بھی انتقال فرما گئے۔ تو ایک دختر سعیدہ پسماندہ چھوڑی۔ اس بات کی خبر جب سلطان روم کو ہوئی تو حکم دیا کہ جس کی شادی خاندان گیلانیہ سے اس دختر سے ہوگی وہی مستحق سجادگی ہوگا۔ سید علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز صاحب کی اولاد سے تھے اس دختر سے نکاح کر لیا۔ اگرچہ ان کی پہلی بیوی بھی صاحب اولاد تھی نیز رزاقیوں سے بغداد میں کوئی باقی نہ رہا تھا۔ سید محمود صاحب کامل فقیر تھے۔ چنانچہ ان کے حالات بغداد میں اظہر من الشمس ہیں۔ اس لڑکی سے ایک فرزند یعنی عبدالرحمن پیدا ہوئے اس لئے سید سلمان صاحب مستحق سجادگی سمجھے گئے ان کے بعد سید عبدالرحمن صاحب مستحق ہیں۔

سید نا سلمان رضی اللہ عنہ تجارت بھی کرتے تھے ان کی والدہ کافی مال دار اور صاحب جائیداد تھیں مگر سید عبدالرحمن صاحب رضی اللہ عنہ علوم دینی کے طالب اور ماہر، عبادت گزار، شب بیدار تھے۔ ان میں اور سید سلمان رضی اللہ عنہ میں بہت زیادہ محبت تھی۔ ایک

دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے برادر خورد سید زین الدین صاحب نے طفلی کے زمانہ میں کھیل کود کی حالت میں سیدنا عبدالرحمٰن صاحب کو ایک تھپڑ مارا جب سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر پہنچی تو سید زین الدین صاحب کو بلا کر پوچھا کہ ایسا کیوں کیا ؟ جب انہوں نے کوئی معقول جواب نہ دیا تو آپ نے سیدنا عبدالرحمان صاحب کی محبت کو مقدم جانتے ہوئے طیش میں آ کر سید زین الدین کو سخت پیٹا اور اٹھا کر چھت سے نیچے پھینک دیا۔ جس کے باعث ان کو سخت چوٹیں آئیں۔ چنانچہ کئی روز زیر علاج رہ کر صحت یاب ہوئے۔ اسی محبت کی بنا پر سید سلمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبدالرحمٰن صاحب نے باہمی رشتہ داری پیوند واستوار کر لی تھی اور اراضی کی کاشت و برداشت مشترکہ کر لی تھی۔ مزید براں جتنے خطوط یا احکامات دیکھنے میں آتے ہیں ان پر سیدنا سلمان نقیب الاشراف کی مہر اور دستخط کے ہمراہ سیدنا عبدالرحمٰن کے دستخط و مہر برابر ثبت ہوتے ہیں۔ عوام الناس کا خیال ہے کہ حقیقی بھائی ہیں۔ دراصل ان کی والدہ ماجدہ جدا جدا تھیں۔ جیسا کہ بیان ہو چکا۔ بعض اوقات جب ان میں کسی بات پر شکر رنجی کی نوبت آ جاتی تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ فوراً کہہ اٹھتے کہ اپنی نقابت وتولیت سنبھالو۔ میں غلام نہیں ہوں۔ جس پر سید عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ دست بستہ معافی مانگتے اور عرض کرتے کہ آپ والد بزرگوار کے مقام پر ہیں۔ میں ابھی تعلیم حاصل کر رہا ہوں میں اس کام سے بے بہرہ ہوں، آپ ہی سنبھالے رکھیں اور مجھے معاف فرما دیں۔ سیدنا سلمان مرحوم کے فوت ہونے کے بعد تمام گیلانی خاندان کے اعیان اور دیگر معززین نے سیدنا عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ عہدہ نقابت منظور فرمایئے تو آپ نے فرمایا کہ آج فوری طور پر یہ عہدہ سنبھالوں تو لوگ یہ کہیں گے کہ اس عہدہ جلیلہ کی خاطر بھائی کی وفات کو فراموش کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے چہلم وغیرہ سے فارغ ہو کر دو مہینہ کے بعد نقابت وتولیت کے عہدہ کو سنبھالا۔

١......سیدنا علی النقیب ١٠ سال سجادگی کے بعد ١٢٨٨ھ میں جان بحق ہوئے۔

۲......سیدنا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے ۔ ۱۲۸۸ھ میں منصب نقابت پر متمکن ہوئے اور ماہ ذوالحجہ ۱۳۱۵ھ میں واصل باللہ ہوئے۔

۳......سیدنا عبدالرحمان صاحب رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۲۶۱ھ میں ہوئی اور منصب نقابت وتولیت کو ماہ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ کے آغاز میں قبول فرمایا اور ۱۳۳۱ھ تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ ازاں بعد یہ عہدہ اپنے بیٹے سیدنا محمود حسام الدین کو حین حیات میں سپرد کردیا کیونکہ عراق کے باشندگان نے متفقہ طور پر آنحضور کو اپنا بادشاہ منتخب کرلیا مگر آپ نے یہ منصب جلیلہ منظور اور قبول نہ فرمایا۔ البتہ وزیر اعظم کا عہدہ قبول فرمایا تاکہ عراق میں حکومت اسلامی قائم ہوجائے اور غیر قوم کافر کے قبضہ سے ملک کو نجات ابدی حاصل ہو۔ پیشتر ازیں بدوران سلطنت سلطان عبدالحمید ترکی کے خلاف سید سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ عنہ نے آزادی کی خاطر عراق میں بغاوت کرائی جس میں عربی قبائل اور شاہی لشکر میں ٹکر ہوئی اور فریقین کو نقصان بھی پہنچا۔ بادشاہ مذکور نے پیغام صلح بھیجا۔ اور یہ بھی سیدنا عبدالرحمٰن کی خدمت اقدس میں کہلا بھیجا کہ اگر آپ یا آپ کا صاحبزادہ عراق میں آزاد حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ مجھے منظور ہے۔ اس پر سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں حلف اٹھایا کہ میں اسلامی سلطنت کا تابع دار ہوں اور ہر خدمت اسلام کے لئے تیار ہوں۔ ہمیں بادشاہی کی خواہش نہیں، ہمارے لاکھوں مرید ہیں۔ اس پر حکومت اور حضور کی آپس میں صلح ہوگئی۔ اسی قسم اور وعدہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بادشاہی کا عہدہ منظور نہ فرمایا چنانچہ آپ مؤرخہ ۳ ذوالحجہ ۱۳۴۵ھ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت سیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۲۸۱ھ میں ہوئی۔ ۱۳۳۱ھ سے ۱۳۵۵ھ تک آپ نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف قادریہ اور ممبر اسمبلی رہے اور رئیس حزب الحر العراقی وعضو مجلس التمیز الشرعی السنی فی الحکومۃ العراقیہ کے عہدوں پر فائز رہے اور ۱۳۵۵ھ میں وصال فرماگئے۔

ان کی وفات کے بعد حسب استحقاق ،نقابت اور تولیت کا عہدہ اعیان خاندان گیلانیہ اور رشید عالی گیلانی وزیر اعظم اور کنگ غازی اول نے مرحوم کے بڑے فرزند پیر سید جمال الدین مدظلہٗ کو پیش کیا مگر آپ نے اس بنا پر قبول نہ فرمایا کہ وہ عرصہ دراز سے بمبئی میں مقیم تھے اور وہاں مستقل طور پر سکونت اختیار فرمائی ہوئی تھی۔ دوسرے ان کی دو بیگمات منکوحہ موجودہ پاکستان کی رہنے والی تھیں۔ ایک تو سرشجاع الملک مہتر چترال کی دختر بلند اختر اور دوسری خان اعظم آف قلات نواب خدا داد خان کی نور نظر۔ چنانچہ ان وجوہات کے پیش نظر پیر جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بمبئی کی آب وہوا اور ماحول اور خدمات کو بمقابلہ بغداد شریف ترجیح دے رکھی۔ پس حق نقابت و تولیت اپنے حقیقی برادر خورد سید علی کمال الدین کے حوالہ کر دیا مگر انہوں نے اس کو قبول فرمانا بدیں وجہ نامناسب خیال کیا کہ جب ان کے دو حقیقی چچا سید احمد عاصم اور سید ہاشم مسعود تجربہ کار، سمجھ دار سیاست دان، نیک سیرت، زاہد اور شب زندہ دار غرضیکہ ہمہ صفت موصوف موجود ہیں تو اس منصب اعلیٰ پر متمکن ہونا سعادت میں داخل نہیں ہے۔ چنانچہ حسب خواہش آپ نے مناصب نقابت و تولیت اپنے چچا سید احمد عاصم و سید ہاشم مسعود کے حوالہ کر دیئے۔ اس بناء پر نقابت کا عہدہ سید احمد عاصم نے منظور و قبول فرمایا اور سید ہاشم مسعود متولی الاوقاف مقرر ہوئے۔ سید ہاشم مسعود متولی اور رشید عالی وزیر اعظم حکومت عراق کی معاملہ سیاست میں مخالفت چلی آ رہی تھی۔ جب وزیر اعظم مذکور کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے دیرینہ چپقلش کی وجہ سے ان کو عہدہ تولیت سے برطرف کر دیا۔ اور خود ہی یہ عہدہ سنبھال لیا۔ ساتھ ہی وزیر اعظم حکومت عراق کے منصب پر بھی قائم رہے۔ بعدہٗ سید رشید عالی مذکورہ بالا کو جرمنی کے ساتھ دوستی رکھنے کے الزام میں حکومت نے وزارتِ عظمٰی کے عہدہ سے الگ کر دیا اور جلاوطن کر دیا۔ اس پر سید ہاشم مسعود رضی اللہ عنہ ۱۹۴۲ء میں پھر متولی الاوقاف قادریہ منتخب ہو گئے اور ۱۹۵۱ء تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔ اس کے بعد سابقہ حکومت عراق کے وزیر اعظم نوری السعید اور عبدالالہ سیاسی معاملہ میں سید ہاشم مسعود کے

خلاف ہو گئے۔ جو دوبارہ منصب تولیت سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ۱۹۵۱ء سے لے کر ۱۹۵۳ء تک یہ عہدہ بھی سید احمد عاصم نقیب الاشراف کے زیر تصرف رہا۔ مگر سید احمد عاصم مذکور الصدر ہی کے وکیل مطلق یا مختار عام وہی سید ہاشم مسعود ہی متعین رہے۔

سید احمد عاصم جب حکومت پاکستان کی دعوت ہز ایکسی لینسی غلام محمد گورنر جنرل کے عہد حکومت میں ۱۹۵۳ء میں پاکستان تشریف لائے اور یہاں دو مہینہ قیام فرمانے کے بعد جب واپس بغداد تشریف لائے تو ایک ہفتہ کے بعد واصل بحق ہو گئے۔

اس کے بعد سیدنا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ وسیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ عنہ کی اولاد ارشد و تمام افراد خاندان گیلانیہ بغداد نے بالاتفاق عہدۂ نقابت وتولیت سید ہاشم مسعود دام ظلہ کے سپرد کرنے کی تجویز کی اور منظوری کے لئے کاغذات حکومت عراقیہ کے حوالے کئے۔ مگر نوری السعید وعبدالالہ وزیر اعظم وحکمران نے بایں خدشہ اس کو رد کر دیا کہ اگر یہ عہدۂ نقابت وتولیت سید ہاشم مسعود مدظلہ کے حوالہ کر دیا گیا تو حکومت عراق کے تھوڑے دنوں کے اندر پرخچے اڑا کر رکھ دیں گے۔ چنانچہ ان کی بجائے حکومت نے بصد طرب ان کے ہمشیر زادہ پیر ابراہیم سیف الدین رضی اللہ عنہ کو حسب فرمائش اور حسب خواہش سید پیر محمد جمال الدین نقیب الاشراف مقرر کر دیا کیونکہ پیر ابراہیم سیف الدین اول الذکر آخر الذکر کے جائیداد منقولہ غیر منقولہ کے وکیل مطلق خالہ زاد اور پھوپھی زاد برادر اور بہنوئی ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب سید ہاشم مسعود مدظلہ العالی کے کاغذات تقرری ومنظوری برائے نقابت وتولیت کے حکومت میں پیش ہوئے۔ تو نوری السعید وزیر اعظم اور عبدالالہ مختار مطلق حکومت عراق اس تجویز کو رد کرتے ہوئے در افشانی کرنے لگے کہ اگر اعیان خاندان گیلانیہ بغدادیہ ہندوستان سے ایک ہاتھی منگوا کر نقیب الاشراف بنا کر کاغذات بمراد منظوری ہمارے پاس بھیج دیتے تو ہم کبھی رد نہ کرتے مگر سید ہاشم مسعود بن سید عبدالرحمٰن اور سید ناصر پسر سید صفاء الدین پسر سیدنا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ہم کبھی نقیب الاشراف نہ بننے دیں گے۔

پیر سید ابراہیم سیف الدین نے عہدہ نقابت تو منظور فرمالیا اور عہدہ تولیت سے انکار کردیا جس پر اعیان قادریہ گیلانیہ بغدادیہ نے اوقاف قادریہ کے لئے دو متولی، دو ناظر دو مفتش اور دو ناظم مقرر کرنے کی حکومت عراق کو تجویز پیش کی۔ جس پر اسی مذکورہ بالا حکومت نے بلا اعتراض فی الفور منظوری دے دی، جس پر فوری عمل درآمد ہوگیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن مرحوم اور سیدنا محمود حسام الدین وسیدنا صفاء الدین مرحوم رضی اللہ عنہم کی اولاد ماشاء اللہ سب کے سب اچھے اچھے عہدوں پر متعین رہے ہیں اس لئے وہ تولیت کے عہدہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ ہاں سیدنا حضرت محمود حسام الدین رضی اللہ عنہ کا سب سے چھوٹا بیٹا سیاست سے الگ تھلگ تبلیغ اسلام میں مشغول رہتا ہے۔ ہندوستان پاکستان، سیلون، افریقہ، افغانستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں ان کے مریدین کی تعداد روز بروز ترقی پذیر ہے، تبلیغ واشاعت اسلام، وعظ، رشد وہدایت ان کا محبوب ترین شیوہ ومشغلہ ہے ان کے خود بیعت کردہ مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ ان کی کمالیت اخلاق حسنہ، اخلاص ومروت، سخاوت وجود، کرامت واتقا، زہد وریاضت، شب بیداری، عبادت گزاری، معرفت الٰہی، پابندیٔ شریعت وغیرہ کا شہرہ چاردانگ عالم میں گوشہ گوشہ پھیل رہا ہے، بلکہ پھیل چکا ہے۔ شادی شدہ ہیں عمر چالیس سال کے قریب ہے ان کا اسم گرامی سیدنا ومولانا شیخ المشائخ نقیب زادہ پیر سید محمد طاہر علاؤ الدین ہے۔ جن کے خصائل حمیدہ اور فضائل رشیدہ کا تذکرہ خاندان گیلانیہ کے تحت مجمل طور پر کیا جاوے گا، کیونکہ مفصل طور پر تو مضمون بہت طویل ہوجانے پر بھی ختم نہیں ہوسکتا۔ اس سال یعنی ۱۳۸۰ھ متولی الاوقاف قادریہ اور نقیب الاشراف بغداد سید برہان الدین بن السید عبدالرحمٰن النقیب القادری الگیلانی منتخب ہوئے۔ منجانب حکومت جمہوریہ عراقیہ اس لئے کہ پیر ابراہیم سیف الدین الگیلانی بہت بیمار اور ضعیف ہیں اور پیر سید ہاشم مسعود ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ

خلف الرشید حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد سے

جو نقیب الاشرف ہوئے

السید الشیخ عبدالرحمٰن فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیدنا شیخ المشائخ ممدوح الصدر کی اولاد پاک سے ہوگزرے ہیں۔ سال ۱۳۱۲ھ میں فوت ہوئے نہایت خدا رسیدہ اور شب بیدار کامل بزرگ ہوئے ہیں۔

السید الشیخ علی الکبیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ عاتکہ خاتون رضی اللہ عنہا کے والد ہیں۔ نقیب الاشراف اور مسلمانوں کے سردار ہوگزرے ہیں۔ صاحب کشف و کرامات اور فیوض باطنی سے مالا مال اور صاحب شریعت وطریقت تھے۔ ۱۲۸۱ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ حضرت عبدالعزیز صغیر رحمۃ اللہ علیہ

ابن سید شیخ عبدالقادر صغیر رحمۃ اللہ علیہ جید عالم اور فاضل، صاحب مکاشفہ ومشاہدہ، کشف القلوب، نقیب الاشراف ہوگزرے ہیں۔ ۱۲۳۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔

السید الشیخ حضرت محمود رحمۃ اللہ علیہ

ابن السید حضرت زکریا، نقیب الاشراف اور مسلمانوں کے سردار ہوئے ہیں۔ فیوض وبرکات وکرامات میں لاثانی تھے۔ چنانچہ "تذکرہ غوثیہ" میں غوث علی شاہ قلندر پانی پتی نے بعنوان حج وزیارت جب کہ وہ بغداد شریف بغرض زیارت حاضر ہوئے تھے، ذکر کیا ہے حضور ممدوح اس وقت حین حیات تھے اور آپ کے کمالات کی شہرت تمام دور

دور کے ممالک تک پہنچی ہوئی تھی۔ یہ درانی خاندان کے آخری نقیب تھے کیونکہ ۱۲۵۸ھ میں بعارضہ ہیضہ وبائی مع دیگر کلہم افراد کنبہ کے وفات پا گئے۔ صرف ایک دختر سعیدہ زندہ بچی جس کا مفصل حال قبل ازیں درج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد خاندان رزاقیہ بغدادیہ کی نقابت وتولیت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

ا...... سیدنا حضرت عبدالعزیز ؓ خلف الرشید سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کی اولاد پاک سے

نقباء وسجادہ نشینان

السید الشیخ حضرت زین الدین بن الشریف سیدنا محمد شرف الدین بن سیدنا شمس العارفین حضرت شمس الدین بن سیدنا صاحب السمو والسماحہ، الحسیب النسیب محمد التباک ابن الشریف سیدنا الامام التقی مقتدی الاقطار اعلی المنار الذہب الابریز حضرت عبدالعزیز ؓ بن حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی، شیخ الکل سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز مسلمانوں کے نقیب اور سرپرست ہوئے۔ انہوں نے اپنی ساری جائیداد درگاہ گیلانیہ اور مدرسہ جد امجد کے لئے ماہ رجب ۹۷۸ھ میں وقف کردی۔ آپ ۸۹۱ھ بغداد کے محلہ باب الشیخ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے زمانہ کے علماء سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کئے۔ گیلانی خاندان کے سرپرست اور رئیس تھے۔ اوقاف قادریہ کے متولی بھی تھے۔ ۹۱۴ھ میں جبکہ ایرانیوں نے بغداد کا محاصرہ کیا تو آپ نے ایرانیوں کے خلاف اپنی حکومت اور شہر کو بچانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کی۔ پھر جب ۹۴۱ھ میں ایرانیوں کے قبضہ سے بغداد کو عثمانی لشکر واپس لے رہا تھا اس وقت بھی آپ نے عثمانی لشکر کی جان ودل سے امداد کی۔ جس پر سلطنت عثمانیہ کو فتح نصیب ہوئی۔ فاتح بادشاہ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کیا۔ چنانچہ اسی سال ۲۰ رمضان المبارک

کو سلطان سلیمان عثمانی مع اپنی فوج اور دیگر افسران اور مفتی مملکت کے جامع مسجد گیلانیہ میں حاضر ہوئے۔اور تمام علمائے بغداد کو طلب کیا اور بعد ادائے نماز عصر سند (نقابت الاشراف) آپ کو عطا فرمائی جو کہ ترکی زبان میں ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

فخر السادات المکرم السید الشیخ زین الدین الگیلانی دامت سیادتہ، صحیح النسب سادات کی تصدیق و توثیق کرنے کے بعد شیخ زین الدین گیلانی دامت برکاتہ کو نقابت الاشراف کی سند دیتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ شیخ زین الدین گیلانی شہر بغداد کے نقیب الاشراف ہیں اور جو شخص صحیح النسب سادات میں سے نہ ہو اور نہ ہی اس کے پاس کوئی فرمانِ شاہی ہو وہ قوم کا سردار اور نقیب نہ سمجھا جائے گا۔جس شخص کے پاس نقابت الاشراف کی سند ہوگی وہی مستحق شاہی وظیفہ کا ہوگا۔

دستخط...... السلطان غازی سلیمان خان قانونی

اس عثمانی سند کے بعد نقابت الاشراف کا سلسلہ جاری ہو گیا۔چنانچہ خاندان گیلانیہ کے شرفاء سلسلہ بہ سلسلہ اس منصب جلیلہ پر فائز ہوتے چلے آ رہے ہیں اور تقریباً ساڑھے چار سو سال سے بلا انقطاع آج تک یہ سلسلہ جاری اور قائم ہے اور ان شاء اللہ العزیز تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔خاندان گیلانیہ کے صحیح النسب سادات ہونے کا اس سے بہترین ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟

۲......السید شیخ المشائخ حضرت ولی الدین رحمۃ اللہ علیہ

ابن سید زین الدین صاحب مذکورہ بالا بڑے بلند پایہ عالم و فاضل تھے۔فقیہ، محدث اور صاحب کشف و کرامات تھے۔۱۰۳۷ھ میں بغداد شریف فوت ہوئے اور درگاہ گیلانیہ میں مدفون ہوئے۔

۳......السید شیخ المشائخ حضرت نور الدین بن السید شیخ ولی الدین رحمۃ اللہ علیہ

بڑے عالم، متقی، پرہیزگار، قائم اللیل وصائم النہار تھے۔ اپنے دادا جان قدس سرہ العزیز کی جامع مسجد گیلانیہ کے امام تھے۔ ۱۰۷۵ھ میں فوت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

۴......السید شیخ المشائخ حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

ابن السید الشیخ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ زہد و ورع، تقویٰ اور توکل و رضا میں یکتائے دہر تھے ۱۱۶۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

۵......السید شیخ المشائخ حضرت محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا بڑے پاکیزہ خیال، اسم با مسمّیٰ درویش، صاحب حال، زاہد و عابد، شب زندہ دار ہستی تھے۔ ۱۱۷۵ھ میں واصل بحق ہوئے۔

۶......السید شیخ المشائخ زین الدین الصغیر بن حضرت محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

محدث اور فقیہ پاکیزہ خصلت صاحب کرامت تھے۔ ۱۱۹۲ھ میں وصال ہوا۔

۷......السید شیخ المشائخ مصطفیٰ بن شیخ المشائخ زین الدین صغیر رحمۃ اللہ علیہ

فقیہ اور محدث، بلند پایہ عالم، شب زندہ دار، صاحب حال و مقام تھے۔ خلقت کو نیکی کی دعوت دیتے تھے۔ نقیب الاشراف تھے۔ ۱۲۰۱ھ میں فوت ہوئے۔

۸......السید شیخ المشائخ حضرت سلیمان بن شیخ المشائخ مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

محدث اور عالم بے بدل تھے۔ نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف قادریہ تھے۔ ۱۲۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

۹......السید شیخ المشائخ مراد بن سید شیخ المشائخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانوں کے سردار یعنی نقیب الاشراف اور متولی اوقاف قادریہ تھے۔ محدث اور فقیہ صاحب شریعت و طریقت ہر دل عزیز صوفی تھے۔ ۱۲۶۸ھ میں فوت ہوئے۔

۱۰......السید شیخ المشائخ سیدنا علی رحمۃ اللہ علیہ

نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف قادریہ مسلمانوں کے سردار، مرفع الحال، خوش خصال، شمس العارفین سرتاج العاشقین ہوئے۔ آپ نے ۱۲۸۹ھ میں وصال فرمایا۔ ۱۳۶۱ھ میں اوقاف قادریہ کے متعلق ایک شاہی فرمان حاصل کیا۔ پانچ پسران مندرجہ ذیل سیدنا شیخ المشائخ حضرت سلیمان نقیب الاشراف، سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن الکفن نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف اور سیدنا شیخ المشائخ حضرت زین الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ وسیدنا شیخ المشائخ حضرت حسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کابل والے اور سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالسلام گیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جو سب کے سب صاحب اقتدار اور کامل بزرگ اور صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ نقابت اور تولیت کا حق ان میں سے صرف سیدنا سلیمان اور سیدنا عبدالرحمٰن ممدوح الصدر کے لئے اور بعدہٗ ارشد بہ ارشد ان کی اولاد الاولاد کے لئے مخصوص ہے۔ پیری مریدی کا حق بھی انہی کو حاصل ہے۔ باقی کوئی بھی اس عہدہ جلیلہ کا مستحق نہیں۔

۱۱......السید شیخ المشائخ حضرت سلیمان بن السید شیخ المشائخ علی النقیب رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانان عالم کے سردار اور اوقاف قادریہ کے متولی تھے۔ غازی سلطان عبدالحمید خان شہنشاہ ترکی آپ کا مرید تھا۔ اس کی جانب سے سب سے زیادہ مرتبہ حاصل تھا۔ ایک حوض اور ایک مسجد آپ نے بغداد کے محلہ السمک میں بنوائی اور ان دونوں کے اخراجات کے لئے ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ میں کچھ جائیداد بھی وقف کردی۔

۱۲......السید شیخ المشائخ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن الکفن بن سید الشیخ حضرت علی النقیب رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانان عالم کے سردار متولی الاوقاف قادریہ مبلغ الطریقۃ القادریہ العالیہ فی عالم الاسلامیہ اور حکومت عراق کے وزیر اعظم تھے۔ ۱۳۰۰ھ میں خلیفۃ الاعظم حضرتنا ومولانا السید الشیخ غوث الاعظم دستگیر عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے بحالت خواب بشارت

میں خلعت خلافت عطا فرمائی جس کی تصدیق اولیاء دہر جو اس مجلس باطنی میں حاضر تھے، نے فرمائی۔ سال ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے حکومت ملک عراق، حضور کو پیش کی مگر آپ نے قبول نہ فرمائی۔ فرمایا کہ میں غیر مذہب نصرانی کا عطیہ ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ البتہ پبلک کی آرزو کو ملحوظ رکھتے ہوئے وزیر اعظم کا عہدہ اس مقصد برآری کی امید پر قبول کرتا ہوں کہ شاید میری اندرونی کوششوں اور محنتوں سے غیر مسلم وغیر قوم نصرانیوں کی بنیادیں اس ملک سے اکھیڑی جا سکیں۔ ان کے بے شمار بادشاہان اسلام اور نوابان شرق وغرب مرید اور معتقد تھے۔ دیکھو انگریزی کتاب:

A clash of loyalties Mesopotamia War 1917 to 1920 By Sir Arrold Wilcom. (Page No:336to340vol.2)

اور تاریخات انوارات عراقیہ (جزو اول مؤلفہ الرزاق الحسنی)

آنحضور کی کشش باطنی اور روحانی کا یہ اثر تھا کہ چھوٹے سے لے کر بڑے سے بڑے طبقہ کے لوگ عزت اور احترام سے دیکھتے تھے اور دل وجان سے معتقد وفرمانبردار تھے حضور کا دست مبارک خدمت اسلام وکار خیر کے لئے ہر وقت کھلا اور سخاوت کے لئے کشادہ تھا۔ بڑے بلند پایہ عالم باعمل، متشرع، زاہد، متقی، خدا رسیدہ بزرگ ہوئے ہیں عالم اسلام میں کروڑوں کی تعداد میں حضور کے معتقد اور مرید ہوئے۔

۱۳...... شیخ المشائخ السید محمود حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

ابن السید شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف تھے آپ کی خدمت عالیہ میں بھی انگریزوں اور عراقیوں نے حکومت عراق پیش کی مگر قبول نہ فرمائی۔

پشت پا زن تخت کیکاؤس را
سر بدہ از کف مدہ ناموس را

کے مصداق آپ کے حلقہ مریدان میں بادشاہانِ اسلام اور نوابانِ ریاست کے علاوہ ہر طبقہ کے افراد شامل تھے۔

صاحب کشف وکرامت اور جذب وکشش تھے، متقی، شب زندہ دار، عالم باعمل، سخی

اور غریب پرور تھے۔ جس انگریزی کتاب کا حوالہ اوپر دیا جاچکا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ رہ کر تمام ملکی اور سیاسی مذاکرات میں حصہ لیتے تھے۔ بلکہ ان کی کبرسنی کے زمانہ میں دست راست تھے۔ چونکہ والد محترم کی وفات کے بعد نقابت اور تولیت کے یہی جائز وارث تھے لہذا ان کی حین حیات میں ہی تمام بوجھ آپ نے اٹھالیا تھا۔ آپ ہمیشہ عامۃ المسلمین کی فلاح اور بہبود کی طرف بہت زیادہ توجہ فرماتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا احترام ہر چھوٹے بڑے کے دل میں جاگزیں تھا لہذا جس طرح آپ روحانی منازل طے فرما کر مقبول خدا بن چکے تھے اسی طرح محبوب خلائق بھی تھے۔

۱۴......السید ہاشم محمود رحمۃ اللہ علیہ بن السید الشیخ عبدالرحمن نقیب الاشراف رحمۃ اللہ علیہ

بڑے موحد، خدا پرست، رحم دل، نیک سیرت، عابد و زاہد، ہمہ صفت موصوف تھے۔ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۱ء بعہدہ نقابت سرفراز رہے۔

۱۵......السید رشید الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

آپ متولی الاوقاف بہت باوقار، مدبر، سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے تھے۔ قومی غلامی کے سخت مخالف تھے۔ کافی عرصہ تک وزارت عظمیٰ مملکت عراق کے عہدہ پر فائز رہے۔ حکومت ہمیشہ ان سے اہم معاملات میں مشورہ لیتی رہی۔ چونکہ قومی ہمدردی کا جذبہ ان میں بہت زیادہ تھا لہذا عوام آپ کی گرویدہ تھی۔ آپ سیاسی شعور کے مالک متشرع، متقی، پرہیزگار، خدارسیدہ ہستی تھے۔

۱۶......السید احمد عاصم رحمۃ اللہ علیہ بن السید الشیخ عبدالرحمن النقیب رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۵۳ء تک نقیب الاشراف رہے ہیں۔ نقابت کا عہدۂ جلیلہ آپ کے سپرد کردیا جاتا آپ کے زہد و اتقاء، ریاضت و مجاہدہ اور خدارسیدہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔ آپ ایک عرصہ تک تبلیغ طریقۃ القادریۃ العظمیٰ میں مصروف رہے۔ آپ کا حلقہ

مریدان کافی وسیع ہے۔ گورنر جنرل پاکستان غلام محمد خان کی دعوت پر ۱۹۵۳ء میں پاکستان تشریف لا کر شاہی مہمان رہے، جب دو ماہ کے بعد واپس بغداد شریف تشریف لے گئے تو ایک ہفتہ کے بعد وصال فرما گئے۔

۱۷......السید ابراہیم سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

ابن السید مصطفیٰ بن السید الشیخ سلیمان النقیب رحمۃ اللہ علیہ۔ اپنے بزرگان کے طریقہ پر زہد و ریاضت میں مشہور ہیں۔ طریقہ قادریہ العظمیٰ کی نشر و اشاعت اور تبلیغ و ہدایت میں کوشاں رہتے تھے۔ بسلسلہ تبلیغ و اشاعت کافی عرصہ بمبئی میں بھی اقامت پذیر رہے اس لئے ہندوستان میں عام طور پر اور شہر بمبئی میں خاص طور پر پیر ابراہیم بمبئی والے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا حلقہ مریدان کافی وسیع ہے جو لاکھوں کی تعداد میں ہے۔

اعیانِ قادریہ جیلانیہ بغدادیہ

سید عبدالسلام گیلانی بن سید علی النقیب رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانہ کے بہت بلند پایہ صوفی اور موحد ہوئے ہیں۔ بڑے صاحب کرامت ہوئے۔ افغانستان اور ہندوستان میں اکثر آپ کا ورود و قیام رہا۔ آج کل بھی بلوچستان میں ایسے لوگ ملتے ہیں، جنہوں نے آپ کا زمانہ اور ظہور کرامات بچشم خود دیکھا ہے۔ آپ کے ساتھ ایک بھیڑیا اور ایک بکرا تھا جن کو یکجا باندھا جاتا تھا اور یکجا ہی کھاتے پیتے تھے۔ کیا مجال بھیڑیئے کی کہ بکرے کو ایذاء پہنچائے۔ طالبانِ حق اور علماء کرام کی بہت عزت کرتے تھے۔ فیوض باطنی کے عطا کرنے میں فراخ دلی سے کام لیتے تھے۔ چہرہ مبارک پر ایسا رعب و جلال تھا کہ کسی کو یارائے گفتگو نہ تھا۔ آپ محبوب خلائق تھے۔ افغانستان اور بلوچستان میں آپ کے بے شمار مرید اب بھی پائے جاتے ہیں۔

السید پیر سید حسن گیلانی نقیب آف کابل

بن سید علی النقیب بغداد

آپ افغانستان میں طریقہ قادریہ کے سربراہ تھے اور اپنے زمانہ کے مشہور و معروف کامل فقیر اور صاحب تصرف تھے۔ بچہ سقہ نے جب افغانستان میں اپنی حکومت قائم کی تو حکومت کو سنبھالنے کے لئے آپ سے اس نے التجا کی کہ تخت و تاج سنبھالئے مگر آپ نے فرمایا کہ حقیقی بادشاہی پہلے ہی ہمارے پاس ہے۔ ہمیں ایسی فانی بادشاہی کی ضرورت نہیں۔

نقیب زادہ سید عبدالرزاق بن سید سلیمان النقیب رضی اللہ عنہ

آپ اعلیٰ درجہ کے عالم، فاضل، متقی، پرہیزگار، سخی اور مخیّر تھے۔ لوگوں میں درس و تدریس کا شوق بڑھانے اور طریقہ القادریہ کی تبلیغ و اشاعت میں بہت زیادہ کوشاں رہتے تھے۔

سید عبدالقادر گیلانی بن سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نیک سیرت مسلمانانِ عالم کی بہتری اور بہبودی کی فکر میں رہتے تھے۔ حکومت عراق کی طرف سے پاکستان میں سفیر بھی رہے ہیں۔

نقیب زادہ سید جمال الدین گیلانی بن ارشد سید پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف بغداد

آپ کا اسم گرامی کسی تشہیر و تشریح کا محتاج نہیں، تمام اقصائے عالم بخوبی واقف ہے آپ اپنے والد مرحوم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد نقابت اور تولیت کے حقیقی مستحق تھے چونکہ آپ نے مستقل طور پر اپنی رہائش و قیام عرصہ بعید سے شہر بمبئی (انڈیا) میں کیا ہوا تھا اور یہاں کی آب و ہوا اور رہائش کو بمقابلہ بغداد شریف ترجیح دیے ہوئے تھے اور ساتھ ہی آپ کی دو منکوحہ بیویاں ایک مہتر چترال سر شجاع الملک کی دختر بلند اختر اور دوسری خان

اعظم آف قلات نواب خداداد خان کی نور نظر اپنے پیدائشی وطن کو محبوب خیال فرمائے ہوئے، ان کی خواہش کو ملحوظ خاطر فرمائے ہوئے بمبئی کو خیر باد کہنا مناسب نہ سمجھا نیز بوجہ کبر سنی بینائی بھی کمزور ہو چکی تھی لہذا بوجوہات بالا عہدہ نقابت اور تولیت کو پس پشت ڈال کر یہ ذمہ داری لینے سے معذرت چاہی اور بدستور بمبئی میں مقیم رہے۔ آپ نے اپنی عمر کا بہت زیادہ حصہ افغانستان، ہندوستان، پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک اسلامیہ میں طریقہ قادریہ العظمیٰ کی تبلیغ اور اشاعت میں گزارا اس لئے آپ کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ صاحب کشف وکرامت اور بہت بلند پایہ صوفی تھے، آپ کی محفل ومجلس میں بجز ذکر وتسبیح الٰہی کے کسی کو یارائے گفتگو نہیں ہوتا تھا مگر کسی خاص ضرورت کے لئے نہایت مختصرانہ اور مؤدبانہ۔ آپ کے صاحبزادہ سید معظم الدین اپنے ننھیال کے پاس چترال میں تشریف فرما ہیں۔ خدائے تعالیٰ بہ تصدق رسول اللہ ﷺ وبطفیل غوث پاک عمر دراز بخشے اور علم وعمل میں کامیاب فرمائے۔

نقیب زادہ سید علی کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ بن سید شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف رضی اللہ عنہ

آپ ماشاء اللہ اسم با مسمّٰی ہر شعبہ میں کامل اور اکمل ہونے کے علاوہ بزرگان کے آداب اور قواعد کو ملحوظ رکھنے والے مدبر اور نہایت سمجھ بوجھ رکھنے والی ہستی تھے، اندازہ لگائیں کہ جب ان کے برادر بزرگ پیر سید جمال الدین صاحب کی خدمت عالیہ میں بعد وصال والد مکرم عہدہ نقابت وتولیت پیش کیا تو آپ نے بوجوہات مذکورۃ الصدر قبول نہ فرماتے ہوئے یہ عہدہ جلیلہ ان ہی کے سپرد کر دیا کیونکہ حقیقتاً یہی مستحق اور یہی لائق ہیں مگر آپ کی فراخدلی اور ادب شناسی کا یہ عالم تھا کہ فرمایا: کہ جبکہ ہمارے چچا حقیقی سیدنا احمد عاصم اور مسعود ہاشم دام ظلہما العالی بعرصہ حیات موجود ہیں اور ہر صورت میں قابل ہیں تو ان کی موجودگی میں میرا اس عہدہ کو سنبھالنا خلاف ادب اور نامناسب ہے لہذا عہدہ

جلیلہ جس کا ہر کس متمنی ہوتا ہے، محض شرم وادب بزرگان کو ملحوظ رکھتے ہوئے قبول نہ فرمایا اور سیدنا ہاشم مسعود رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔

نقیب زادہ سیدنا احمد ظفر القادری الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا شیخ المشائخ محمود حسام الدین مرحوم نقیب الاشراف رضی اللہ عنہ

نہایت پاکیزہ سیرت، نیک خصلت، غریبوں اور محتاجوں کے حامی اور ہر مسلمان کا خیال رکھنے والے ہیں، اس کے علاوہ رحم دل، خداترس، مدبر اور حق شناس ہیں۔ خاندان گیلانیہ اور اعیان قادریہ اہم امور میں ان سے مشورہ طلب کرتے ہیں اور آپ کے فرمان پر آمین پکارتے اور لبیک کہتے ہیں اور آپ کی قدر ومنزلت کرتے اور تعظیم بجالاتے ہیں۔ کیونکہ آپ نجیب الطرفین اور کریم الابوین ہیں۔ حق نقابت وتولیت میں بہر نوع سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ حکومت عراق کی طرف سے سیاسی نمائندہ مرکز اور قونصل کبیر جمہوریہ عربیہ موجودہ متعین ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار ہیں۔ پاکستان میں عراق کے سفیر کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں۔ آج کل دربار غوثیہ بغداد شریف کے متولی اور نگران بھی آپ ہی ہیں۔

نقیب زادہ سید عبدالرحمٰن المحض الگیلانی الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف مرحوم

ماشاء اللہ نوجوان، مذہبی اور سیاسی معاملات میں کامل شعور رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے ہمدرد اور دلی خیر خواہ ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تا ابد قائم رکھے۔

نقیب زادہ شیخ المشائخ پیر طاہر علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ بن سید شیخ المشائخ سیدنا محمود حسام الدین نقیب الاشراف رضی اللہ عنہ

مؤلف کتاب ہذا اور ہمارے ممدوح یہی ہیں ان کا تفصیلی تذکرہ گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ پہلی بار ایک نو وارد یا اجنبی جب آپ کا دیدار فرحت آثار حاصل کرتا ہے تو وہ آپ میں خلق محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام صفتیں اور جمال یوسفی کی تمام رعنائیاں پاکر اپنی ہستی، رتبہ، جاہ ومنزلت، حیثیت غرضیکہ سب کچھ فراموش کر کے ہمہ تن آپ کے جمال دلپذیر میں محو ہو جاتا ہے۔ آپ کی محبت آمیز باتوں اور دکھ درد کی پوچھ تچھ سے ایسا محسوس کرنے لگتا ہے کہ واقعی درد وغم غلط کرنے والا اور ظلمت یاس کی بجائے نور آس کی شعاعیں بخشنے والا ندیم عظیم مل گیا ہے۔ چنانچہ جس کسی کو بھی آپ سے شرف ملاقات حاصل ہو جاتا ہے وہ گرویدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

آپ کے خلق عظیم میں خاص تاثیر ہے کہ ہر ملاقاتی یہی خیال کرتا ہے کہ آپ کی توجہات اور مہربانیاں اس کے ساتھ ہی بیش از بیش ہیں اس کے علاوہ باطنی طور پر وہ اپنے اندر ایک حلاوت قلبی محسوس کرتا ہے۔ بدیں وجہ اس کی طبیعت کا رجحان خود بخود ایک دو ملاقاتوں میں ہی مختصر قیل وقال کے بعد خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی جوش مارنے لگتی ہے جبکہ وہ حضور کا مرید ہو کر نماز اور وظائف طریقہ قادریہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔ غرض کہ آپ کی زیارت باسعادت ہی غافل دلوں کے لئے تازیانہ کا کام کرتی ہے۔

آپ نوخیز حسین ترین جوان ہیں۔ عمر ۳۰ سال کے لگ بھگ ہے۔ شادی کے متعلق بڑے بڑے روساء توابان و بادشاہوں کی طرف سے پیغامات موصول ہوتے رہتے ہیں مگر سب کو جواباً یہی فرماتے ہیں:

كُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا تب اس معاملہ پر غور کیا جائے گا۔ مزید براں متقی، پرہیزگار، عبادت گزار، شب زندہ دار، شریعت محمدیہ کے سخت پابند اور راستی پسند ہیں صدق مقال واکل حلال کی پرزور تلقین فرماتے ہیں۔ آپ کے طرز عمل پر کسی معترض کو

اعتراض کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ آپ کی تعلیم کا لب لباب معرفتِ خداوندی واتباع شرعِ محمدی ہے، عشقِ ذاتِ الٰہی، محبتِ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور جدامجد حضور پاک قدس سرہ العزیز پیدا کرتا ہے۔ حاجت مندوں کے آپ حاجت روا ہیں۔ السلام علیکم کہنے میں آپ ہمیشہ ابتداء فرماتے ہیں۔ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ مگر دست بوسی کو محض صغرسنی کی وجہ سے پسند نہیں فرماتے۔ سجدہ تعظیم وغیرہ بدعات کو کفر سمجھتے ہیں اور ایسا فعل کرنے والے کو زندیق کے لفظ سے پکارتے ہیں۔ ایفائے عہد کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ عہد شکن کو بہت برا جانتے ہیں۔ مریدوں اور سائلوں کی تکالیف اور گزارشات کا خاص دھیان رکھتے ہیں۔ ہر ایک کے خط کا جواب اور تکالیف کا حل بذریعہ ڈاک ارسال فرماتے ہیں۔ تعویذ اور وظائف بھی لکھ بھیجتے ہیں۔ آپ کے مریدوں کا حلقہ ابھی سے اتنا وسیع ہے کہ ہر ملک اور ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے لوگ اس میں شامل ہیں۔ آپ مجدد طریقۃ القادریہ العظمٰی ہیں کیونکہ اپنے جدامجد حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے قدم بقدم تبلیغ واشاعت اسلام کی طرف حد سے زیادہ توجہ فرما رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ماسوائے کتاب ہذا کے کئی ایک کتابیں مثلاً شجرہ ہائے قادریہ محبوب سبحانی، تحفۃ الطاہریہ فی الاوراد القادریہ اور ''A Life Sketch'' وغیرہ شائع کرا کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم فرمائی ہیں۔ غرض کہ طریقۃ القادریہ العظمٰی البغدادیہ اور خاندان گیلانیہ کو روشن کرنے والے اور چار چاند لگانے والے ہیں۔ جس طرح حکومتوں کی طرف سے دیگر ممالک میں سفیر کام کرتے ہیں، اسی طرح حضرت غوث اعظم جیلانی قدس سرہ کی طرف سے تمام مخلوق کے لئے یہ سفیر اکبر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تاابد حضور کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور آپ کی خیر وبرکات ہمیشہ جلوہ ریز رہیں۔ آپ نے سیلون میں شہر کولمبو کے اندر اپنا دینی فریضہ سمجھ کر ایک یتیم خانہ کا اجراء کیا ہے۔ جس کے آپ تاقیام صدر الصدور ہیں۔

یاد رہے کہ ہر شش صاحبان مذکورۃ الصدر تا حقیقی برادران سیدنا شیخ المشائخ حضرت

پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف والسادات ومتولی الاوقاف مرحوم کے فرزند ارجمند اور سیدنا شیخ المشائخ علی النقیب ﷫ کے پوتے سب کے سب پاکیزہ سیرت وصورت نور علی نور منظور خلائق ومقبول رب العلیٰ برگزیدہ ہستی کے مالک ہیں۔نقیب زادہ کا متبرک لفظ انہی کے اسمائے گرامی کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ان کی ہمشیرہ صاحبہ سیدنا شیخ المشائخ پیر ابراہیم سیف الدین القادری الگیلانی نقیب الاشراف موجودہ دام ظلہ العالی بن سیدنا حضرت مصطفیٰ مرحوم ﷫ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ان کے بطن سے سیدنا صاحبزادہ شمس الدین ما شاءاللہ نوجوان اور بلند پایہ ہستی ہیں۔عاجزانہ دعا ہے کہ

الٰہی بخت شاں بیدار بادا
ہمیشہ دین و دولت یار بادا

گل اقبال شاں دائم شگفتہ
بچشم حاسداں بس خار بادا

آلِ زکریا

سید محمد گیلانی بن سید عبداللہ بن سید احمد (آل سید زکریا) ﷫

آپ پاکیزہ خصلت، زاہد، شب زندہ دار، اپنے زمانہ کے صوفی طریقۃ القادریہ کے مبلغ اور صاحب زہد وورع اور خشوع وتقویٰ ہوئے ہیں۔

سید محی الدین بن سید عبدالرزاق بن سید خضر الگیلانی (آل سید زکریا ﷫)

نیک طینت، خدا پرست، سخی، غریب پرور، ذکر وفکر میں شاغل، خدارسیدہ، صاحب کشف وکرامات ہیں۔مسلمانوں کی بہتری میں کوشاں رہتے ہیں۔

آل مراد

سید مبدر بن سید کامل بن سید عبدالوہاب (آل مراد)

آپ خضر سیرت، تعلیم یافتہ، حکومت عراق کی جانب سے اعلیٰ عہدہ پر فائز، خداپرست عبادت گزار، غریب پرور مشہور ہیں۔

آل خمیس

سید محمد صالح الگیلانی بن سید حامد بن سید محمد صالح بن خمیس بن سید مصطفیٰ

آپ نیکی، زہد و اتقا کا جذبہ رکھنے کے علاوہ سخی اور غریب پرور ہیں۔

سید عامر گیلانی بن سید توفیق بن سید حامد بن سید محمد صالح بن آل خمیس رضی اللہ عنہم

نیک سیرت، مسلمان قوم کے خدمت گزار، پابند شریعت، حامی اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں۔

وضاحت

دربار عالیہ حضرت سیدنا شیخ المشائخ غوث اعظم دستگیر کے کلید بردار اور چاؤش اور کچھ قسم کے دیگر افراد بعض اوقات آپ کی خدمت میں آتے ہیں اور اپنے آپ کو خاندان گیلانیہ بغدادیہ کی اولاد پاک کے افراد بلکہ حضور شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبدالرزاق اور عبدالوہاب صاحبان رضی اللہ عنہما کی اولاد سے بذریعہ تقریر وتحریر ظاہر کر کے بلکہ مطبوعہ شجرہ انساب پیش کر کے خدمات لیتے اور نذرانے وصول کرتے ہیں۔ چنانچہ اس خاندانی ثبوت کے لئے خود ساختہ شجرہ ہائے انساب پیش کرتے ہیں۔ ان کا یہ

فعل کذب پر مبنی اور حقیقتاً لغو اور بے معنی ہوتا ہے۔ یہ لوگ محض دربار پاک کے خادم ہوتے ہیں اور خاندان گیلانیہ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ دربار عالیہ غوثیہ کے جملہ حقوق حضور غوث الاعظم دستگیر ﷺ کے فرزند رشید صرف سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز صاحب مرحوم ﷺ کی اولاد پاک کے حق میں محفوظ ہیں اور انہی میں سے نقباء اور متولیاں نسلاً بعد نسلٍ وارشد بہ ارشد اس عہدہ جلیلہ پر فائز چلے آ رہے ہیں۔ خاص طور پر جب حضرت سیدنا عبدالرزاق صاحب ﷺ کی اولاد نرینہ واقع بغداد بمشیت ایزدی ملک بقاء کو سدھاری اور صرف ایک بی بی پاک دامن کے سوائے اور کوئی زندہ نہ رہا تو جائیداد متروکہ کے متعلق بادشاہ وقت کا فرمان جاری ہوا کہ جس صاحب سے یہ بی بی برضا و رغبت خود نکاح کرے گی وہی نقیب الاشراف اور متولی دربار غوثیہ کے مراتب جلیلہ کا اور جائیداد متروکہ کا مستحق ہوگا اور بعد از وفات اس بی بی صاحبہ کے بطن سے جو فرزند اکبر پیدا ہوگا وہی اور ازاں بعد بھی اسی صورت سے نسلاً بعد نسلٍ وارشد بارشد تا قیامت یہ عہدہ جلیلہ و جائیداد متروکہ منتقل ہوتا چلا جائے گا۔ چنانچہ اس بی بی صاحبہ نے حضرت شیخ المشائخ سیدنا صاحب السمو والسماحۃ پیر علی القادری الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح کیا اور ان کے بطن سے شیخ المشائخ حضرت سیدنا پیر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ بعد از وصال والد بزرگوار سیدنا حضرت علی القادری رضی اللہ عنہ جائیداد متروکہ کے مالک اور نقابت اور تولیت کے حق دار ٹھہرے۔ جو بوجہ نکاح اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے بفرمان شاہی حاصل ہوئی تھی۔ نیز حضرت سیدنا عبدالوہاب ﷺ کی اولاد ہی نہیں ہے اور عبدالرزاق ﷺ کی اولاد پاک سے کوئی فرد بغداد شریف میں اب سکونت پذیر نہیں ہے۔ ایسے لوگ محض طمع نفسانی اور طلب زر کے لئے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے سادہ لوح معتقدان حضرت غوث الاعظم دستگیر قدس سرہ کو لوٹتے پھرتے ہیں اور بسا اوقات سجادہ نشین اور متولی الاوقاف اور نقیب الاشراف دربار غوثیہ بغداد یہ کے متبرک الفاظ کو اپنے لئے استعمال کرنے سے نہیں جھجکتے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر قصبہ بہ قصبہ، قریہ بہ قریہ، شہر بہ شہر، بازار بازار گھومتے پھرتے ہیں

اور نذرانے وصول کرتے پھرتے ہیں حالانکہ نقیب الاشراف اور سجادہ نشینان اور متولیان دربار غوثیہ کا مرتبہ اور شان وشوکت اور حالات ظاہری بھی ۔ (باطنی تو درکنار) شاہان زماں اور نوابین دوراں سے کم نہیں ہوتے۔

بلکہ عوام الناس بادشاہانِ وقت سے اس قدر نہیں دبتے، جتنا کہ اس خاندان گیلانیہ بغدادیہ کے عالم باعمل اور مشہور سید گیلانی سے ڈرتے ہیں اور ان کے حکم پر جان ومال قربان کرنا نجات دارین سمجھتے ہیں۔ چونکہ یہ کلید بردار و چاؤش وغیرہ حالات دربار غوثیہ وعربی ممالک کے راہ ورسم سے واقف ہوتے ہیں۔ لہذا وضع قطع غریبوں سی بنا کر اور ویسی طرز گفتگو استعمال کر کے معتقدان ومحبان غوث پاک سے ناجائز طور پر رزق کماتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

ایسے ہی ایک انگریز لارنس نامی جاسوس عربی لباس میں ملبوس پیری کا مدعی بن کر مطلب برآری اور سراغ رسانی کی خاطر پیری مریدی کا سلسلہ چلاتا رہا۔ چنانچہ اب بھی اس کے شاگردان بدستور اس کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔ ان کے حالات سے خبردار رہنا چاہیے۔

علاوہ ازیں ایسے اشخاص بھی بغداد شریف جیسی متبرک جگہ پر پائے جاتے ہیں جو حضور پرنور مرشدنا ومولانا وسیدنا شیخ المشائخ نقیب زادہ پیر طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روز افزوں ترقی وظہور اور روحانی مقام کو سن دیکھ کر آتشِ حسد وبغض میں جل بھن کر یہ روش اختیار کئے ہوئے ہیں کہ حضور ممدوح کی عدم موجودگی در بغداد کے دوران کئی ایک ناجائز طریقوں سے خطوط مرسلہ محبان ومریدان ومستفسران آنحضور کو وصول کر لیتے ہیں اور پڑھ دیکھ کر غائبانہ طور پر ان کے جوابات اپنے آپ کو حضور ممدوح کے جانشین یا فرزند اکبر ظاہر کر کے مخلصانہ طور پر بعد دعائے ترقی درجات عریضہ نویسوں کے نام جواباً ارسال کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ حضور ممدوح دام ظلہ العالی کو خاکم بدہن نعوذ باللہ فوت ہو جانا ظاہر کر کے اپنے آپ کو آپ کا فرزند اکبر کہنے سے گریز

نہیں کرتے تا کہ سادہ لوح معتقدوں کو دام تزویر میں لا کر اعتقاد سے روگرداں کیا جا سکے اور ناجائز مفاد اٹھایا جا سکے۔ حضور ممدوح نے ہز ہائی نس خان اعظم آف قلات سر احمد یار خان صاحب کی نور نظر فرخندہ اختر سے شادی کی ہے۔ تین صاجزادے

۱......سیدنا محمود محی الدین الگیلانی۔ تاریخ ولادت...... 14-07-1968

۲......سیدنا عبدالقادر جمال الدین الگیلانی۔ تاریخ ولادت...... 04-06-1969

۳......سیدنا محمد ضیاء الدین الگیلانی۔ تاریخ ولادت...... 28-05-1976

بالترتیب اکبر واصغر ہیں۔ "فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ" ایسے موصولہ خطوط کا جواب ہرگز نہ دینا چاہیے۔ بلکہ ممکن ہو تو حضور ممدوح کی خدمت عالیہ میں ان کی جائے قیام پر ان کو ملفوف کر کے ارسال کر دینا چاہیے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ......

باب دوم

مدرسہ و جامع مسجد گیلانیہ

کا

مختصر حال

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز اور آپ کا مدرسہ

ابن تغری بردی نے نجوم الزاہرہ میں، ابن جوزی نے منتظم میں، حافظ ذہبی نے تاریخ کبیر میں اور ابن رجب حنبلی نے طبقات میں، ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اور ابن جوزی کے پوتے نے مراۃ الزمان میں، محب الدین ابن نجار نے تاریخ بغداد میں، عبدالوہاب شعرانی نے طبقات الکبریٰ میں، سمعانی نے انساب میں، شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں، تادفی نے قلائد الجواہر میں، شیخ یٰسین خطیب العمری نے غایۃ المرام تاریخ بغداد دارالسلام میں، شمس الدین سامی نے قاموس میں، بستانی نے دائرۃ المعارف اور موسوعۃ الاسلامیہ میں جو کہ فرانسیسی زبان میں ہے جس کا ترجمہ استاد سید ناصر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین اور تاریخ دانوں نے بالاتفاق بلاشک وشبہ بیان فرمایا ہے کہ سیدنا محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شیخ الکل حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں حصول تعلیم کے لئے بغداد تشریف لائے۔ اس وقت خاندان عباسیہ سے المستظہر باللہ خلیفہ تھے۔ آپ کا نسب حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی طالب سے ملتا ہے۔ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ شیخ العراق کے لقب سے مشہور تھے۔ عالم باعمل تھے، علم وعمل دونوں کے جامع تھے، افتاء، درس وتدریس اور وعظ ونصیحت آپ کا مشغلہ تھا۔ مغرب ومشرق میں آپ کی شہرت تھی۔ ۵۱۳ھ میں آپ باب الازج کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے جو آپ کے استاذ حضرت سعید مخزومی نے آپ کے سپرد کر دیا تھا۔ آپ وعظ فرماتے اور عوام الناس کو رشد وہدایت کی دعوت دیتے تھے۔ سامعین وحاضرین کی کثرت سے مدرسہ کی عمارت تنگ اور ناکافی ہونے لگی تو آپ بغداد کے شہر پناہ کے پاس اس مسافر خانہ میں وعظ فرمانے لگے جس کی تعمیر ۵۲۸ھ میں ہوئی آپ کی ذات بابرکات مخلوق کی مرجع تھی یہاں تک کہ ۵۶۱ھ میں رحلت فرما گئے اور باب الازج جو اب باب الشیخ کے نام سے مشہور ہے کے مدرسہ میں مدفون ہوئے۔

جامع مسجد گیلانیہ

۹۱۱ھ کا واقعہ ہے کہ جس وقت عجمی بغداد پر قابض ہو گئے تھے اور حکومت کی عدم توجہی سے حضور قدس سرہ العزیز کے مزار اور قبہ اور مدرسہ اور تکیہ کی حالت بہت خراب اور قابل مرمت ہو گئی تھی چنانچہ شاہ سلیمان والی ترکی نے عجمیوں پر حملہ کر کے ملک فتح کر لیا اور شہر بغداد پر قابض ہو گیا جب مسجد اور خانقاہ کی یہ حالت دیکھی تو ایک لاکھ دینار ان کی مرمت کے لئے دیے اور حکم جاری کیا کہ مسجد کا بلند قبہ عمارت کی شکل میں تعمیر کیا جائے اور ایک مکان فقراء و مساکین کے ٹھہرنے کے لئے بھی بنا دیا جائے۔ چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ پھر اس کے بعد سلطان مراد ثالث نے ۹۸۴ھ میں حضور غوث الاعظم گیلانی قدس سرہ العزیز کی مسجد کی مرمت و تجدید کرائی اور سنان باشا انجینئر کے ہاتھوں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا، بڑا مینار جو مسجد کے پوربی (مشرقی) دروازہ کے قریب ہے اس کی تعمیر ۹۰۲ھ میں مکمل ہوئی۔ چنانچہ اس کی تعمیر کی تاریخ ایک پتھر پر کندہ ہے جو مینار کی دیوار میں لگا ہوا ہے۔ عبارت مندرجہ ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

للہ الشکر غفر ذنوبہ سعی بھما فی غرۃ محرم الحرام ۹۰۲ھ

علاوہ ازیں محمد رضا خوشنویس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پتھر دیوار میں نصب ہے جس کی عبارت یہ ہے:

"امر اللہ تعالیٰ و تقدس اس پاکیزہ اور مقدس عمارت کی تعمیر کے لئے سلطان غازی سلیمان خان نے ۹۴۱ھ میں حکم نافذ کیا اور تعمیل حکم ہوئی۔ پھر ۱۱۲۳ھ میں سلطان غازی احمد خان بن سلطان غازی محمد خاں نے اس کی تجدید کی۔"

۱۲۸۱ھ میں سلطان عبدالعزیز کے عہد میں قادریہ کے سجادہ نشین سید علی بن سید سلیمان رضی اللہ عنہ نے پھر از سر نو اس مسجد کی تعمیر کرائی جو ایک نہایت اعلیٰ پیمانہ پر معرض وجود میں آئی۔

۱۳۱۸ھ میں موجودہ تعمیر ومرمت حضرت سید عبدالرحمٰن نقیب الاشراف ﷫ نے کرائی۔ یہ مسجد باب الشیخ میں واقع ہے اور شیخ المشائخ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے منسوب ہے جو کہ تواریخ میں باب الازج کے نام سے مرقوم ہے۔ یہ علاقہ بغداد کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ مسجد تمام بغداد کی مساجد سے بڑی ہے بہت کافی اور وسیع ہے۔ ۱۲۹۷ھ میں سید سلیمان نے دروازہ مغربی پر ایک منارہ تعمیر کرایا اور سید عبدالرحمٰن نقیب متوفی ۱۳۴۵ھ نے اوقات نماز کے لئے گھڑی کا انتظام فرمایا۔

ایک حصہ اس کا ایسا ہے جہاں جاڑے کے موسم میں نماز ادا ہوتی ہے۔ کثیر التعداد نمازی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے جس کی بڑائی اور بلندی اور صنعت کاری کو دیکھ کر بڑے بڑے انجینئر بھی محوحیرت ہو جاتے ہیں۔ بغداد میں کوئی ایسی مسجد نہیں ہے جس میں اس قسم کا قبہ ہو۔ ۹۴۱ھ میں سلطان الناتونی کے حکم سے سناں باشا انجینئر نے اس قبہ کو بنایا تھا۔ اس کے جنوب میں مقبرے ہیں اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا روضہ، مشرق کی طرف دو بہت بڑے برآمدے ہیں۔ مغرب کی طرف اور شمال کی طرف دو بہت بڑے ستون سنگ مرمر کے ہیں۔ وسط فضا میں موسم گرما کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ ہے جو مسجد کی سطح سے قریباً ڈیڑھ فٹ بلند ہے۔ دو منزلہ سے نیچے کا حصہ فقراء اور غرباء کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جو وقف ہے۔ جہاں فقراء وغرباء کو اوقاف درگاہ گیلانیہ سے کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ اوپر والے حصہ میں طالب علم ومدرسین کی رہائش کی جگہیں ہیں۔ اس مسجد کے دو بہت بڑے دروازے، ایک شمال کی طرف اور دوسرا مدمقابل جنوب کی طرف اور ہر دروازہ پر منارے ہیں اور وسط فضا میں ایک جگہ پر بلند گھڑی نصب ہے اور اسی مسجد میں دو مدرسے ہیں۔ ایک حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا اور دوسرا سیدہ عاتکہ خاتون بنت سید علی النقیب کا۔ یہ دونوں مدرسے اوقاف قادریہ کے متولیوں اور نقیب الاشراف کی کوششوں سے آباد اور طلباء سے معمور چلے آرہے ہیں۔

سلطان مراد ثالث نے ۹۸۴ھ میں اس جامع مسجد کی مرمت کرائی۔اس کے علاوہ مساجد حنبلیہ، شافعیہ و مالکیہ بھی احاطہ دربار پاک میں مسجد کبیر حنفیہ کے ملحق ہیں۔

دربار غوثیہ و مزار مقدس

دربار غوثیہ (حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا مزار مبارک)

بغداد العراق کے شہر کے مشرقی جانب باب المعظم (جو کہ عثمانی سلطنت کے خاتمہ کے بعد منہدم ہو چکا ہے) کے نزدیک یہ عالی شان دربار واقع ہے۔یہ وہی جگہ ہے جہاں حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز درس و تدریس دیتے اور وعظ و نصیحت کرتے اور رشد و ہدایت فرماتے تھے اور مدرسہ کے نام سے موسوم تھی۔حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز وصال کے بعد یہیں مدفون ہوئے ،اسی بناء پر یہ دربار غوثیہ کے نام سے موسوم چلا آ رہا ہے۔یہ دربار عالیہ تقریباً ۴ ایکڑ رقبہ میں واقع ہے بلکہ اس میں کئی دیگر عالی شان ہستیوں کے مزار، عمارتیں، مسجدیں، لنگر خانے، کتب خانے اور اساتذہ و طلباء جو علوم دینیہ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں کے کمرے، غیر ملکی سیاحوں اور نزدیک و دور ممالک سے آنے والے زائروں اور مسافروں کے لئے علیحدہ علیحدہ بلاکوں کی صورت میں کوٹھڑیاں اور کمرے اور بالاخانے، سبیلیں، عام مہمان خانے بلکہ شاہی منزل گاہیں وغیرہ موجود ہیں۔چنانچہ حسب ضرورت ان شعبہ جات میں آئے سال مزید ترقی ہوتی رہتی ہے اور اسی لحاظ سے مکانات میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔دربار غوثیہ کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔شمال ،شارع ،جنوب شارع الکیلانی ،مشرق شارع ،مغرب شارع الکفاح۔اس میں حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی اولاد پاک کے روضے، تربتیں اور مقبرے ہیں جن میں سے چند ایک بزرگ ہستیوں کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ اسی ضمن میں کروں گا۔ ان کے علاوہ کئی ایک بادشاہان و وزرائے سلطنت عراق کے مقبرے بھی ہیں جن کی تشریح و تفسیر کی چنداں ضرورت نہیں۔

۶۱۵ھ میں خلیفہ عباسی ناصر دین اللہ نے از سر نو مقبروں اور زاویوں کی پختہ طور پر تعمیر کرائی۔ اس تعمیر نو کے بعد ۶۵۶ھ میں تاتاریوں کے ہاتھوں جب حکومت بغداد کو شکست ہوئی تو روضہ متبرکہ بلکہ مدرسہ، کتب خانہ، مسجد، بلکہ سارے کا سارا شہر بغداد بھی تباہ ہو گیا۔ اس کے بعد جب امن قائم ہوا تو پھر اس دربار عالیہ کے تمام شعبہ جات کی تکمیل ہوئی اور سلسلہ بدستور سابق قائم ہوا۔ ۹۱۴ھ میں شاہ اسماعیل صفوی کے ہاتھوں پھر وہی حالت ہوئی اور روضہ مبارک، کتب خانہ، مدرسہ، مسجدیں وغیرہ تباہ ہو گئیں۔ اس پر دریائے رحمت الٰہی پھر جوش زن ہوا تو ۹۴۱ھ میں سلطان سلیمان عثمانی نے عجمیوں کے پنجہ استبداد سے بغداد کو چھڑایا اور تمام منتشر خائف شدہ لوگوں کو واپس بلا کر از سر نو شہر آباد کر دیا اور اولاد پاک کو بھی واپس بلا کر بارگاہ گیلانیہ کے ہر شعبے کو پہلے کی طرح بر سر کار سرفرازی بخشی اور مکمل طور پر جاری کرایا۔ چنانچہ ۲۰ رمضان المبارک ۹۴۱ھ کو سلطان سلیمان عثمانی ممدوح بہ نفس نفیس مع اپنی فوج اور مفتی کے دربار عالیہ میں جامع مسجد کے اندر حاضر ہوا اور تمام علمائے بغداد کو طلب کیا اور بعد ادائے نماز عصر سلطان الممدوح نے نقابت الاشراف والسادات کی سند حضرت شیخ زین الدین کبیر رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی جو ترکی زبان میں تحریر ہوئی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

> ''فخر السادات والکرام السید الشیخ زین الدین الگیلانی شرف السیادۃ صحیح النسب سادات کی تصدیق وتوثیق کرنے کے بعد شیخ زین الدین الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو نقابت الاشراف کی سند دیتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ شیخ زین الدین الگیلانی شہر بغداد کے نقیب الاشراف ہیں اور جو شخص صحیح النسب سادات نہ ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی شاہی فرمان ہو وہ قوم کا سردار اور نقیب نہ سمجھا جائے گا۔ جس شخص کے پاس نقابت الاشراف کی سند ہو گی وہی مستحق شاہی وظیفہ کا ہو گا۔''

دستخط: السلطان غازی سلیمان خاں العثمانی

اس عثمانی سند کے بعد نقیب الاشراف کا سلسلہ جاری ہو گیا اور خاندان گیلانیہ کے شرفاء سلسلہ بہ سلسلہ اس منصب پر فائز المرام ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اس دور سے آج تک بلا انقطاع یہ نقیب الاشراف کا سلسلہ جاری و قائم ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا ابد جاری رہے گا۔ ۹۷۸ھ میں حضرت زین الدین نقیب الاشراف مذکور نے اپنی تمام جائیداد کو دربار عالیہ کے مذکورۃ الصدر شعبہ جات کے نام وقف کر دیا جیسا کہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز اور ان کے بعد آپ کی اولاد پاک نسلاً بعد نسلٍ وقف کرتے چلے آئے تھے چنانچہ ۱۵ رجب ۹۷۸ھ کو شیخ المشائخ زین الدین صاحب نقیب الاشراف والسادات رضی اللہ عنہ کا وقف نامہ شیخ عبداللہ بن محمد امین قاضی بغداد کے حکم سے صحیح اور محکم ہو گیا۔ المختصر ۹۴۴ھ میں آپ گیلانی مکانات دربار غوثیہ کے مکانات و روضہ اقدس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے جو عجمی حادثہ سے متاثر ہو کر تباہ و برباد ہو گئے تھے۔

روضہ مبارک کے مرقد کے گرد چاندی کی جالی نصب ہے۔ جس کے تار کی موٹائی تقریباً ۳/۴ انچ ہے اور اس جالی کی لمبائی ۸×۵×۵ فٹ ہے۔ اس پر عربی زبان میں تاریخ تعمیر ایک شعر کی صورت میں تحریر ہے۔ جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ۱۲۳۶ھ میں جالی تعمیر ہوئی۔ اس قبہ کے وسط میں آیت الکرسی لکھی ہوئی ہے اور اس کے اوپر ۱۱۶۹ھ تحریر ہے یعنی ۱۱۶۹ھ میں قبہ مذکورہ مرمت ہوا۔

۱۳۱۸ھ کو سلطان عبدالعزیز خاں کے عہد میں حضرت شیخ المشائخ علی النقیب بن سیدنا سلیمان النقیب رضی اللہ عنہ نے از سر نو اس کی تعمیر کرائی جو نہایت عمدہ اور خوش وضع طریقہ پر تعمیر ہوئی ہے۔ قبہ کے اندر پتھر پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

"وفی ظل امیر المؤمنین وخلیفة سید المرسلین سلطان البرین وخاقان البحرین خادم الحرمین الشریفین سلطان عبدالحمید خاں ثانی بن سلطان عبدالحمید خاں "۔

اس کے بعد مرمت ۱۳۱۸ھ میں ہوئی جس وقت دربار قادریہ کے سجادہ نشین صاحب السمو والسماحہ سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن قادری الگیلانی نقیب الاشراف والسادات ؓ تھے چنانچہ مرقد کے دروازہ پر منشی محمد رضا خوش نویس کے قلم سے یہ عبارت تحریر ہے:

کہ یہ قبر محی الدین السید الشیخ حضرت عبدالقادر جیلانی ؓ بن ابی صالح ؓ بن عبداللہ الجیلی ؓ بن یحییٰ الزاہد ؓ بن محمد ؓ بن داؤد ؓ بن موسیٰ ؓ بن عبداللہ ؓ بن موسیٰ الجون ؓ بن عبداللہ المحض ؓ بن حسن مثنیٰ ؓ بن سیدنا امام حسن ؓ بن امام الانام حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی طالب کی ہے۔

اس کے علاوہ بے شمار مقبرے اور تربتیں ہیں جن میں سے چند ایک بزرگ ہستیوں کا ذکر جو کہ خاندان گیلانیہ کے نقباء وخدار سیدہ بزرگوں اور اولاد حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ العزیز سے مدفون ہیں، ضروری تصور کرتے ہوئے معرض تحریر میں لاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں اور دعاؤں سے اس گناہگار کو بھی شاید جوار رحمت میں جگہ دے۔

۱......روضہ سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالجبار ؓ بن السید الشیخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

جنوبی دروازے سے داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ کی طرف واقع ہے اس پر ایک بڑا قبہ بررنگ سبز تعمیر شدہ ہے عمارت پرانی ہے، منارہ دیوار قدیم سے ملحق ہے اور مرقد پر ایک صندوق چوبی ہے۔

۲......مسجد حنفیہ کا وہ حصہ جس میں بموسم سرما نماز پڑھتے ہیں اس حصہ اور صحن کے درمیان ایک دیوار حد فاصل ہے۔اس دیوار میں ایک کوٹھڑی ہے۔اس کوٹھڑی کے اندر حضرت سیدنا شیخ المشائخ علی النقیب ؓ مرحوم کی قبر ہے۔جس پر صندوق چوبی رکھا ہے

اوراس پر سبز غلاف ہے۔دروازہ پر عربی عبارت مرقوم ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

کہ یہ قبراس مرحوم کی ہے جو سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا دامن قیامت کے خوف اور دہشت سے پکڑنے والے ہیں ۔ یہ قبراس مرحوم کی ہے جو مدت العمر اپنے دادا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے آستانہ کی تعمیر میں کوشش کرتے رہے اور خدمت کرتے رہے ۔یعنی سجادہ اعلیٰ سید علی القادری نقیب الاشراف بغداد ابن سید سلیمان القادری سجادہ قادریہ نقیب الاشراف غفرلہ کی سنیچر کے دن ۲۴ رجب ۱۲۸۹ھ میں وفات ہوئی۔

۳......مرقد سید سلیمان آفندی نقیب بن سید علی آفندی نقیب الاشراف مسجد گیلانی کے مشرقی دروازے کے متصل ایک غرفہ ہے جو مشرقی دروازہ دربار عالیہ کے اندر داخل ہونے والے کے دائیں جانب واقع ہے۔اس مرقد پر بھی ایک صندوق ہے اس پر بھی سبز رنگ کی چادر چڑھی ہوئی ہے۔۱۱ ذی الحجہ یوم دوشنبہ ۱۳۱۰ھ میں فوت ہوئے۔

۴......اسی غرفہ میں آپ کے صاحبزادے سید مصطفیٰ گیلانی متوفی ۱۳۱۴ھ کی قبر ہے۔

۵......مرقد سید عبدالرحمٰن آفندی القادری نقیب الاشراف بن سید علی آفندی نقیب الاشراف وہ مجبہ برآمدہ جو حدِّ فاصل ہے۔قبہ مرقد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور مجبہ کبیر کے درمیان اس مجبہ کی حد فاصل کے بائیں جانب غرفہ میں واقع ہے۔مسجد حنابلہ کے متصل قبر کے اوپر لکڑی کا صندوق ہے اوراس پر سبز حریر کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔بماہ ذی الحجہ دوشنبہ ۱۳۴۵ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔

۶......مرقد سید محمود حسام الدین الگیلانی نقیب الاشراف بن سید عبدالرحمٰن نقیب الاشراف:ایک حجرہ میں یہ مرقد سید سلیمان ﷺ کے نزدیک دائیں طرف ان کی قبر ہے۔ قبر پر سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا نصب ہے۔جس پر عربی میں جس کا ترجمہ درج ذیل ہے نصب ہے:

''یہ قبر سید حسام الدین نقیب الاشراف بن مرحوم سید عبدالرحمٰن نقیب الاشراف کی ہے۔ ۱۳۰۰ھ میں فوت ہوئے۔''

۷......مرقد سید احمد عاصم گیلانی نقیب الاشراف بن سید عبدالرحمٰن نقیب الاشراف مرحوم: حجرہ کے دروازہ پر عربی میں لکھا ہوا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

''یہ قبر مرحوم سید عاصم گیلانی نقیب الاشراف کی ہے جو ۱۳۷۲ھ میں فوت ہوئے۔''

۸......مرقد سید محمد حامد گیلانی ۱۳۳۹ھ میں فوت ہوئے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے زاویے، تربتیں اور مقبرے ہیں جو بوجہ عدم گنجائش ضبط تحریر میں نہیں لائے گئے۔

مکتبہ قادریہ سیدنا عبدالرحمٰن

یہ مکتبہ فی الحقیقت السید شیخ المشائخ صاحب السمو والسماحہ حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم و مغفور نقیب الاشراف والسادات کا کتب خانہ ہے۔ آنحضرت کے وصال کے بعد ان کی اولاد نے یہ کتب خانہ فروخت کرنا چاہا مگر سیدنا شیخ المشائخ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین نقیب الاشراف والسادات حضرت محمود حسام الدین رضی اللہ عنہ مرحوم نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی اور حقداران کو حسب حصص رسدی قیمت ادا کر کے کتب خانہ تصرف خود میں لے کر اپنے اور اپنی اولاد کے اوقاف میں شامل کر دیا۔ آنحضور جب وفات پا گئے تو قانوناً ورواجاً تاقیامت مرحوم رضی اللہ عنہ کی (راشد اولاد) کو ہی نسل بہ نسل نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف ہونے کا حق حاصل ہے لہٰذا آپ کے فرزند اکبر سیدنا شیخ المشائخ حضرت جمال الدین صاحب کو یہ عہدہ جات پیش کئے گئے مگر بدیں وجہ کہ آپ عرصہ دراز سے بمبئی میں مقیم تھے اور ضعیف العمری کے باعث نظر بھی کمزور ہو چکی تھی اس لئے اس ذمہ داری کو سنبھالنا اور ترک سکونت کر کے واپس بغداد شریف منتقل ہونا

موزوں خیال نہ فرمایا۔ جیسا کہ کئی بار پہلے ذکر ہو چکا ہے لہذا آپ نے اپنی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ واقع بغداد شریف کی حفاظت اور ذمہ داری کے لئے اپنا وکیل مطلق یعنی مختار عام تعین فرمایا جن کا اسم گرامی پیر ابراہیم سیف الدین صاحب ہے جو بحیثیت مختار عام آپ کی ہر قسم کی جائیداد کے متعلق سیاہ وسفید کے مالک ہیں۔

پیشتر ازیں اسی دربار قادریہ غوثیہ میں ایک قادری کتب خانہ قائم تھا جس میں تمام کی تمام کتابیں مطبوعہ موجود ہیں جو فقہ، تفسیر اور نحو کے متعلق ہیں جن کی تعداد ۱۵۰ کے قریب ہے۔ پیر ابراہیم سیف الدین صاحب کو متولیان نے دھوکہ دہی اور چرب بیانی سے اس امر پر آمادہ کرلیا کہ مکتبہ مذکورہ کتب خانہ قادریہ میں شامل کرلیا جائے تاکہ ایک ضخیم لائبریری کی صورت میں متشکل ہو کر مفید عام ثابت ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مدرسہ کا کتب خانہ قادریہ قدیمیہ ومکتبہ سیدنا عبدالرحمن صاحب مرحوم ملکیتی سیدنا شیخ المشائخ حضرت پیر محمود حسام الدین صاحب نقیب الاشراف مرحوم کو یکجا جمع کر کے لائبریری قائم کردی۔ مکتبہ سید عبدالرحمن میں پانچ ہزار سے زیادہ کتابیں موجود تھیں جن سے تقریباً تین ہزار دیرینہ اور قلمی تھیں۔ چھ سو پچاس قلمی قرآن مجید بہترین خطاط کے ہاتھ کے تحریر شدہ سادہ، مرصع ومزین شامل تھے۔ ان میں ایک قرآن مجید ساڑھے چھ سو برس آج سے قبل کا تحریر شدہ ہے۔ اس لائبریری سے بہت سی قیمتی اور نایاب کتابیں پیر ابراہیم صاحب مختار عام نے بلاضرورت اور بے محل مطالعہ کی آڑ میں متولیان اور دیگر خواہش مندوں کو تقسیم کردیں جن کو واپس لے کر آج تک لائبریری میں داخل نہیں کیا گیا۔ مثل مشہور ہے "بلی گئی چوہے ناچے" سیدنا حضرت شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف مرحوم رضی اللہ عنہ نے کافی محنت اور عرق ریزی سے جس مکتبہ کی تکمیل کی تھی وہ خورد برد ہو گیا۔

باب سوم

سلسلہ قادریہ کی فضیلت

سلسلہ قادریہ کی فضیلت برہمہ سلاسل

۱......حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز نے فرمایا: مجھے باطنی طور پر کہا گیا ہے کہ عبدالقادر! بغداد میں جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو، پس میں بغداد کے اندر گیا تو لوگوں کو میں نے ایسی حالت میں دیکھا کہ وہاں رہنا مجھے ناپسند معلوم ہوا، اس لئے میں یہاں سے چلا گیا۔ پھر مجھے دوبارہ کہا گیا کہ عبدالقادر! بغداد میں جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو تم سے انہیں نفع پہنچے گا۔ میں نے کہا مجھے لوگوں سے کیا واسطہ مجھے تو اپنے دین کی حفاظت کرنی ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ نہیں تم جاؤ تمہارا دین سلامت رہے گا۔ اس وقت میں نے اپنے پروردگار سے ستر (۷۰) دفعہ عہد لیا کہ میرا کوئی مرید بے توبہ کئے نہ مرے۔

۲......شیخ علی الغرثیمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کے داروغہ مالک سے پوچھا کہ تمہارے پاس میرے اصحاب میں سے کوئی ہے؟ تو اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے خداتعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح ہے جس طرح کہ آسمان زمین پر، اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں، جب تک خداتعالیٰ میرے اور تمہارے ساتھ جنت تک نہ جائے گا، میں اس کے سامنے قدم نہ اٹھاؤں گا۔

۳......آپ قدس سرہ العزیز سے کسی نے پوچھا کہ ایسے شخص کی نسبت کیا فرماتے ہیں جو آپ کا نام لے مگر درحقیقت نہ تو اس نے آپ سے بیعت کی ہو اور نہ آپ سے خرقہ پہنا ہو تو کیا ایسا شخص آپ کے مریدوں میں شمار کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا جو شخص میرا نام لے اور اپنے تئیں میری طرف منسوب کرے گو ایک ناپسندیدہ طریقہ سے ہی سہی تو بھی اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا وہ شخص میرے مریدوں سے شمار ہوگا۔

۴......آپ نے فرمایا کہ جو شخص میرے مدرسے کے دروازے پر سے گزرے گا تو قیامت کے دن اسے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

۵......شیخ ابونجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے شیخ، شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ہررات کچھ گنگناہٹ سی سنائی دیتی تھی، آپ نے آں حضرت موصوف سے اس کی وجہ دریافت کی۔ یہ واقعہ ۵۰۸ھ کا ہے آنحضرت موصوف نے فرمایا کہ میرے کل مرید بارہ ہزار ہیں۔ جن کے حق میں از راہ شفقت ان کے نام لے کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں، کہ وہ ان کی حاجتوں کو پورا کرے اور اگر وہ گناہ کے قریب ہوں تو انہیں اس میں کامیابی حاصل نہ ہو تا کہ وہ اس سے تائب ہو جائیں۔ اس پر آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا: اگر خدا تعالیٰ یہ مراتب و مناصب عطا فرمائے گا تو میں قیامت تک اپنے مریدوں کے لئے خدا تعالیٰ سے عہد لے لوں گا کہ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ نہ مرے اور یہ کہ میں ان کا ضامن رہوں گا تو اس پر آپ کے شیخ، شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ مرتبہ عطا فرمائے گا اور ان کا سایہ ان کے مریدوں پر دراز کرے گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۶......شیخ ابوسعید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، محمد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت عمر البزاز رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ قیامت تک اپنے مریدوں کی اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی تائب ہوئے بغیر نہ مرے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں اس وقت مشرق میں ہوں تو میں اس کے ستر کو ڈھانپ دوں گا۔

۷......مشائخ موصوف رحمۃ اللہ علیہم بیان کرتے ہیں کہ ہمیں آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم اپنی بقدر ہمت اپنے مریدوں کی نگہداشت کرتے ہیں۔

۸......پھر آپ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا وہ بڑا خوش نصیب ہے اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اس پر نہایت افسوس ہے۔

۹......شیخ علی قرشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ مجھے ایک نامہ دیا گیا ہے جس میں میرے احباب اور قیامت تک کے

مریدوں کے نام درج ہیں، پھر فرمایا گیا کہ یہ لوگ تمہیں دیئے گئے۔

۱۰...... آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ حسین حلاج نے ٹھوکر کھائی۔ان کے دعوی کا بازو لمبا ہو گیا تھا اس لئے شریعت کی قینچی سے کاٹ دیا گیا۔اس زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتا اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو ضرور ان کا ہاتھ پکڑ لیتا۔پھر آپ نے فرمایا کہ قیامت تک میرے دوستوں اور مریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا تو میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا۔

۱۱...... شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مرید کے شیخ سے زیادہ افضل نہیں ہوسکتا۔

۱۲...... شیخ مذکور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوسعید قیلوی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے شیخ، شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز دنیا کی طرف نہیں لوٹے مگر اس شرط پر کہ جو کوئی آپ کا دامن پکڑ لے نجات پائے۔

۱۳...... شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اصحاب و مریدین کو میں نے صلحاء کے ایک بہت بڑے گروہ کے ساتھ دیکھا تو ان میں سے کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ کے مریدین میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گنہگاروں کے لئے میں ہوں۔

۱۴...... شیخ عدی بن ابوالبرکات صخر بن مسافر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ: میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ۵۵۴ھ میں اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی خانقاہ میں جو بلاد جبل میں واقع تھی سنا کہ اگر کسی شیخ کے مریدوں سے کوئی شخص مجھ سے خرقہ پہننا چاہے تو میں اس کو خرقہ پہنا دوں گا مگر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مریدوں کو میں خرقہ نہیں پہنا سکتا کیونکہ وہ سب کے سب رحمت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔وہ لوگ دریا کو چھوڑ کر نہر میں کیوں آئیں۔

۱۵......حضرت شیخ عمر کیمیا رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک راہب سنان نامی جو کہ یمن کا رہنے والا تھا بغداد میں آیا اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے دست مبارک پر توبہ کر کے اسلام قبول کیا، پھر کھڑے ہو کر اس نے مجمع عام میں بیان کیا کہ میرے دل میں اسلام قبول کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جو شخص یمن میں سب سے زیادہ افضل ہوگا اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ میں اسی فکر میں سو گیا چنانچہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: سنان! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

طریقۃ ''القادریہ العلیا'' کی تشریح

یہ طریقہ العظمیٰ غوث الثقلین شیخ کل، سلطان الاولیاء، رئیس المحبوبین، الجوہر الفرد وسلاب الاحوال قطب الوجود والزماں الدرۃ البیضاء الباز الاشہب محبوب سبحانی، غوث صمدانی سیدنا ومولانا حضرت ابومحمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی اور نام نامی سے موسوم ہے جو قرآن مجید کے احکام عالیہ اور سنت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہونے کے باعث تمام ممالک میں مشہور اور مقبول ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گامزن ہو کر صحیح طور پر تعلیم اسلام کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں اور معتقدوں بلکہ تمام عالم اسلام پر واضح کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کا درس بطریق مجاز سکھلا دیا اور یہ دین حنیف جو پانچ صد سال کے طویل عرصہ سے شاطران ودشمنان اسلام کی پیچیدہ اور خبیث چالوں کے باعث مات کھا چکا تھا یعنی مر چکا تھا اس حقیقی محی العظام کے حکم سے ابومحمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے دوبارہ زندہ کر دکھایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج یہ سلسلہ مبارکہ تمام اقصائے عالم خصوصاً تیونس، الجیریا، مراکش، نائیجیریا، ترکی، ایران، عراق، عرب، مصر، افغانستان

پاکستان، بھارت، چین، ترکستان اور انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں مقبول اور رائج ہے۔ نہ صرف اپنا ملک اور تمام عالم اسلامی بلکہ دیگر فہمیدہ غیر اسلامی طبقہ بھی اس سلسلہ مبارکہ اور اس کے بانی اعظم کے مداح ہیں۔ چونکہ طریقہ ہذا کے جملہ اصول وفروع مکمل طور پر کتاب وسنت سے وابستہ ہیں۔ فسق وفجور، کذب وبدعت وغیرہ سے پاک اور منزہ ہیں۔ دینِ حنیف اسلام کا صحیح خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ صلاح وتقویٰ، زہد وریاضت، شریعت وطریقت، حقیقت ومعرفت، پابندیِ احکامِ الٰہی، سچائی اور صفائی غرض کہ جملہ حسنات اور ذرائع نجات اس میں موجود ہیں لہذا طالبانِ حق اور عاشقانِ رسول ﷺ کی بلکہ عوام الناس کی رغبت اس کی جانب زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جارہی ہے۔ چنانچہ شکیب ارسلان نے اپنی کتاب "موجود عالم اسلامی" میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی ممدوح الصدر بہت بڑے صوفی، موجد اور ذکی الطبع تھے۔ طریقہ قادریہ آپ کے حین حیات میں اسپانیہ تک پہنچ چکا تھا۔ جب عربی حکومت غرناطہ سے زائل ہوئی تو اس طریقہ کا مرکز فارس بنا۔ چنانچہ اس کے انوار وبرکات سے بدعت زائل ہوگئی اور اہل سنت وجماعت کے عوام الناس نے اس کو لازم پکڑلیا۔ اس طریقہ کے وسیلہ سے زنوج غربی افریقہ نے عزت وآبرو پائی۔ یہ طریقہ قوی اور مضبوط اثر رکھتا ہے، قابل اعتماد ہے، اس کا نظام معتدل ہے، اس میں مرضی اور غور وفکر ہے، سب طریقوں سے افضل، زوداثر اور ممتاز ہے۔ غرض کہ ہر کسی نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس کی تعریف ہی کی ہے جیسا کہ فضیلت سلسلہ قادریہ کے ضمن میں اقتباسات مشمولہ ہذا سے ناظرین پر اور بھی واضح ہوجائے گا۔ اس طریقہ عالیہ کے معتقدوں اور مریدوں کی مجموعی تعداد روئے زمین پر اس وقت کم ازکم ۴۰ ملین یعنی چار کروڑ کے قریب ہے کہ روز بروز ترقی پذیر ہے مگر ساتھ ساتھ اس کی تنظیم میں کچھ کمی واقع ہورہی ہے۔ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو قوم یا جماعت یا گروہ نوزائیدہ تعداد میں کم اور طاقت میں کمزور ہوتا ہے وہ اتحاد وتنظیم میں بہ مقابلہ دیگراں زیادہ مضبوط اور طاقتور بننے کے لئے جد وجہد کرتا ہے تاکہ شیرازہ یک جہتی بکھرنے نہ پائے اور قوت وطاقت

میں ترقی پذیر ہو، تاکہ دشمن و بدخواہ غلبہ حاصل نہ کرسکیں۔ برعکس اس کے جو سلسلہ یا گروہ تعداد میں اکثریت اور طاقت و ہمت میں فوقیت حاصل کرلیتا ہے وہ اس پر نازاں ہو کر سستی اور اتحاد و محنت کشی، جفاشعاری سے پہلو تہی کرنے لگ جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے اظہر من الشمس ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے فرمایا ہے کہ:

آ تجھ کو بتاؤں کہ تقدیر اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

چنانچہ سلسلہ عالیہ کی اس تنظیم واتحاد میں کمی کو محسوس کرتے ہوئے اس نقص کو رفع کرنے کی غرض سے مرشدنا ومولانا شیخ المشائخ، الحسیب النسیب الشریف سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی دام ظلہ العالی نے اشاعت، تبلیغ اور رشد و ہدایت کے ذریعہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جاچکا ہے کوشش شروع کردی ہے جس میں کافی سے زیادہ کامیابی ہوتی جارہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہے گا۔

ساتھ ہی مریدوں اور معتقدوں کو آنحضور دام ظلہ العالی نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہر موضع اور قصبہ، شہر، قریہ جہاں بھی خاندان قادریہ کے معتقد موجود ہوں خواہ تھوڑے یا بہت، وہ متفقہ طور پر ایک سوسائٹی یا مجلس قادریہ ضرور قائم کریں اور اس میں تمام ضروری عہدہ دار مثلاً صدر و نائب صدر، سیکرٹری، پراپیگنڈہ سیکرٹری، خزانچی حسب ضرورت دیگر عہدیداران و ممبران کا تقرر عمل میں لائیں اور مسجد یا دربار میں مقررہ دنوں پر جمع ہو کر رشد و ہدایت سے عوام الناس کو مستفیض کریں۔ مرید یا معتقد جس میں طاقت ہو وہ حضور غوث پاک قدس سرہ کے نام پر ہر ماہ گیارہویں دیں اور اس فنڈ میں سے جہاں جہاں جائز ضرورت ہو تبلیغ و اشاعت کے لئے خرچ کریں اور زیادہ سے زیادہ ممبر و مرید بنانے کی کوشش کریں۔ جو تکلیف یا ضرورت ایسی منظم سوسائٹی کو لاحق ہو وہ صدر کی وساطت سے اس کے ازالہ کے لئے حضور ممدوح دام ظلہ کی خدمت میں بذریعہ عریضہ مطلع کرے، فوراً حضور اس کے لئے مناسب تجویز فرما کر دعا یا تعویذ سے مدد فرمادیں گے۔ اگر حضور کا کوئی

مستند خلیفہ نزدیک ترین جگہ پر اقامت پذیر ہو تو اس کے پاس جا کر مناسب تدابیر عمل میں لانے کے لئے التجا کرے اور مفصل ہدایت حاصل کرے۔ اس طرح تنظیم واتحاد میں واقع شدہ کمی کا ازالہ ہو جائے گا۔ ایسی انتظامیہ اگر کسی اہم ضرورت کے ماتحت بشرطیکہ تنظیم واتحاد کے متعلق ہو حضور دام ظلہ العالی کو بھی بغداد شریف سے مدعو کرے گی تو ان شاء اللہ ضرور وہاں تشریف فرما ہو کر مناسب حکم بخشیں گے۔

وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

اس طریقہ قادریہ العظمٰی کے بانی حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد اور اولاد الاولاد نسلاً بعد نسل بغداد شریف ملک عراق میں حضور ممدوح کے وقت سے آج تک آباد چلی آ رہی ہے۔ جن میں سے بہت سے صاحبان نے وقتاً فوقتاً ضرورت زمانہ کے تحت یا تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں سکونت ترک کر کے دیگر ممالک میں مستقل رہائش اختیار کر لی ہے۔ اب تو یہاں مدت مدید سے صرف حضرت سیدنا الحبیب النسیب الشریف، شیخ المشائخ عبدالعزیز جی اللہ خلف الرشید حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد پاک ہی آباد ہے اور وہی ہر شعبہ دربار اوقاف کی مالک اور منتظم ہے، جس میں سے نقیب الاشراف اور متولیان اوقاف بھی منتخب ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ خاندان گیلانیہ بغدادیہ کی بزرگ ترین ہستیاں دنیا بھر میں سب سے زیادہ ممتاز اور بااثر ہستیاں ہیں۔ عوام الناس نے تو یک طرف ہر زمانہ کے بادشاہانِ اسلام اور غیر اسلام نے اس بات کو بھی تسلیم کر کے بخلوص وعقیدت شاہی احکام نافذ کر دیئے ہیں۔ ان کی بزرگی اور فضیلت اور طاقت وشوکت، ہیبت وصولت، رعب وجلال کا تذکرہ کتب معتبرہ میں بھی موجود ہے اور عوام الناس کی زبان پر بھی رواں ہے۔ چنانچہ خاص طور پر نقیب الاشراف اور متولیان اوقاف دربار غوثیہ کا رتبہ کسی حالت میں بھی بادشاہانِ وقت کے رتبہ سے کم خیال نہیں کیا جاتا اور ان کی عزت وعظمت، رعب وادب، صولت وہیبت، شان ومرتبت جاہ وجلال وغیرہ بادشاہان ونوابین اور مہاراجگان کی عزت وعظمت سے کم نہیں سمجھا جاتا۔

چنانچہ بڑے بڑے بادشاہ و نواب اپنی لڑکیوں کا رشتہ اس خاندان عالیہ کے افراد سے منسوب کرنے کو باعث فخر و عزت و برکت تصور کرتے ہیں۔ اگر بادشاہ کے نام کے پہلے His Majesty (ہز میجسٹی) کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو ان کے اسماء مبارکہ سے پہلے His Sulleince استعمال کرنا سعادت دارین خیال کرتے ہیں کیونکہ تمام خاندان گیلانیہ بغدادیہ دینی و دنیاوی و روحانی مراتب کا حامل ہوتا ہے۔ اسی نظریہ کے تحت ان کے معتقدین و مریدین ان حضرات کی خاکِ نعلین کو بوسہ دینا اور بطور کحل الجواہر آنکھوں میں لگانا اور دست مبارک کے صاف کردہ اور مستعمل صابن آمیختہ پانی کو بطور تبرک نوش کرنا سعادت دارین تصور کرتے ہیں۔

مرید کو شجرہ ہائے خاندانی و پیشوائی عطا کرنے کی وجہ

سجادہ نشینان قادریہ اپنے ہر مرید کو بیعت ہو جانے کے بعد ایک شجرہ نسبی و پیشوائی عطا فرماتے ہیں جس میں طریقہ قادریہ کی نسبت درج ہوتی ہے۔ نسبی شجرہ دینے سے حسب و نسب پر کوئی تفاخر مقصود نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، الفرد الجامع الصمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکات اس قسم کی خواہشات سے بری تھی۔ صرف شجرہ عطا فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ طریقہ ہذا کے شیوخ کا سلسلہ وار علم ہو جائے اور خیر و برکت حاصل کرنے کے لئے مریدین روزانہ ایصال ثواب بر ارواح پاک کرتے رہیں۔ اب بدستور سابق یہ سلسلہ جاری ہے۔ جب کسی سجادہ نشین مرشد کو کسی مرید کے متعلق طاقتِ روحانی یا ارشادِ باطنی کے ذریعہ علم ہو جاتا ہے کہ فلاں فلاں مرید راہ مستقیم پر صحیح طور پر گامزن ہیں تو وہ ان کو بھی خلافت دے دیتے ہیں۔ اور خلافت نامہ لکھ دیتے ہیں۔ کہ سجادہ نشین یا مرشد کے ارشاد سے خلیفہ ہوئے ہیں جو سنداً خلیفہ کے پاس موجود رہتا ہے۔

خلافت نامہ

خلافت نامہ کے مضمون کا عربی سے اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لئے مخصوص ہیں، جس نے محبت والوں کی آنکھوں سے تاریکی کا پردہ اٹھا دیا اور اپنے پاکیزہ نور سے معرفت کا مستحکم راستہ دکھلایا اور ان کے نفوس کو دنیا کی طرف راغب ہونے سے پاک کر دیا یہاں تک کہ وہ لوگ پرہیزگاری کے راستہ پر چل پڑے اور جس نے انہیں یقین کامل کے گھاٹ پر پہنچا دیا کہ ان کے دلوں سے شک اور عناد کا مادہ ختم ہو گیا اور ان کی سمجھ کے پیالے کو ان امداد سے جو پے در پے ان پر اترتی رہیں علوم کی باریکیوں سے بھر دیا ان کے چہروں پر معرفت کی تروتازگی نمایاں ہونے لگی اور بہت بڑی کامیابی کی خوشخبری دی گئی اور ندا آئی کہ ان کے دلوں میں بے شک ہمارا شوق ہے، جس میں کمی نہیں۔ وہی اللہ دائمی جبروت اور اصلی جبروت والا ہے۔ اس کا بزرگ نام ہمیشہ رہنے والا ہے۔ تنہا اسی کو بقا ہے۔ آسمان اور زمین میں یکتا ہے، اپنے علم اور بڑائی میں اپنے خاص بندوں کو یاد کرتا ہے۔ جو اس کو یاد کرتے ہیں ان کی امید بھری دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ بہت زیادہ نعمتوں کا دینے والا اور احسان کرنے والا ہے اپنی مخلوق پر قیامت کے دن اور اس دن جس روز حساب وکتاب کی پیشی ہوگی۔ میں تعریف کرتا ہوں اس بات پر کہ اس نے مجھے درستگی عطا فرمائی اور اس بات پر کہ اس نے مجھے اپنی دوری سے بچالیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کوئی اس کا شریک نہیں، وہی دائمی، ابدالاباد

کے لئے ہے۔ میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار ہمارے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں جو تمام بندوں کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔

پس میں نے اجازت دی اپنے ولی بیٹے کو اور خلیفہ اور جانشین کر دیا اس کو اس ارشاد کے ساتھ کہ طریقہ قادریہ کے طور پر کتاب اور سنت کو اپنے اوپر لازم کر لے، چونکہ مجھ کو اس پر اعتماد ہے اور میں ان تمام چیزوں کی اجازت دیتا ہوں کہ جن کی اجازت میرے والد اور مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مجھ کو دی ہوئی ہے اور یہ کہ مجھ کو اور ہمارے مشائخ کرام کو اور اصول وفروع کو اور عامۃ المسلمین کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرے گا۔

(خلافت دینے والے کا)

دستخط ....

مہر ....

تاریخ ....

باب چہارم

فضیلت حضور غوث پاک

قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناقب حضرت غوث اعظم (قدس سرہٗ)

القطب الربانی، محبوب سبحانی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی اور آپ کی کرامات ومکاشفات اور مقبولیت یزدانی سے ہر چھوٹا بڑا واقف ہے کیونکہ آپ مادرزاد ولی اور محبوب پیدا ہوئے تھے۔ جو بحالت شیر خواری بھی ماہ رمضان المبارک کے احترام میں روزہ دار رہے اور اس کے بعد مدرسہ جانے کے وقت فرشتے آپ کی نگہداری پر متعین رہے، ڈاکوؤں کے سامنے بھی جھوٹ منہ سے نہ نکلا نہ خوف زدہ ہوئے، والدہ ماجدہ کی اجازت سے بغداد شریف تشریف لاکر علوم شرعی کی تحصیل فرمائی۔ اس کے بعد بڑے بڑے مجاہدے اور بھاری بھاری ریاضتیں کیں، ۲۵ سال متواتر عراق کے جنگلات میں بے آب ودانہ عبادت اور ریاضت میں مشغول رہے۔ ۴۰ سال بلاناغہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز مع ورد و وظائف متعلقہ ادا فرماتے رہے حتی کہ اللہ تبارک وتعالٰی کے خاص فضل وکرم سے غوثیت وخلافت کا بلند ترین مرتبہ حاصل کر کے تمام اولیاءِ دہر پر سبقت لے گئے اور ہدایت خلق پر متعین ہوئے اور

وَ كُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَ اِنِّيْ
عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

کے بلند آہنگ کلمات فرمانے کے مستحق ٹھہرے۔ ان تمام حالات وکرامات وارشادات وغیرہ کے متعلق ہر زمانہ کے سوانح نویسوں، تذکرہ نگاروں اور تاریخ دانوں بلکہ بڑے بڑے ذی اقتدار، خدارسیدہ بزرگوں نے بڑی بڑی معتبر اور جامع ضخیم کتابیں تصنیف وتالیف کر کے شائع کرا کر تبلیغ واشاعت کی غرض سے خلق خدا میں تقسیم فرما کر ثواب عظیم حاصل کیا ہے، جواب بھی ہر زبان میں اور ہر شہر و دیار میں ہر کتب خانہ سے

دستیاب ہوسکتی ہیں۔مگر ان میں یہ مضامین بہت کم ہی ملیں گے،جواس کتابچہ میں درج ہوئے ہیں، چنانچہ بخوف طوالت آنحضور قدس سرہ العزیز کے زندگی کے حالات اورکشف وکرامات کے مذاکرات کی گنجائش یہاں نہ پاکرصرف آپ قدس سرہ العزیز کے فرمودہ ومعلمہ ومستعملہ ورد ووظائف ،شریعت وطریقت کے مراحل ومنازل ،اصول تصوف وفقہ،مجاہدہ اورریاضت کی تراکیب اورنفس کشی اورواصل باللہ ہونے کے طریقے اورراز حقیقت اورسر معرفت وغیرہ وغیرہ اصول اسلام کے چیدہ گوہر بے بہا معرض تحریر میں لائے گئے ہیں۔جن پر عمل پیرا ہونے سے اگر فضل خدا شامل حال رہے تو (۱۰۰%) سو فی صد کامیابی کی واثق امید ہے۔نیز خاندان گیلانیہ بغدادیہ ونقیب الاشراف ومتولیان اوقاف وداعیان قادریہ کے متعلق اورصحیح صحیح حقداران ومسند نشینان دربار عالیہ کے بارے میں ضروری کوائف مہیا کردیے ہیں، اپنے اپنے موقعہ محل پرناظرین وقارئین ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ

شجرہ نسب عالیہ مبارکہ غوث پاک (قدس سرہ العزیز)

القطب الربانی والفرد الجامع الصمدانی محبوب سبحانی ابو محمد محی الدین السید الشیخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بن امام الشریف حضرت ابی صالح الملقب سیدنا موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ بن امام الشریف سیدنا عبداللہ جیلانی رضی اللہ عنہ (جو پہلے پہل جیلان میں پیدا ہوئے) بن امام الشریف سیدنا یحییٰ الزاہد رضی اللہ عنہ (جنہوں نے سب سے پہلے جیلان میں سکونت اختیار کی) بن امام الشریف سیدنا محمد رضی اللہ عنہ بن امام الشریف سیدنا داؤد رضی اللہ عنہ بن امام الشریف سیدنا موسیٰ رضی اللہ عنہ بن امام الشریف سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بن امام الشریف سیدنا موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ بن امام الشریف سیدنا عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ بن امام الشریف سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ بن امام الشریف سیدنا امیر المؤمنین وامام المتقین حضرت حسن رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بن امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب حل المشکلات والنوائب ابن عم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وزوج البتول علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ہمیسع بن جمیل بن قیدار بن حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام وعلی نبینا محمد افضل الصلوۃ والسلام۔

سلسلہ مادری

حضور قدس سرہ العزیز کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام الخیر، لقب امۃ الجبار اور اسم مبارک فاطمہ بنت سیدنا حضرت عبداللہ صومعی الحسینی رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت ابی جمال رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت محمود رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت طاہر رضی اللہ عنہ

بن سیدنا حضرت ابی عطار رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت ابی کمال رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ بن حضرت ابی علاؤ الدین رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بن حضرت امام المتقین وامیر المؤمنین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا شہید کربلا بن حضرت امام المؤمنین اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب حل المشکلات والنوائب ابن عم رسول وزوج بتول علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف

شجرہ ہائے پدری و مادری کی رو سے حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز والد بزرگوار کی جانب سے حسنی اور والدہ محترمہ کی طرف سے حسینی سید اہل بیت مطہرہ سے ہیں۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ وَ اَرْضَاھُمْ عَنَّا

شجرہ پیشوائی

السید شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ممدوح الصدر نے خرقہ شریف حضرت ابوسعید المبارک المخزومی رضی اللہ عنہ سے پہنا، انہوں نے حضرت ابوالحسن علی بن محمد القرشی الہنکاری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت ابوالفضل عبدالواحد التمیمی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے شیخ حضرت ابوبکر شیخ شبلی سے، انہوں نے حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے ماموں حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے شیخ حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے مرشد قبلۃ الباطن حضرت سید ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت سید جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت سید محمد باقر رضی اللہ عنہ

سے ،انہوں نے اپنے مرشد ووالد سید زین العابدین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے مرشد ووالد سید شباب اہل جنت ونور نظر اہل سنت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے ،انہوں نے اپنے مرشد ووالد حضرت امام امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی طالب سے، انہوں نے اپنے مرشد وہادی وپیشوا حضرت محمد احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب لولاک لما، مالک ہر دوسرا،محبوب رب کبریا سے۔

ایک اور سند کے مطابق حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ نے اپنے مرشد حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ سے ،انہوں نے اپنے مرشد حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے ،انہوں نے اپنے مرشد خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ،انہوں نے اپنے مرشد وپیشوا حضرت امام امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہہ سے ،انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ،آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے۔

آپ کی اولاد واہل بیت مطہرہ کے اسمائے گرامی

۱......السید الشیخ الحبیب النسیب الشریف الامام المقتدیٰ حضرت عبدالرزاق قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ۔

۲......السید الشیخ الحبیب النسیب حضرت عبدالعزیز قادری جیلانی رضی اللہ عنہ

۳......السید الشیخ الحبیب النسیب حضرت عبدالجبار قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۴......السید الشیخ الحبیب النسیب حضرت عبدالوہاب قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۵......السید الشیخ الحبیب النسیب حضرت عبدالغفار قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۶......السید الشیخ الحبیب النسیب حضرت عبدالغنی قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۷......السید الشیخ الحبیب النسیب حضرت صالح قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۸......السید الشیخ الحبیب النسیب حضرت محمد قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۹......السید الشیخ الحبیب النسیب حضرت شمس الدین قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۱۰......السید الشیخ الحیب النسیب حضرت ابراہیم قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۱۱......السید الشیخ الحیب النسیب حضرت یحیٰ قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ (سب سے چھوٹے)

دختر نیک اختر آں حضور رضی اللہ عنہ سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا والدہ ماجدہ مکرمہ ومحترمہ آں حضور رضی اللہ عنہ۔ سیدہ فاطمہ ام الخیر امۃ الجبار رضی اللہ عنہا بنت سید عبداللہ صومعی حسنی حسینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان میں سے صرف تین حضرات سیدنا عبدالرزاق، سیدنا عبدالعزیز، سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہم کی اولاد ہوئی۔ جو بغداد شریف کے علاوہ دیگر اطراف واکناف میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ اس اولاد پاک میں سے آپ قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سیدنا شیخ المشائخ الحیب النسیب امام المقتدا، صاحب السمو والسماحۃ عبدالعزیز رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا سب سے زیادہ علم وفضل، رضا وتوکل، ادب وآداب، زہد وتقویٰ میں مشہور ہوئے اور ان کی اولاد الاولاد نے اپنے جد امجد کے قدم بقدم گامزن ہو کر عالم اسلام میں وہ شہرت اور نام حاصل کیا جس کے متعلق کتب اسلامیہ کے مصنفین وتاریخ ہائے عراق وعرب کے مؤرخین، تذکرہ نویس وافسانہ نگار وغیرہ وغیرہ رطب اللسان ہیں اور انہوں نے ہی اپنے جد اعلیٰ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے روحانی فیوض وبرکات اور علوم وحسنات سے فائز المرام وشاد کام اور واصل حق ہونے کے بعد جائے دفن یعنی بغداد (عراق) کو اپنا مسکن بنا کر روضہ مقدسہ کی تعمیر وتطہیر اور مسجد جامع ومدرسہ قادریہ کی حفاظت، درس وتدریس کا نظم ونسق اور اوقاف وجائیداد قادریہ کا انتظام، مہمانوں کی خاطر داری، دیگر ممالک سے رابطہ محبت وسلسلہ تبلیغ واشاعت وغیرہ محکم کرنے کے علاوہ شاہان عباسیہ وعثمانیہ ووالیان حکومت عراقیہ موجودہ اور جملہ مخلوق عالم کو اپنا گرویدہ بنا کر نقیب السادات والاشراف کا بلند ترین مرتبہ حاصل کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روئے عالم کے حکمران، سجادہ نشین اور ہر سلسلہ فقر کے بادیان متین اور ہر مسلک وسلوک کے کاملین بلکہ درویش وعالم بڑے بڑے خدار سیدہ مسکینوں کی طرح گدا بن کر دست حاجت دراز کر کے اور حاجات طلب کرنے کو فخر دارین سمجھتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ غیر اسلامی طبقہ میں بھی بہت

سے ذی شعور آپ کی قدر و منزلت جانتے ہوئے حاجتیں طلب کرتے اور نذرانے دنیازیں گزارتے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ یہ اکابر خاندانِ جیلانیہ بغدادیہ وہ حضرات ہیں کہ جب میدان میں کھڑے ہوں یہی بادشاہ ہیں۔ جب پکڑنا چاہیں، یہی زبردست ہیں۔ جب گفتگو کریں یہی علماء ہیں، جب کسی مسئلہ پر دلیل دیں یہی مجیب و ادیب ہیں اور جب ذکرِ الٰہی میں بیٹھیں تو یہی عبادت گزار ہیں، جب کسی پر ناراض ہوں یہی سلاب الاحوال ہیں، ان کے ایسے ایسے کارہائے نمایاں ہیں جن سے ان کی شہرت تمام اطراف عالم میں پھیل گئی ہے اور جن کی خوشبو روئے زمین پر مہک رہی ہے اور جن کا ذکر صحراؤں میں بھی ہے اور آبادیوں میں بھی، غرض کہ اس خاندان جیلانیہ کے لئے وہ عالم گیر بلند تر عظیم الشان شہرت ہے کہ دوسروں کی شہرت اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکی۔

حال ہی میں ایک کتاب موسومہ محبوب سبحانی در تذکرہ غوث صمدانی، قطب ربانی، شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ لاہور آرٹ پریس سے چھپوا کر نقیب زادہ پیر و مرشد طاہر علاؤالدین بن المرحوم نقیب الاشراف والسادات السید الشیخ حضرت حسام الدین القادری الجیلانی ساکن باب الشیخ بغداد شریف ملک عراق عرب نے بحیثیت سرپرست انجمن قادریہ دربار غوثیہ کوئٹہ مغربی پاکستان جو تقریر نشر فرمائی، اس میں اس خاندان گیلانیہ کے محاسن و کمالات کا تذکرہ مفصل طور پر درج ہے اور اس کتاب میں بھی ایک علیحدہ باب میں مذکور ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا سن و مقامِ ولادت

حضور قدس سرہ العزیز کی ولادت باسعادت کے متعلق تمام تذکرہ نویسوں اور سوانح حیات نگاروں بلکہ جملہ محققین نے متفقہ طور پر ثابت کیا ہے کہ آپ کی ولادت ملک ایران صوبہ طبرستان کے علاقہ گیلان یا جیلان کے نیف نامی قصبہ میں گیارہ ربیع الثانی ۴۷۰ھ کو سادات کے ایک خاندان (جو دو تین پشتوں سے یہاں آباد تھا) میں ہوئی۔ جس کی وجہ

سے حضور جیلانی یا گیلانی کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اور بغداد شریف ملک عراق عرب میں گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ۹۱ سال عمر پا کر واصل بحق ہوئے۔ شجرہ نسب و شجرہ مادری پیشتر ازیں درج کیا جا چکا ہے جس کی رو سے اظہر من الشمس ہے کہ حضور قدس سرہ العزیز والد محترم کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں۔

حضور قدس سرہ العزیز کی کمالیت اور سیادت کا ثبوت

علامہ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ رمضان المبارک میں روزے کے اوقات میں اپنی والدہ محترمہ کے دودھ کو منہ نہ لگاتے تھے، اس لئے اس بات کی شہرت تمام شہر بلکہ اطراف و جوانب میں پھیل گئی کہ سادات کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو اوقات صوم کے دوران میں دودھ نہیں پیتا۔ یہ امر مسلم ہے کہ ثبوت نسب کے لئے شہرت شہری بلکہ شہرت خلق ایک ضروری جزو ہے۔ جہاں کوئی رہائش رکھتا ہے وہاں اس کے حسب اور نسب سے سب واقف ہوتے ہیں۔ لہذا عوام میں اس بات کا چرچا ہونا کہ سادات کے ایک گھرانے میں ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک میں اوقات صوم کے اندر دودھ نہیں پیتا۔ آپ کی محبوبیت کی بین دلیل ہے اور یہ شہرت بلدی حضور قدس سرہ العزیز کی سیادت کا واضح اور صریح ثبوت ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

حضور قدس سرہ العزیز کا حلیہ شریف

شیخ موفق الدین قدامۃ القدسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ السید حضرت محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نحیف البدن تھے۔ ان کا قد مبارک متوسط ان کے ابرو باریک و باہم پیوستہ، ان کا گنجینۂ معرفت سینہ کشادہ، انکی ریش اقدس گھنی طویل و عریض، آواز خوشنما اور دلربا تھی۔ نیز ابو عبداللہ بن محمد بن خضر حسنی موصلی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ میں تیرہ سال تک حضور کی خدمت اقدس میں رہا لیکن اس عرصہ میں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کے بدن مبارک پر مکھی بیٹھی ہو یا کسی

قسم کا میل یا پسینہ نکلا ہو۔

حضور قدس سرہ العزیز کے خصائل حمیدہ

آپ کا سکوت بہ نسبت کلام کرنے کے زیادہ ہوتا تھا۔ اپنے مدرسہ سے سوائے جمعہ کے دن کے کبھی باہر تشریف نہ لے جاتے، وہ بھی جامع مسجد اور مسافر خانہ تک۔ آپ کے دست مبارک پر بڑے بڑے معززین شہر نے توبہ کی اور بڑے بڑے یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ سچی بات منبر پر کھڑے ہو کر فرما دیا کرتے تھے اور ظالموں کی مذمت فرماتے ہر کہ ومہ آپ قدس سرہ العزیز کی نہایت تعظیم وعزت کرتا تھا۔ جتنی کرامات آپ سے ظہور پذیر ہوئیں، کسی سے آج تک نہیں ہوئیں نہ زمانہ نے آپ جیسا پیدا کیا۔ تمام ولیان عصر اور تذکرہ نویسان دہر متفقہ طور پر اس بات کے قائل ہیں اور اپنی اپنی تصنیف وتالیف کردہ کتابوں میں یہ فضیلت درج کرتے آئے ہیں کہ آپ بدعت کو مٹاتے اور سنت کو جاری کرتے تھے۔ راست گوئی آپ کا شیوہ تھا۔ عمر میں کبھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا۔ آپ حسیب ونسیب نجیب الطرفین تھے، اپنے جد امجد سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی حدیث پاک کے حافظ تھے، حنبلی المذہب تھے اور ان کے شیخ وقت، فقیہ وصالح اور نہایت ہی رقیق القلب تھے ہمیشہ ذکر وفکر میں رہا کرتے تھے۔ وعظ گوئی اور مافی الضمیر بیان کرنا آپ ہی کا حصہ تھا۔ شریعت کے سخت ترین پابند تھے، خلوت، سیاحت، مجاہدہ، محنت ومشقت، مخالفت نفس، کم خوری، کم خوابی آپ کا شیوہ تھا، جنگلوں اور بیابانوں میں رہ کر عبادتیں کرنا آپ کا معمول تھا، زہد وریاضت کے متعلق سخت سے سخت امور آپ اختیار فرماتے تھے۔ قدوۃ العارفین، سلطان المشائخ سردار اہل طریقت اور مقبول خاص وعام خلیق اور سخی تھے۔ پسینہ آپ کا خوشبودار تھا مکھی جسم اطہر پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔ شیخ حماد الدباس الزاہد کی خدمت میں رہ کر طریقہ آپ نے حاصل کیا۔

آپ کا کلام بآواز بلند و بسرعت ہوا کرتا تھا۔ نیک بات بتانے اور برائی سے روکنے کے سوا اور کسی بات میں نہ بولتے۔

آپ کا دسترخوان وسیع تھا، جس پر آپ اپنے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ غرباء و مساکین کے ساتھ آپ قدس سرہ العزیز زیادہ بیٹھا کرتے، طالب علم آپ کے پاس بکثرت موجود رہتے، ہر کوئی یہ سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ حضور کی نظر میں وقعت و عزت اسی کی ہے۔

آپ نہ کبھی امراء و روٴسا کی تعظیم کے لئے اٹھے اور نہ کبھی وزراء و سلاطین کے دروازے پر تشریف لے گئے اور نہ کبھی ان کے فرش فروش پر بیٹھے اور نہ ہی کبھی ان کے ہاں کھانا کھایا۔ خلیفۃ الوقت کو نامہ تحریر فرماتے تو اس طرح لکھتے، عبدالقادر تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے یا تم پر اس کا حکم نافذ اور اس کی اطاعت واجب ہے۔

بیانات و بشارات بزرگان بحق غوث دوراں شاہ جیلاں

ا...... البشارۃ المحمدیۃ میں مرقوم ہے کہ:

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے مہدی کے متعلق تشریح طلب کی کہ وہ کون ہیں؟ اور کب تشریف لائیں گے۔؟ آپ نے جواباً فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہادی ہے اور مہدی (ہدایت یافتہ) آپ رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور میں بھی ہوں بلکہ ہر صاحب رشد و ہدایت مہدی ہے اور ہر زمانہ ماضی و مستقبل میں ظہور پذیر ہوتے آئے ہیں اور ہوتے چلے آئیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اولیاء کرام میں سب سے افضل و ارفع مقام ولایت کس کا ہے؟ جس پر خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بعد از خلفائے راشدین و اہل بیت مطہرہ ایک لڑکا الحسیب النسیب خاندان سادات حسنی و حسینی پیدا ہوگا جس کا مقام خلافت ہے (جو کہ تمام مقامات غوثیت و قطبیت سے بلند و بالا ہے) اس کا اسم مبارک سید عبدالقادر جیلانی (قدس سرہ العزیز) ہوگا۔ اس کا ظہور پانچویں صدی

کے اخیر شہر بغداد ملک عراق میں ہوگا۔ سلطان الاولیا، اور رجال الغیب غوث وقطب اخیار وابرار اور اوتاد وابدال وغیرہ سب کے سب اس کے زیر فرمان اور مطیع ہوں گے۔ آپ کا لقب الغوث الاعظم والباز الاشہب ہوگا۔

''تذکرۃ الصوفیہ'' مؤلفہ حضرت محمد نعیم الجولانی رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ نمبر ۹۸ پر مندرج ہے کہ:

ایک روز حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں برسر منبر وعظ فرمارہے تھے کہ دفعتاً آپ کو یہ خیال گزرا کہ اولیائے کرام میں سے آج تک میرے ہم مرتبہ یا ہم پلہ یا برتر وبالا صاحب کشف وکرامت بزرگ کامل نہ ہی کوئی ہوا ہے، نہ قیامت تک ہوگا۔ چنانچہ مجلس وعظ میں اس خیال کے اظہار کا ارادہ کیا ہی تھا۔ تاحال کوئی کلمہ زبان مبارک سے نہ نکالا تھا۔ کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی روح مقدس نے آپ کے باطن پر تجلی فرمائی جس کی ہیبت سے بے ہوش ہوکر منبر سے نیچے گر پڑے۔ دیر کے بعد جب ہوش میں آئے فوراً فرمانے لگے کہ مجھ سے افضل واعلیٰ بلند وبرتر مراتب ومنازل علیہ کا حامل ایک فرد حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس سرہ العزیز بغداد (عراق) میں ظہور پذیر ہوں گے جن کا سورج تا ابدالاباد فلک الافلاک پر جلوہ ریز ہوگا اور کبھی بھی غروب نہ ہوگا۔ تمام مقربین درگاہ الٰہی سے ان کی شان اور ان کا مرتبہ بلند ترین ہوگا۔

۳.....شیخ ابوسلیمان المنجبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک دن شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ سے اس وقت بیان کیا گیا کہ بغداد میں ایک شریف نوجوان کی جس کا نام سید عبدالقادر قدس سرہ العزیز ہے بڑی شہرت ہورہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی شہرت آسمان میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ ملاء اعلیٰ میں یہ نوجوان باز اشہب کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ عنقریب زمانہ آئے گا کہ امر ولایت انہی کی طرف منتہی ہوجائے گا اور انہی سے صادر ہوا کرے گا۔

۴.....ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ: میں نے ابوشجاع رحمۃ اللہ علیہ کی

تاریخ میں دیکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ:

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ شیخ حماد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لا کر مؤدب ہو کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے گئے تو آپ کے شیخ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اس عجمی کا مرتبہ بہت عالی ہوگا۔ حتیٰ کہ اس کا قدم اولیائے زمانہ کی گردن پر رکھا جائے گا۔

۵......ایک دفعہ آپ کے شیخ حماد رضی اللہ عنہ سے آپ کا ذکر آیا۔ آپ اس وقت عالم شباب میں تھے تو آں حضرت نے آپ قدس سرہ العزیز کی نسبت فرمایا کہ میں نے اس کے سر پر دو جھنڈے دیکھے ہیں، جو زمین سے لے کر ملکوت اعلیٰ تک پہنچتے ہیں اور افق اعلیٰ میں ان کے نام کی شہرت ہے۔

۶......شیخ ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

۵۲۳ھ کا واقعہ ہے کہ میں بغداد میں حضرت شیخ حماد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے ایک طویل اور عجیب تقریر کی تو شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، عبدالقادر قدس سرہ العزیز تم عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ خدا تمہاری کسی بات پر تم سے مواخذہ کرنے لگے؟ تو حضور ممدوح نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا آپ نور قلب سے ملاحظہ فرمائیے کہ میری ہتھیلی پر کیا لکھا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اٹھالیا، اس پر شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ان کی ہتھیلی میں لکھا دیکھا ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے ستر (۷۰) بار عہد لیا ہے کہ وہ ان سے مواخذہ نہ کرے گا۔ پھر شیخ موصوف نے فرمایا اب کوئی مضائقہ نہیں۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۷......شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ:

ہمارے شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ جب آپ کا ذکر کرتے تو فرمایا کرتے تھے کہ عراق میں پانچویں صدی کے درمیان شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوں گے

ان کے علم وفضل پر سب کو اتفاق ہوگا۔ مجھ پر مقام اولیاء کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ ان میں بھی آپ سب سے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ پھر مجھ پر مقام مقربین کا کشف کیا گیا تو دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ پھر مجھ پر اہل کشف کے حالات کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ مقامات پر ہیں۔ آپ کو وہ مظہر عطا فرمایا جائے گا جو کہ بجز صدیقین اور اہل توفیق الٰہی کے اور کسی کو عطا نہیں ہوتا آپ ان علمائے ربانی سے ہوں گے جن کے اقوال وافعال کی تقلید اور پیروی کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ آپ قدس سرہ العزیز کی برکت سے اپنے بہت سے بندوں کو عالی درجات عطا فرمائے گا۔ آپ قدس سرہ العزیز ان اولوالعزم اولیاء اللہ میں سے ہوں گے جن پر قیامت کے دن فخر کیا جائے گا۔

۸......شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ سے باسناد بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز انہوں نے اپنے مریدوں سے بیان کیا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی شخص جو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ عالی رکھتا ہوگا اور شریف حسنی وحسینی خاندان سے متعلق ہوگا، ظاہر ہو کر سکونت اختیار کرے گا۔ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہے گا اور تمام اولیائے زمانہ اس کی پیروی کریں گے۔

۹......شیخ عبداللطیف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ شیخ عزاز مستودع البطائحی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک عجمی شریف نوجوان عبدالقادر قدس سرہ العزیز داخل ہوا ہے۔ یہ نوجوان عن قریب نہایت ہیبت وعظمت وجلال وکرامات کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اور حال واحوال اور درجہ محبت میں سب پر غالب رہے گا۔ تصرف کون اسے سونپ دیا جائے گا۔ بڑے چھوٹے سب اس کے زیر حکم ہوں گے۔ قدر ومنزلت میں اسے قدم راسخ اور معارف حقائق میں اسے ید بیضا حاصل ہوگا۔ مقام حضرت القدس میں زبان کھول سکے گا۔ صاحب مراتب ومناصب ہوگا۔

۱۰......شیخ مذکور پھر بیان فرماتے ہیں کہ اسی طرح ایک بڑی جماعت نے آپ قدس

سرہ العزیز کے متعلق شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ منصور البطائحی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو شیخ عبدالقادر قدس سرہ العزیز کا ذکر ہوا تو آپ نے ان کی نسبت فرمایا کہ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی وقعت اور منزلت زیادہ اور مرتبہ عالی ہوگا۔ وہ ایسے حال میں وفات پائیں گے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے نزدیک روئے زمین پر ان سے زیادہ اور کوئی محبوب نہ ہوگا۔ تم میں سے جو کوئی اس وقت تک زندہ رہے اسے لازم ہے کہ ان کی عزت وحرمت کو پہچانے اور ان کی قدر کرے۔

۱۱...... شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہمارے تاج العارفین شیخ ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ قدس سرہ العزیز اس وقت عالم شباب میں تھے۔ جب کبھی بھی ہمارے شیخ موصوف کی خدمت میں تشریف لاتے تو شیخ موصوف ان کی تعظیم کے لئے اٹھتے اور حاضرین سے بھی فرماتے کہ ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اٹھو۔ بعض اوقات آپ دس پانچ قدم آپ کے استقبال کے لئے بھی آگے بڑھتے۔

ایک دفعہ لوگوں نے آپ کی اس درجہ تعظیم کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا یہ نوجوان ایک عظیم الشان شخص ہوگا۔ جب اس کا وقت آئے گا تو ہر خاص وعام اس کی طرف رجوع کرے گا۔ اس وقت ہمارے شیخ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ بغداد میں، میں انہیں دیکھ رہا ہوں، ایک مجمع کثیر میں "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہہ رہے ہیں وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے اور تمام اولیاء وقت کی گردنیں ان کے سامنے نیچی ہوں گی۔ یہ سب کے قطب وقت ہوں گے تم میں سے جو کوئی ان کا وقت پائے تو اسے چاہیے کہ ان کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرلے۔

۱۲...... شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے شیخ ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ تخت پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے ہم سخن تھے کہ اتنے میں آپ کی خدمت میں حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز تشریف لائے۔ آپ اس وقت خاموش ہو گئے اور شیخ موصوف کو مجلس سے نکال دینے کا حکم دیا۔ جس پر آپ قدس سرہ العزیز کو مجلس سے نکال دیا گیا دوبارہ پھر تشریف لائے اور آپ نے قطع کلام کر کے پھر نکلوا دیا اور پھر لوگوں سے مخاطب ہوئے۔ آپ پھر تیسری دفعہ تشریف لائے تو اس دفعہ آپ نے تخت سے اتر کر حضور قدس سرہ العزیز سے معانقہ کیا اور آپ کی پیشانی چومی اور حاضرین سے فرمایا کہ اہل بغداد! ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اٹھو۔ میں نے ان کی اہانت کے لئے ان کو نکالنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ صرف اس لئے کہ تم انہیں اچھی طرح پہچان لو پھر آپ نے فرمایا: عبدالقادر قدس سرہ العزیز آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور عنقریب یہ وقت تمہارے ہاتھ آئے گا۔ ہر ایک چراغ روشن ہو کر بجھ جاتا ہے مگر تمہارا چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی جائے نماز، تسبیح، قمیص، پیالہ اور اپنا عصا حضور قدس سرہ العزیز کو دیا۔ جب مجلس ختم ہو چکی تو آپ منبر سے اترے اور حضور ممدوح کے ہاتھ تھامے ہوئے اخیر سیڑھی پر بیٹھ گئے اور لوگوں کے روبرو آپ سے فرمایا کہ عبدالقادر قدس سرہ العزیز تمہارا بھی عظیم الشان وقت ہوگا، تو اس وقت تم اس سفید داڑھی کو یاد رکھنا، یہی کہتے ہوئے آپ کی روح پرفتوح پرواز کر گئی۔ رضی اللہ عنہما

۱۳...... محمود المتعال رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں نے والد بزرگوار کو کہتے سنا کہ میں شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، اتنے میں حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ العزیز تشریف لائے اس وقت آپ عالم شباب میں تھے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

مَرْحَبًا بِالْجَبَلِ الرَّاسِخِ وَ الطَّوْدِ الْمُنِيْفِ لَا يَتَحَرَّكُ ۔

یعنی اے بلند پہاڑ کا آنا جو کسی طرح سے بھی جنبش نہیں کر سکتا مبارک ہو۔

پھر اپنے بازو پر آپ کو بٹھا لیا، جب آپ بیٹھ گئے تو آپ قدس سرہ العزیز سے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ حدیث اور کلام میں کیا فرق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حدیث

وہ ہے جس کی خواہش کی جائے جیسا کہ سوال وجواب میں ہوتا ہے اور کلام وہ ہوتا ہے جو دل پر چوٹ کرے یعنی دل پر اپنا گہرا اثر ڈالے۔ چنانچہ دل کا بیدار ہو جانے کی خواہش سے بے قرار ہونا اعمال سے افضل ہے۔ یہ سن کر شیخ موصوف نے فرمایا تم سید العارفین ہو تمہارا عدل وانصاف مشرق ومغرب تک پہنچے گا، تمہارے قدم کے نیچے اولیائے زمانہ اپنی گردنیں بچھادیں گے، تمہارا رتبہ عالی ہوگا تم اپنے اقران وامثال سے فائق وفائز اور ممتاز ہوگے۔ رضی اللہ عنہما

۱۴...... شیخ مسلمہ بن نعمہ السروجی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اس وقت قطب وقت کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ قطب وقت اس وقت مکہ معظمہ میں ہیں اور ابھی لوگوں پر مخفی ہیں۔ انہیں صالحین کے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا اور عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ عنقریب ایک نوجوان عجمی کہ جس کا نام عبدالقادر قدس سرہ العزیز ہوگا، بغداد میں حاضر ہوگا، کرامات اور خوارق عادات ان سے بکثرت ظاہر ہوں گے۔ یہی غوث وقطب ہیں جو کہ مجمع عام میں "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمائیں گے اور اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے۔ تمام اولیائے وقت ان کے قدم کے نیچے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ ان کی ذات بابرکات سے لوگوں کو بہت نفع پہنچائے گا۔

ہم عصر بزرگ اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ العزیز کا مقام فضیلت

۱...... شیخ ابوالبرکات صخر بن صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں کہ اولیاء زمانہ میں سے غوث صمدانی قدس سرہ العزیز سے ہر ایک کا عہد تھا کہ وہ اپنے ظاہر وباطن میں بغیر اجازت آں حضور کے کچھ تصرف نہ کر سکیں گے۔ آپ کو مقام حضرت القدس میں ہم کلام ہونے کا مرتبہ حاصل تھا۔ آپ ان اولیاء کرام میں سے ہیں جن کو حیات وممات دونوں میں تصرف تام حاصل ہوتا ہے۔

۲......شیخ ابوالغنائم بطائحی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ چار شخص آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں میں نے کبھی نہ دیکھا تھا نہ ہی جانتا تھا۔ میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ تم ان سے اپنے لئے دعائے خیر وغیرہ کراؤ۔ میں مدرسہ کے صحن میں ان سے آملا اور دعا کرانے کا طلب گار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا تمہارے لئے خوش قسمتی کی بات ہے کہ تم ایسے شخص کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے خدا تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جس کی دعا کی برکت سے تمام مخلوق پر رحم کرے گا۔ دیگر اولیاء کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایہ عاطفت میں رہ کر ان کے حکم کے تابعدار ہیں۔ یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے۔ میں متعجب ہو کر آپ کے پاس واپس آیا تو قبل اس کے کہ میں کچھ عرض کروں آپ نے فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے تم سے کہا ہے میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا۔ میں نے عرض کی حضور قدس سرہ العزیز یہ کون لوگ تھے؟ آپ نے فرمایا یہ کوہ قاف کے رؤسا تھے جواب اپنی اپنی جگہ پر پہنچ بھی گئے۔

۳......شیخ ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مرید کے شیخ سے افضل نہیں ہو سکتا۔

۴......قدوۃ العارفین شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا مقام "مَعَ اللّٰہِ وَ فِی اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ" تھا جس کے سامنے بڑی بڑی قوتیں بیکار تھیں۔ آپ بہت سے متقدمین میں سے سبقت لے کر ایسے مقام میں پہنچے تھے کہ جہاں تنزل ممکن نہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی تحقیق و تدقیق کی وجہ سے آپ کو ایک بہت بڑے بلند و ذی مقدرت مقام پر پہنچایا تھا۔

۵......موصوف الصدر رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" فرمایا تو اس وقت آپ کے دل پر

تجلیات الٰہی ہو رہی تھیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آپ کو ایک خلعت بھیجا گیا تھا۔ یہ خلعت ملائکہ مقربین نے لاکر اولیاء کرام کے مجمع عام میں آپ کو پہنایا۔ اس وقت ملائکہ ورجال غیب آپ کی مجلس کے گرداگرد صف بصف ہوا میں اس طرح کھڑے ہوئے تھے کہ آسمان کے کنارے نظر نہیں آسکتے تھے۔ اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہیں تھا کہ جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔

٦...... موصوف الصدر رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا ہے کہ میں نے کئی دفعہ جناب سرور کائنات ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام کو آپ قدس سرہ العزیز کی مجلس میں رونق افروز ہوتے دیکھا نیز میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ فضا میں انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ چاروں طرف گھوم رہی ہیں اور فرشتوں اور رجال الغیب کی جماعتیں آپ کی مجلس میں آتی تھیں اور ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو بھی میں نے آپ کی مجلس میں بکثرت آتے دیکھا۔ ایک دفعہ خضر علیہ السلام سے آپ کی مجلس میں بکثرت آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا جسے فلاح مطلوب ہوگی وہ اس مجلس میں ہمیشہ آئے گا۔

٧...... شیخ ابو محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے شیخ علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے سنا کہ وہ ایک شخص سے کہہ رہے تھے کہ اگر تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کو دیکھتے تو گویا تم ایک ایسے شخص کو دیکھتے کہ جس نے اپنے پروردگار کی راہ میں اپنی ساری قوت منادی اور اہل طریقت کو قوی کر دیا ہے۔ آپ کا سراپا وصفاً وحکماً وحالاً توحید تھا اور آپ کی تحقیق ظاہراً و باطناً شریعت تھی اور فراغت قلبی اور ہستی فانی و مشاہدہ الٰہی آپ کا وصف تھا۔ آپ ایسے مقام پر تھے جہاں شک وشبہ کو مطلقاً گنجائش نہ تھی اور نہ آپ کے مقام سر میں اغیار کے جھگڑے کا موقع مل سکتا تھا اور نہ قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی۔ ملکوت اکبر آپ کے پیچھے رہ گیا تھا اور ملک اعظم آپ کے قدموں کے نیچے

تھے۔

۸......شیخ ابومدین بن شعیب المغربی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے مشائخ مشرق ومغرب کا حال دریافت کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا حال بھی دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا کہ وہ امام الصدیقین وحجۃ العارفین اور روح معرفت ہیں۔تمام اولیاء اللہ کے درمیان انہیں تقرب حاصل ہے۔

۹......شیخ محمد بن ابی العباس الخضر الحسینی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ ۵۵۱ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مدرسہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ مشائخ بحروبر جمع ہیں ،جن کے صدر آپ ہیں۔ان میں سے بعض کے سر پر صرف عمامہ اور عمامہ پر ایک چادر اور بعض کے سر پر دو چادریں اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دیکھیں۔میں اپنے خواب میں سوچتا رہا کہ آپ کے عمامہ پر تین چادریں کیسی ہیں اتنے میں میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے سرہانے کھڑے فرمارہے ہیں کہ ایک شریعت کی دوسری حقیقت کی اور تیسری عظمت کی۔

۱۰......شیخ بقا بن بطو النہرملکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم الاغرب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعی بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نے میرے ماموں سیدی حضرت شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے جو"قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمایا ہے تو کیا آپ فی الواقع اس کے کہنے پر مامور تھے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا بے شک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے۔

۱۱......پھر آپ موصوف الصدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی مجلس میں حاضر ہوا۔اس وقت آپ تخت کی پہلی سیڑھی

پر وعظ فرمار ہے تھے۔ اس اثنا میں آپ اپنا کلام کر کے تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر نیچے اتر آئے، پھر دوبارہ تخت پر چڑھے اور دوسری سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ میں نے اس وقت پہلی سیڑھی کو دیکھا کہ وہ نہایت وسیع ہوگئی اور اس پر ایک نہایت عمدہ فرش بچھ گیا جس پر سرور کائنات ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رونق افروز ہوئے اور اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے دل پر حق تعالیٰ نے تجلی کی، آپ اس کی برداشت نہ کر کے گرنے لگے تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تھام لیا۔ اس کے بعد آپ چڑیا کی طرح بہت چھوٹے سے ہوگئے پھر آپ بڑھ کر ایک ہیبت ناک صورت پر ہوگئے۔ بعد میں میں نے جناب سرور کائنات ﷺ اور آپ کے اصحاب کے اس طرح دکھائی دینے کی وجہ آپ سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے اور آپ کے اصحاب کی ارواح پاک نے ظاہری صورت اختیار کرلی تھی اور خدا تعالیٰ نے آپ اور اصحاب کی ارواح پاک کو یہ طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ حدیث معراج اس بات کی کافی دلیل ہے۔ اسی طرح جس کو اللہ تعالیٰ قوت عطا کر دیتا ہے وہ آپ کو بصورت احیاد یکھ بھی سکتا ہے۔ نیز میں نے اس وقت آپ کے چھوٹے ہوجانے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ پہلی تجلی کہ جس کو بدون تائید نبوی کے کوئی طاقت بشری برداشت نہیں کرسکتی۔ اس لئے اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز نہ ہوتے تو میں گر جاتا۔ لہذا آپ نے مجھے تھام لیا اور دوسری تجلی جلالی تھی کہ جس سے میں چھوٹا ہوگیا اور تیسری تجلی جمالی تھی کہ جس سے میں بڑھ گیا۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۱۲...... شیخ عبداللہ البطائحی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی حیات بابرکت میں مجھے شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو میں جا کر آپ ہی کے نزدیک ٹھہرا اور کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کچھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے

حالات جو کچھ آپ کو معلوم ہوں بیان کریں۔ میں آپ کے حالات بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے کہنے لگا کہ تم ہمارے سامنے آپ کے سوا اور کسی کا ذکر نہ کرو۔ اس پر آپ نے نہایت غصے ہو کر اس شخص کی طرف دیکھا تو فوراً یہ شخص گر کر مر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے؟ آپ وہ شخص ہیں کہ بحرِ شریعت جس کی داہنی طرف اور بحرِ حقیقت جس کی بائیں طرف، جس میں سے چاہے پانی بھر لے، آپ کا کوئی جواب نہیں، نیز میں نے آپ سے سنا کہ اس وقت آپ اپنے بھتیجوں شیخ ابراہیم الاغرب اور ان کے برادران شیخ ابوالفرج و شیخ نجم الدین احمد اولاد الشیخ علی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (اس وقت آپ ایک شخص کو جو بغداد جانے والے تھے، رخصت کر رہے تھے) اس بات کی وصیت کی کہ جب تم بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے پہلے اور کسی کی زیارت نہ کرنا خواہ وہ حینِ حیات ظاہری ہوں یا وفات پا گئے ہوں، کیونکہ آپ کے لئے عہد لیا جا چکا ہے کہ جو صاحب حال بغداد جائے اور سب سے پہلے آپ سے ملاقات نہ کرے تو اس سے اس کا حال سلب ہو جائے گا۔ اس پر افسوس ہے کہ جس نے آپ سے ملاقات نہ کی ہو۔

۱۳...... شیخ الاصفیاء، حضرت شہاب الدین عمر السہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۵۰۶ھ میں میرے عم بزرگوار حضرت شیخ ابو نجیب عبدالقاہر السہروردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں تشریف لائے۔ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ میرے عم بزرگ جب تک آپ کی خدمت میں بیٹھے رہے اس وقت تک آپ نہایت خاموش و مؤدب رہ کر آپ کا کلام سنتے رہے پھر ہم رخصت ہو کر مدرسہ نظامیہ کو جانے لگے تو میں نے راستہ میں آپ سے اس کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا کہ میں آپ کا کیوں ادب نہ کروں، حالانکہ آپ کو وجودِ تام اور تصرف کامل عطا کیا گیا ہے اور عالم ملکوت میں آپ پر فخر کیا جاتا ہے۔ عالم کون میں آپ اس

وقت منفرد ہیں۔ میں ایسے شخص کا کیونکر ادب نہ کروں کہ جس کو خدا تعالیٰ نے میرے اور تمام اولیاء کے دل اور ان کے حال واحوال پر قابو دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو انہیں روک لیں اور چاہیں تو انہیں چھوڑ دیں۔

۱۴......شیخ عبدالرحمٰن بن ابوالحسن علی بطائحی الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد گیا تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوا اور جب آپ کے حال اور آپ کی فراغت قلبی وغیرہ کے علاوہ آپ کے دیگر حالات کو میں نے دیکھا تو میں حیران رہ گیا۔ جب واپس آیا اور اپنے ماموں بزرگوار کو اس کی اطلاع دی تو وہ فرمانے لگے کہ میرے فرزند حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز جیسی لیاقت کس کو نصیب ہے اور جس حال پر وہ ہیں کون رہ سکتا ہے؟ اور جہاں تک وہ پہنچے ہیں کون پہنچ سکتا ہے؟

۱۵......حضرت شیخ عدی بن ابی البرکات بن صخر بن صخر مسافر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس سے پہلے بجز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اور بھی کسی شیخ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا اس کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس سے محض مقام فردیت مراد ہے۔ میں نے کہا کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، مگر بجز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم نہیں ہوا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے اور تمام اولیاء نے اپنے سر جھکائے، دیکھو فرشتوں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تب ہی کیا جبکہ خداوند تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

۱۶......حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے

کہ میں اور شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ آپ قدس سرہ العزیز کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر زیارت قبر کے لئے گئے۔ اس وقت میں نے مشاہدہ کیا کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قبر سے نکل کر آپ کو اپنے سینے سے لگالیا اور کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز میں علم شریعت و علم حال میں تمہارا محتاج ہوں۔

۱۷...... شیخ عمر کیمیا رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ آپ قدس سرہ العزیز کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی کہ جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں، یا قطاع الطریق قاتل اور بداعتقاد لوگ آ کر توبہ نہ کرتے ہوں۔ ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ایک راہب جس کا نام سنان تھا آیا اور آ کر اس نے اسلام قبول کیا، مجمع عام میں کھڑے ہو کر اس نے بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں، میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام قبول کرلوں پھر اس بات کا میں نے مستحکم ارادہ کرلیا کہ یمن میں جو شخص سب سے زیادہ افضل ہوگا، میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ میں اس بات کی فکر میں تھا کہ مجھے نیند آ گئی ، میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا، سنان! تم بغداد جاؤ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو، کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

۱۸...... شیخ لولو الارمنی مخاطب بہ علی الانفاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالخیر عطاء المصری رحمۃ اللہ علیہ نے جب میرا مجاہدہ و اجتہاد دیکھا تو مجھ سے کہنے لگے کہ میں اولیاء اللہ میں سے کس کی طرف منسوب ہوں؟ تو اس وقت میں نے ان سے کہا کہ میرے شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہیں کہ جنہوں نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمایا ہے اور جب آپ نے یہ فرمایا تو اس وقت روئے زمین کے تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکائیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے کہ سترہ حرمین شریفین میں اور ساٹھ عراق میں اور چالیس عجم میں اور تیس ملک شام میں اور بیس مصر میں اور ستائیس مغرب میں اور گیارہ حبشہ میں اور گیارہ سد یاجوج ماجوج میں اور سات

بیابان سراندیپ میں اور سینتالیس کوہ قاف میں اور چوبیس جزائر بحر محیط میں اور کثیر التعداد بزرگوں مثلاً شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ احمد بن رفائی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالقاسم البصری رحمۃ اللہ علیہ شیخ حیات الحرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آپ "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" کہنے پر مامور تھے، علاوہ ازیں جو کوئی اس کا انکار کرے آپ کو اس کے معزول کرنے کا بھی پورا پورا اختیار دیا گیا تھا، نیز میں نے مشرق ومغرب میں اولیاء اللہ کو اپنی گردنیں جھکاتے دیکھا اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی گردن نہیں جھکائی تو اس کا حال دگرگوں ہو گیا۔

۱۹......جن بزرگوں نے اپنی گردنیں جھکائیں، ان میں سے بعض کے اسمائے مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں:

شیخ بقا بن بطو، شیخ ابوسعید القیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ احمد الرفاعی رحمہم اللہ تعالیٰ آپ نے اپنی اپنی گردنیں جھکا کر فرمایا "عَلٰی رَقَبَتِیْ" لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیا فرمارہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس وقت بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" فرمایا ہے اور شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالنجیب السہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے گردن جھکائی اور فرمایا "عَلٰی رَاْسِیْ" اور شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حیات الحرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد بن شیخ ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالکرم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ماجد الکردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سوید البخاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ارسلان الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے گردنیں بھی جھکائیں اور اپنے اپنے مریدان واحباب کو اس کی خبر بھی دی اور شیخ ابومدین المغربی نے مغرب میں گردن جھکائی اور فرمایا:

نَعَمْ وَ اَنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اُشْهِدُكَ وَ اُشْهِدُ مَلٰئِكَتَكَ اَنِّيْ سَمِعْتُ وَ اَطَعْتُ ۔

ترجمہ: یعنی بے شک میں بھی ان لوگوں سے ہوں آپ کا قدم جن کی گردن پر ہے۔ اے پروردگار! میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں اور میں نے آپ کا قول "قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" سنا اور اس کی تعمیل کی۔

شیخ ابراہیم المغربی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عثمان بن مروزۃ البطائحی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خلیفہ، شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ رضی اللہ علیہم بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ قدس سرہ العزیز نے "قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" فرمایا تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی جو آپ کی طرف آ رہی تھی اور حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔ جب آپ فرما چکے تو تمام اولیاء کرام نے آپ کو مبارک باد دی اور یہ خطاب پیش کیا:

يَا مَالِكَ الزَّمَانِ يَا اِمَامَ الْمَكَانِ يَا قَائِمًا بِاَمْرِ الرَّحْمٰنِ يَا وَارِثَ كِتَابِ اللّٰهِ يَا نَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ يَا مَنِ السَّمَاءُ وَ الْاَرْضُ مَائِدَتُه وَ يَا مَنْ اَهْلُ وَقْتِهٖ كُلُّهُمْ عَائِلَتُه وَ

يَامَنْ يَنْزِلُ الْغَيْثُ بِدَعْوَتِهٖ وَيَدُرُّ الضَّرْعُ بِبَرَكَتِهٖ وَلَا يَحْضُرُوْنَ عِنْدَهٗ اِلَّا مُنَكَّسَةً رُءُوْسُهُمْ وَيَقِفُ الْغُيَّبُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَرْبَعِيْنَ صَفًّا كُلُّ صَفٍّ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَكُتِبَ فِيْ كَفِّهٖ اِنَّهٗ اَخَذَ مِنَ اللّٰهِ مَوْثِقًا اَنْ لَا يُمْكَرَ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَلَائِكَةُ تَمْشِيْ حَوَالَيْهِ وَعُمْرُهٗ عَشْرُ سِنِيْنَ وَتُبَشِّرُهٗ بِالْوَلَايَةِ۔

ترجمہ: یعنی اے بادشاہ زمان ومکان وقائم بحکم یزدان ورحمان ووارث قرآن ونائب رسول اللہ ﷺ اے وہ شخص کہ آسمان اورزمین گویا اس کا دسترخوان ہے اورتمام اہل زمانہ اس کے اہل وعیال اور وہ کہ جس کی دعا سے پانی برستا ہے اورجس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے اورجس کی بارگاہ میں اولیاء سرجھکائے ہوئے باریاب ہوتے ہیں اورجس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں، ہرصف میں ستر ستر مرد ہیں اورجس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد لیا ہے جسے وہ ضرور پورا کرے گا اورجس کے اردگرد پھرتے تھے فرشتے اس وقت جبکہ اس کی عمر صرف دس سال تھی اوراسے بشارت دیتے تھے کہ وہ خدا کا ولی ہوگا۔

۲۰...... شیخ مطر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم چند آدمی شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد اخلاص رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد العرینی رحمۃ اللہ علیہ باتیں کر رہے تھے تو شیخ مکارم موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا ہے اور آپ قدس العزیز تصرف تام کی خلعت جو کہ شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھی، زیب تن کئے ہوئے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" فرما رہے ہیں۔ ان سب نے سن کر ایک ہی آن میں اپنے سر جھکا کر آپ کے مرتبہ کا اعتراف کیا۔ حتیٰ کہ دسوں ابدالوں نے بھی جو کہ سلاطین وقت تھے، اپنے سر جھکائے۔ پھر فرماتے ہیں کہ شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ دس ابدال کون کون ہیں تو آپ نے فرمایا:

۱...... شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ ۲...... شیخ ابو سعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳...... شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ ۴...... شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ
۵...... شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ ۶...... شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ
۷...... شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی ۸...... شیخ ابو محمد بصری رحمۃ اللہ علیہ
۹...... شیخ حیات بن قیس الحرانی ۱۰...... شیخ ابو مدین المغربی رضی اللہ عنہم

تو یہ سن کر شیخ محمد اخلاص رحمۃ اللہ علیہ اور احمد العرینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بے شک آپ سچ فرماتے ہیں اور میرے برادر مکرم شیخ عبدالجبار اور شیخ عبدالعزیز رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نے بھی آپ کی تائید فرمائی۔

۲۱...... شیخ موسیٰ بن ہامان الزولی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اس وقت خیر الناس، سلطان الاولیاء، اور سید العارفین ہیں میں ایسے شخص کا کہ فرشتے بھی جس کا ادب کرتے ہیں، کیونکر ادب نہ کروں؟

سیف الربانی میں منقول ہے کہ شیخ علی بن شیخ عمر المقدسی الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضور ممدوح قدس سرہ العزیز کے قدم مبارک کا تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہونے کا انکار کرے یا قیامت تک آپ کے مراتب و منازل یا شان یا تصرف تام پر کچھ بھی اعتراض کرے گا تو اس کا وہی حال ہوگا جو شیخ صنعان اصفہانی کا ہوا تھا یعنی اس کا حال سلب ہوا اور اس کے کندھے پر سؤر کا قدم ہوا۔

۲۲...... شیخ محمد المواہب الشاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی غوث پاک قدس سرہ العزیز کے قدم اور فرمان "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کا انکار کرتا ہے اس کے کندھے پر سؤر کا قدم ہوتا ہے جیسے کہ شیخ صنعان اصفہانی کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

شیخ عیسیٰ تیجانی عارف باللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

مولائی عبدالقادر جیلانی اعونا علی ذی خسۃ اظمانی

میرے آقا و مولا حضرت عبدالقادر جیلانی یعنی ناداروں اور کمزوروں کے رفیق لاثانی۔

۲۳...... حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ خاندانِ نقشبندیہ کے موجد و کامل واکمل اولیاء اللہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی شان میں فرماتے ہیں:

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است

آفتاب و ماہتاب و کرسی و لوح و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

قَالَ الْاِمَامُ الْعَارِفُ بِاللّٰهِ ذُوالصَّبَابَةِ فِی الْحَضْرَةِ النَّبَوِیَّةِ سَیِّدِیْ عَبْدُ الرَّحِیْمِ

الْبَرْعِیْ ذَکَرَ ذَالِكَ فِیْ قَصِیْدَةٍ لَہٗ رَبَّانِیَّةٍ مُتَوَسِّلًا فِیْهَا بِالْحَضْرَةِ النَّبَوِیَّةِ وَ رِجَالِ الْخِرْقَةِ الْجِیْلِیَّةِ مَطْلِعُهَا۔

لِکُلِّ خَطْبٍ مِنْهُمْ حَسْبِیَ اللّٰہُ
اَرْجُوْا بِہٖ الْاَمْنَ مِمَّا کُنْتُ اَخْشَاہُ

اِلٰی اَنْ قَالَ ذِکْرِ اَبِیْ سَعِیْدٍ شَیْخِ الْاِمَامِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلِیْ۔

وَ مِنْہُ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ ابْتَهَجَتْ
طَلَائِعُ الْفَضْلِ نُوْرًا فِیْ مَحْیَاہُ

کَالشَّمْسِ تُسْفِرُ مِنْ اَقْصٰی مَطَالِعِهَا
حُسْنًا وَ کَالْبَدْرِ مِلْءَ الْعَیْنِ مَرْاٰہُ

وَ کَالْغَمَامِ اِنِ اسْتَمْطَرْتَہٗ کَرَمًا
وَ کَالْعبا خلقا ان رق مهراہ

مِنْ آلِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ ذُوْ شَرَفٍ
اَتٰى بِهِ الدَّهْرُ فَرْدًا عَنْ مَثْنَاهُ

عَلٰى جَلَالَةِ اَنْوَارِ هَيْبَةٍ
كَالسَّيْفِ اِنْ رَاقَ حُسْنًا رق حداه

مشائخ اور صوفیہ بزرگان کرام نے آپ قدس سرہ العزیز کے حق میں فرمایا:

غوث اعظم درمیانِ اولیاء
چوں محمد درمیانِ انبیاء

ارشادات غوثِ پاک قدس سرہ العزیز

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

ا...... میں نے بغداد میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، میں اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور آپ سوار تھے اور آپ کی ایک جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے آپ نے فرمایا: موسیٰ! تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہے؟ آپ نے کہا نہیں، پھر جناب سرور کائنات ﷺ نے مجھ سے فرمایا: عبدالقادر! اس پر میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ اس وقت ہوا میں تھے، آپ نے مجھ سے معانقہ کیا، اس کے بعد آپ نے مجھے خلعت پہنایا اور فرمایا: یہ میں نے تمہیں خلعت قطبیت پہنایا ہے، پھر آپ نے میرے منہ کو تین دفعہ لعاب دہن سے نوازا اور مجھے اپنی جگہ واپس کر دیا، اس کے بعد میں منبر پر بیٹھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا:

سَأَشْرَبُهَا فِيْ كُلِّ دَيْرٍ وَ بِيْعَةٍ
وَ أُظْهِرُ لِلْعُشَّاقِ دِيْنِيْ وَ مَذْهَبِيْ

ہر ایک دیر و کنیسہ میں جا کر میں عشق الٰہی کا جام پیوں گا، اور تمام عشاق پر اپنا دین و مذہب ظاہر کروں گا۔

فَأَضْرِبُ فَوْقَ السَّطْحِ بِالدُّفِّ جَلْوَةً
لِكَاسَاتِهَا لَا فِي الزَّوَايَاتِ مُخْتَبِيْ

میں محبت ربانی کا جام کونے میں بیٹھ کر اکیلا نہیں بلکہ سب کے سامنے پیوں گا اور ببانگ دہل بلندیوں پر بیٹھ کر اعلان کروں گا۔

۲......فرمایا شمس طلوع نہیں ہوتا مگر یہ کہ مجھے سلام کرتا ہوا نکلتا ہے اور اسی طرح سے سال اور مہینے مجھے سلام کرتے ہیں اور تمام واقعات کی اطلاع دیتے ہیں، نیک بخت اور بد بخت بھی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، میری نظر لوح محفوظ پر ہے اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندروں میں غوطہ لگا رہا ہوں، میں نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں، تمام انبیاء علیہم السلام کے قدم بقدم ہوں، آپ نے اپنا کوئی قدم نہیں اٹھایا، مگر یہ کہ وہاں پر بجز اقدامِ نبوت کے اپنا قدم رکھا، میں ملائک وانس وجن کل کا پیشوا ہوں۔

۳......فرمایا، جب خدا تعالیٰ سے دعا کرو تو مجھے وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرو، اور اے کل روئے زمین کے باشندو! آؤ، میرے پاس آ کر مجھ سے علم طریقت حاصل کرو اور اے اہل عراق! میرے نزدیک احوال اس طرح سے ہیں کہ جس طرح لباس گھر میں لٹکے

رہتے ہیں، جسے چاہو اتار کر پہن لو، تمہیں چاہیے کہ سلامتی اختیار کرو، ورنہ میں تم پر ایک ایسے لشکر کے ساتھ حملہ کروں گا کہ جس کو تم کسی طرح سے بھی دفع نہ کر سکو گے، اے فرزند! تم سفر کرو، گو ہزار سال کا سفر کیوں نہ ہو، مگر وہاں بھی تم میری آواز سنو گے، اے فرزند! ولایت کے مدارج یہاں سے یہاں تک نہیں، مجھے کئی دفعہ خلعتیں عطا کی گئیں اور تمام انبیاء واولیاء میری مجلس میں رونق افروز ہوئے ہیں، زندہ اپنے جسموں سے اور وصال یافتہ اپنی روحوں سے، اے فرزند! تم قبر میں میرا حال منکر نکیر سے پوچھنا وہ میری خبر دیں گے۔

۴......فرمایا: جب پہلی دفعہ میں حج بیت اللہ کو گیا تو اس وقت میں عالم شباب میں تھا جب میں منارۂ معروف بنام القرون کے قریب پہنچا تو وہاں پر شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات ہوئی، آپ بھی اس وقت عین عالم شباب میں تھے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں کا قصد کیا ہے؟ میں نے کہا مکہ معظمہ کا، پھر آپ نے پوچھا کہ کیا میرا اور آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں، غرض ہم دونوں ایک ساتھ ہو لئے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ راستہ میں ایک نوعمر حبشن لڑکی ملی، یہ لڑکی نحیف البدن اور برقع پہنے ہوئے تھی میرے سامنے آکر کھڑی ہوگئی، برقع میں سے اس نے مجھے دیکھا اور کہنے لگی کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا بغداد کا رہنے والا ہوں۔ پھر کہا کہ آپ نے مجھے بہت تھکایا ہے، میں نے کہا وہ کس طرح؟ بولی، ابھی میں ملک حبشہ میں تھی مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی کی ہے اور اپنا فضل وکرم کیا ہے جو اوروں پر اب تک نہیں ہوا ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ میں آپ کو پہچانوں، پھر اس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ آج دن بھر آپ دونوں صاحبان کے ہمراہ رہوں، اور آپ ہی کے ساتھ روزہ افطار کروں، میں نے کہا حُبًّا وَّ کَرَامَۃً یعنی بسروچشم بڑی خوشی سے، اس کے بعد دور ہو کر ایک طرف وہ چلنے لگی، اور ایک طرف ہم چلنے لگے۔ جب مغرب کا وقت آیا اور افطار کا وقت ہو چکا تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اُترا، جس

میں چھ روٹیاں اور سرکہ اور کچھ ترکاری کی قسم سے تھا۔ اس لڑکی نے خدا تعالیٰ کا بزبان عربی شکر کرتے ہوئے کہا جس کا ماحصل یہ ہے:

''اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے میری اور میرے مہمانوں کی عزت کی، روزانہ میرے لئے دو روٹیاں اترا کرتی تھیں اور آج چھ اتریں اس نے میرے مہمانوں کی بڑی عزت کی''۔

پھر ہم تینوں نے دو دو روٹیاں کھائیں، اس کے بعد پانی کے لوٹے اترے، ان میں سے ہم نے پانی پیا، جو زمین کے پانی کے مشابہ نہ تھا بلکہ اس کی لذت اور حلاوت کچھ اور ہی تھی۔ اس کے بعد پھر یہ لڑکی ہم سے رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مکہ معظمہ چلے آئے، پھر ایک روز ہم طواف کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ پر لطف و کرم کیا آپ پر اس وقت غشی طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ انہیں دیکھ کر ہر کوئی کہہ سکتا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا اس وقت اس لڑکی کو یہیں کھڑے ہوئے دیکھا، یہ ان کے سرہانے آ کر انہیں الٹ پلٹ کر کے کہنے لگی: وہی تمہیں زندہ کرے گا جس نے تمہیں مار ڈالا ہے۔ پاک ہے اس کی ذات اس کی تجلی، نور جلال سے حادث نہیں ہوتی مگر اس کے ثبوت کے لئے اور اس کے ظہور صفات سے کائنات قائم نہیں ہے مگر اس کی تائید سے۔ اس کی تقدیس نے عقل کی آنکھوں کو بند اور جوانمردوں کی دانائی کو محدود کر رکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر لطف و کرم کی نظر کی، تو باطن میں، میں نے دیکھا کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ عبدالقادر! تجرید ظاہری چھوڑ کر تفرید التوحید و تجرید التفرید اختیار کرو ہم تمہیں اپنے عجائبات دکھائیں گے، چاہیے کہ ہمارے ارادے سے تمہارا ارادہ مشتبہ نہ ہو، تا کہ تم ہمارے سامنے ثابت قدم رہو، اور وجود میں ہمارے سامنے کسی کا تصرف نہ ہونے دو تا کہ ہمیشہ ہمارے مشاہدہ میں رہو اور لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے ایک جگہ بیٹھ جاؤ۔ ہمارے بہت سے بندے ہیں کہ جنہیں ہم تمہاری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے۔ اس وقت مجھ سے اس لڑکی نے کہا۔ اے نوجوان! مجھے معلوم ہے کہ آج کس حد تک تمہاری عظمت و بزرگی ہوگی،

تمہارے لئے ایک نورانی خیمہ لگایا گیا ہے اور ملائکہ تمہارے گرداگرد ہیں اور تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمام اولیاء اللہ کی آنکھیں بھی تمہاری ہی طرف لگی ہوئی ہیں اور تمہارے مراتب ومناصب کو دیکھ رہی ہیں ۔ اس کے بعد یہ نوعمر چلی گئی اور پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا۔

5..... فرمایا، ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میری طرف انوار چلے آتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ انوار کیا ہیں؟ تو مجھے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو فتوحات ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ تمہیں اس کی مبارک باد دینے تشریف لا رہے ہیں۔ پھر یہ انوار زیادہ ہو گئے اور مجھ پر ایک حالت طاری ہو گئی، کہ جس میں، میں خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا۔ پھر میں نے ہوا میں منبر کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور میں بھی ہوا میں فرط خوشی سے سات قدم آگے بڑھا، تو آنحضور ﷺ نے میرے منہ میں سات دفعہ لعاب دہن ٹپکایا، اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپ نے میرے منہ میں چھ دفعہ لعاب دہن ٹپکایا میں نے عرض کیا آپ بھی تعداد کو پورا نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا آنحضور ﷺ کی گستاخی نہ ہو۔ پھر مجھے جناب سرور کائنات ﷺ نے خلعت عطا فرمایا: میں نے عرض کیا یہ کیسا خلعت ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اس ولایت کا خلعت ہے جو قطب اولیاء سے مخصوص ہے۔

ان فتوحات کے بعد میری زبان میں گویائی پیدا ہو گئی اور میں لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے لگا۔ اس کے بعد میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تاکہ جس طرح سے آپ اولیائے کرام کا امتحان لیا کرتے تھے میرا بھی امتحان لیں۔ مجھ پر آپ کی اس گفتگو کا جو ہمارے درمیان ہوئی تھی، انکشاف کر دیا۔ پھر جب وہ ایک سکوت کے عالم میں تھے میں نے آپ سے کہا کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تم میرے ہمراہ نہ رہ سکو گے، میں کہتا ہوں آپ میرے ہمراہ نہ رہ سکو گے، اگر آپ اسرائیلی ہیں تو ہوں گے میں تو محمدی ہوں، آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں تو میں حاضر ہوں آپ بھی

موجود ہیں اور یہ معرفت کی گیند اور یہ میدان ہے اور یہ جناب رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ خدا تعالیٰ ہے یہ میرا کسا ہوا گھوڑا اور یہ میرا تیر و کمان اور یہ میری تلوار ہے۔

ایک روز حضور غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے زمانہ ظہور میں آپ کا معتقد مرید کسی مجلس عامہ میں بیٹھا تھا کہ کسی اور شخص نے دوران گفتگو یہ کہہ دیا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ سب اولیاء سے بلند بلکہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے مراتب و منازل و مقامات عالیہ کے برابر ہے۔ یہ سنتے ہی اس صادق الیقین وراسخ الاعتقاد کو جوش آیا، جس پر اس نے جو آیا کہہ دیا کہ حضور غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا رتبہ و مقام حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے بلند و بالا ہے بلکہ تمام اولیاء کرام و بزرگانِ عظام سے ماسوائے خلفائے راشدین واہل بیت کے افضل و ارفع ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو میری عورت پر تین طلاق۔ یہ خبر جب اس کی منکوحہ تک پہنچی تو نیک نہاد پارسا عورت نے اپنے خاوند مذکورہ بالا سے طلاق واقع ہو جانے کا شبہ ظاہر کرتے ہوئے استفسار مسئلہ کا خیال پیش کیا، چنانچہ وہ مرید صادق الاعتقاد بغرض استفسار حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور تمام حالات گزشتہ من و عن عرض کر دیئے، حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز نے شفقت سے فرمایا کہ بیٹا! بلاشک وشبہ اپنی منکوحہ کے پاس جاؤ، کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اس پر اس نے بہ طیب خاطر اطمینان قلبی کے لئے حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز سے فتویٰ شرعی ارشاد فرمانے کی استدعا کی۔ اس پر آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی نے درس و تدریس کیا، نہ علم شرعی مخلوق کو پہنچایا، نہ ہی فتاویٰ جاری کئے، نہ ہی وہ سید ہے، یہ تمام صفات حسنہ مجھے عطا شدہ ہیں لہذا ہر صورت میں مجھے اس سے بلند و بالا افضل و اعلیٰ مراتب حاصل ہیں، تمہاری قسم سچی ہے لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔

الباز الاشہب کی وجہ تسمیہ اور تشریح

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا لقب الباز الاشہب تھا۔ علامہ ابو الثناء شہاب الدین سیدنا محمود آفندی آلوسی مفتی بغداد رضی اللہ عنہ نے جو ۱۲۷۰ھ میں فوت ہوئے اپنی کتاب المذہب شرح قصیدہ الباز الاشہب میں الباز الاشہب کے معنی کی تشریح کی ہے کہ الباز الاشہب کے معنی صوفیاء کرام کی اصطلاح میں یہ ہیں کہ صاحب ارشاد ہر قسم کے حالات ظاہری و باطنی پر قدرت رکھے اور اس قدرت کے اثرات اس قدر قوی ہوں کہ کسی حالت میں بھی اثر پذیر نہ ہوں، خصوصاً نہ تو حوادث اور مصائب ظاہری میں مخلوق کے ساتھ اور نہ بحالتِ باطنی خدا تعالیٰ کے ساتھ توجہ قلبی اور طاقت روحانی کے اسرار میں نہ ہی صاحب الارشاد کے ارشاد عالیہ مثلاً

وَ مَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ

تَمُرُّ وَ تَنْقَضِيْ اِلَّا اَتٰى لِيْ

وَ تُخْبِرُنِيْ بِمَا يَأْتِيْ وَ يَجْرِيْ

وَ تُعْلِمُنِيْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِيْ

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا

كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ التِّصَالِيْ

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیَ مِثَالِیْ

جیسے مراتب عالیہ میں خلل انداز ہوسکیں تاکہ درجہ مردانگی سے اثرات اس کو دور نہ پھینک دیں، کیونکہ حالات کے ردو بدل میں استقامت پذیر یعنی مستقل مزاج رہنے سے عارفین اور متقین کے لئے مدد ونصرت اور حظ ولذت حاصل ہوتی ہے، اس لئے حوادث ومصائب میں عالی ہمتی، بلند پروازی اور مستقل مزاجی ہونی چاہیے، نیز یہ بھی کہ دوران حیات ظاہری اور بعد از وصال تصرف تام میں تاابدالاباد کوئی ذرہ بھر کمی واقع نہ ہو اور ہر حالت میں اختیارات وتعلقات اور طاقتِ روحانی وکشش وجذب وغیرہ وغیرہ میں کسی قسم کا تغیر وتبدل رونما نہ ہو، چونکہ یہ تمام صفاتِ ستودہ اور اوصافِ حمیدہ بدرجہ اتم حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکات میں موجود تھیں اور اب بھی ہیں اس وجہ سے ذات باری تعالیٰ سے یہ لقب عطا فرمایا گیا اور یہی وجہ ہے کہ الباز الاشہب کے لقب سے مشہور ہوگئے۔

غوث پاک اور آپ کی اولاد پاک رحمۃ اللہ علیہم

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بغداد شریف کا عالم جید اور فاضل بے بدل صاحب جائیداد منقولہ وغیر منقولہ یوسف السویدی حاضرین مجلس سے یہ گفتگو کر رہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ کی شان وشوکت، قدر ومنزلت، عزت ورفعت میں ان کی برابری نہیں کر سکتے؟ حالانکہ مال ودولت، جاہ وجلال، امارت وعظمت، خاندانی رفعت میں ان سے کسی وجہ سے بھی کم نہیں ہیں۔ اس پر ایک صاحب فخر الخلیل نے جواب دیا۔ بے شک ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے مگر ان کے مقابلہ میں ایک چیز کی کمی ہے جس کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ میں نے یہی بات والد مرحوم سے دریافت کی تھی تو انہوں نے جواباً فرمایا

تھا کہ بیٹا ان کے پاس سبز گنبد ہے جس میں اس خاندان عالیہ کا جد امجد موجود ہے جو صاحب تصرف تام، سلطان اولیاء غوث الوریٰ، محبوب خدا، شیخ الکل سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز مشرق، مغرب، شمال، جنوب بلکہ ارض و سما میں مشہور ہے اور یہی چیز ہے جو ہمارے پاس نہیں، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میرے والد مرحوم ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے میں نے عرض کی کہ ڈاکٹر کو علاج کے لئے بلاؤں، آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر کو چھوڑو مجھے مطلقاً فائدہ نہیں ہوگا۔ تم سید عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ، ان کے ہاں مہمان خانہ میں کھانا کھاؤ، جب وہ کھانا کھا چکیں تو ان کی پلیٹ میں ان کے طعام سے جو بچ رہے میرے لئے لاؤ، اس کے کھانے سے شفا ممکن ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے:

سُؤْرُ الْمُؤْمِنِ شِفَآءٌ۔ (مومن کے جھوٹے میں شفا ہے)

میں نے عرض کیا کہ ابا جان وہ صاحب تو آپ کے خلاف ہیں پھر ایسے عقیدہ قلبی کے کیا معنی؟ فرمایا بیٹا! سیاسی و دنیاوی مخالفت الگ چیز ہے صداقت پسندی اور اعتقاد اور چیز ہے۔ میں نے عرض کیا اچھا بسر و چشم جاتا ہوں، چنانچہ حضور سیدنا عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا، وقت معینہ میں سب نے کھانا کھایا حضور بھی تناول فرما رہے تھے، میں بدیں خیال کہ حضور کھانا ختم کریں تو بقایا اٹھا کر اپنی راہ لوں نہایت آہستگی سے کھانا کھاتا رہا، یہاں تک کہ تمام حاضرین فارغ ہو کر باہر نکل آئے مگر حضور میری خاطر تناول فرماتے رہے کہ یہ کھانا ختم کرلے تو چھوڑوں یہاں تک کہ حضور کی پلیٹ میں سوائے چربی کے اور کوئی چیز باقی نہ رہی، اب مجھے خیال ہوا کہ پلیٹ چرا کر لے جاؤں تاکہ والد صاحب کو پسماندہ چربی کھلا دوں۔ لیت و لعل کے بعد جب میرا بھی کھانا ختم ہو چکا تو خادم کو ہاتھ صاف کرانے کے لئے کہا۔ وہ پانی ڈالتا رہا اور میں ہاتھ دھوتا رہا حتی کہ سیدنا مذکور اپنے کمرہ دربار میں تشریف لے گئے۔ اب میں نے اس سے کہا کہ حضور کے کھانا کھانے والی پلیٹ بمعہ پسماندہ چربی مجھے دے دو، مجھے ضرورت ہے۔ اس نے

جواب دیا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا، اگلے وقت پر جب پلیٹ نہ ملی تو مجھ پر چوری کا الزام عائد ہوگا، میں نے کہا کہ جس صورت سے ہو پلیٹ مجھے دے دیں، اس پر خادم نے جواب دیا کہ اگر ایک اشرفی مجھے دیں تو پلیٹ دے دوں گا، حسب ضرورت اس کو اشرفی دے کر پلیٹ پس خوردہ لے کر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے پلیٹ کو انگلی سے صاف کر کے نوش جان فرمایا، صاف پلیٹ فوراً بیرا کے پاس میں واپس لایا اور اشرفی واپس طلب کی ۔اس نے فی البدیہہ جواب دیا کہ اشرفی کیسی؟ پسماندہ چربی کی قیمت ہی ایک اشرفی ہے ۔خدا کے فضل وکرم سے والد صاحب کو صحت کامل ہوئی، اس پر یوسف السویدی نے فرمایا:

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ـ

باب پنجم

الہامات و مکاشفاتِ غوثیہ

الہاماتِ قلبی وکشف المعنوی

حقائق ناسوتی وملکوتی وجبروتی

تذکرہ غوثیہ ومعراجیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَاشِفِ الْغُمَّةِ وَ الصَّلٰوةُ عَلٰى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ اَمَّا بَعْدُ!...... قَالَ الْغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْمُسْتَوْحِشُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَأْنِسُ بِاللّٰهِ۔

ہر حمد اللہ کے لئے ہے جو اندھیروں کو دور کرنے والا ہے اور بے شمار درود و سلام اس پر جو مخلوق سے بہتر ہے۔ اس کے بعد...... غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو غیر اللہ سے بچنے والے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ قُلْتُ يَا رَبَّ الْغَوْثِ قَالَ كُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ النَّاسُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ فَهُوَ شَرِيْعَةٌ وَ كُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ

اَلْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ فَهُوَ طَرِيْقَةٌ وَكُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاهُوْتِ فَهُوَ حَقِيْقَةٌ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے غوث الاعظم! میں نے عرض کیا اے غوث کے رب! فرمایا تمام طور جو عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ہیں وہ شریعت ہیں اور تمام طور جو مرتبہ صفات اور مرتبہ فنافی اللہ کے درمیان ہیں حقیقت ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ مَا ظَهَرْتُ فِیْ شَیْئٍ كَظُهُوْرِیْ فِی الْاِنْسَانِ۔

پھر مجھے فرمایا: اے غوث الاعظم! جو کچھ کہ میں نے ہر چیز میں ظاہر کیا ہے وہ سب کچھ انسان میں یکجا ظاہر کیا ہے۔

ثُمَّ سَأَلْتُ یَا رَبِّ هَلْ لَكَ مَكَانٌ، قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا مُكَوِّنُ الْمَكَانِ وَلَيْسَ لِیْ مَكَانٌ۔

پھر میں نے سوال کیا، یارب! تیرے لئے کون سا مکان ہے؟ مجھے فرمایا اے

غوث الاعظم! میں تمام مکانات کا پیدا کرنے والا ہوں لیکن میرے لئے کوئی مکان نہیں ہے۔

ثُمَّ سَأَلْتُ یَا رَبِّ هَلْ لَكَ اَكْلٌ وَ شُرْبٌ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اَكْلُ الْفَقِیْرِ وَ شُرْبُهٗ اَكْلِیْ وَ شُرْبِیْ۔

پھر میں نے سوال کیا تو کیا کھاتا ہے اور پیتا ہے؟ مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! فقیر کا کھانا اور پینا میرا ہی کھانا اور پینا ہے۔

ثُمَّ سَأَلْتُ یَا رَبِّ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقْتَ الْمَلَائِكَةَ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ خَلَقْتُ الْمَلَائِكَةَ مِنْ نُوْرِ الْاِنْسَانِ وَ خَلَقْتُ الْاِنْسَانَ مِنْ نُوْرِیْ۔

پھر میں نے سوال کیا یا رب! تو نے فرشتوں کو کس چیز سے بنایا؟ مجھے فرمایا: یا غوث الاعظم! میں نے فرشتوں کو انسان کے نور سے پیدا کیا ہے اور انسان کو اپنے نور سے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ جَعَلْتُ الْاِنْسَانَ

مَطِيَّتِيْ وَ جَعَلْتُ سَائِرَ الْاَكْوَانِ مَطِيَّةً لَّهٗ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم ! میں نے انسان کو اپنی خوشی کے لئے پیدا کیا ہے اور تمام مخلوقات کو اس کی خوشی کے لئے۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ نِعْمَ الطَّالِبُ اَنَا وَ نِعْمَ الْمَطْلُوْبُ الْاِنْسَانُ وَ نِعْمَ الرَّاكِبُ الْاِنْسَانُ وَ نِعْمَ الْمَرْكُوْبُ لَهُ الْاَكْوَانُ۔

پھر مجھے فرمایا: یا غوث الاعظم ! سب سے اچھا طالب میں ہوں اور سب سے بہتر مطلوب انسان ہے اور بہترین سوار انسان ہے اور بہترین سواری اس کے لئے تمام مخلوق ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَ اَنَا سِرُّهٗ لَوْ عَرَفَ الْاِنْسَانُ مَنْزِلَتَهٗ عِنْدِيْ لَقَالَ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ مِنَ الْاَنْفَاسِ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم ! انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔ اگر انسان اپنا مرتبہ سمجھے جو اس کا میرے نزدیک ہے تو اپنے تمام سانسوں سے ہر ایک سانس میں یہی کہتا رہے کہ آج کس کی بادشاہت ہے؟

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ مَا اَکَلَ الْاِنْسَانُ شَیْئاً وَ مَاشَرِبَ وَ مَا قَامَ وَ مَا قَعَدَ وَ مَا نَطَقَ وَ مَا صَمَتَ وَ مَا فَعَلَ فِعْلًا وَ مَا تَوَجَّہَ لِشَیْئٍ وَ مَا غَابَ عَنْ شَیْئٍ اِلَّا وَ اَنَا فِیْہِ سَاکِنُہٗ وَ مُتَحَرِّکُہٗ۔

پھر مجھے فرمایا یاغوث الاعظم ! جو کچھ کہ انسان نے کھایا پیا یا کھڑا ہوا یا بیٹھا یا بولا چپ ہوا یا کوئی کام کیا اور کسی چیز کی طرف دیکھا یا کسی چیز سے غائب ہوا مگر میں ہی اس میں ساکن ہوں اور اس کا میں متحرک ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ جِسْمُ الْاِنْسَانِ وَ نَفْسُہٗ وَقَلْبُہٗ وَ رُوْحُہٗ وَ سَمْعُہٗ وَ بَصَرُہٗ وَ یَدُہٗ وَ رِجْلُہٗ وَ لِسَانُہٗ وَ کُلُّ ذٰلِکَ ظَھَرَتْ لَہٗ نَفْسٌ بِنَفْسٍ لَاھُوَ اِلَّا اَنَا وَ لَا اَنَا غَیْرُہٗ۔

پھر مجھے فرمایا یاغوث الاعظم ! انسان کا جسم اور نفس اور دل اور روح اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں اور اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں اور اس کی

زبان اور تمام وہ جو اس کے لئے پشت بہ پشت ظاہر کئے گئے ہیں وہ میرے غیر نہیں اور نہ ہی میں اس کا غیر ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اِذَا رَاَیْتَ الْمُحْتَرِقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَ الْمُنْکَسِرَ بِکَثْرَۃِ الْفَاقَۃِ فَتَقَرَّبْ اِلَیْہِ لِاَنَّہٗ لَا حِجَابَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ۔

پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم! جب تو کسی شخص کو غربت کی آگ سے جلا ہوا اور کثرت فاقہ کشی سے شکستہ دیکھے۔ پس اس کی نزدیکی اختیار کر کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ لَا تَاْکُلْ طَعَامًا وَلَا تَشْرَبْ شَرَابًا وَ لَا تَنَمْ نَوْمَۃً اِلَّا عِنْدَ قَلْبٍ حَاضِرٍ وَ عَیْنٍ نَاظِرٍ۔

پھر مجھے فرمایا: اے غوث الاعظم! نہ کھانا کھاؤ، نہ پانی پیو، نہ سوؤ، مگر جب دل حاضر اور آنکھ دیکھ رہی ہو (یعنی منزل جب حاصل ہو جائے تب کھا، پی سو سکتے ہو ورنہ نہیں۔)

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مَنْ حُرِمَ عَنْ

سَفَرِیْ فِی الْبَاطِنِ اُبْتُلِیَ بِسَفَرِ الظَّاهِرِ وَ لَمْ

یَزْدَدْ مِنِّیْ اِلَّا بُعْدًا فِیْ سَفَرِ الظَّاهِرِ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! جو کوئی میرے سفرِ باطن میں محروم کر دیا گیا وہ خود سفرِ ظاہر میں مبتلا کر دیا گیا اور میری طرف سے اس پر سوائے دوری سفرِ ظاہر کرکے اور کچھ زیادہ نہ کیا جائے گا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْاِتِّحَادُ حَالٌ لَا

یُعَبَّرُ بِلِسَانِ الْمَقَالِ فَمَنْ اٰمَنَ بِهٖ قَبْلَ وُجُوْدِ

الْحَالِ فَقَدْ كَفَرَ وَ مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ

الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

پھر مجھے فرمایا: اے غوث الاعظم! اتحاد وہ حال ہے جس کی تعبیر گفتگو کرنے والی زبان سے نہیں ہو سکتی، پس جس کسی نے حال وارد ہونے سے پہلے اس کو تسلیم کر لیا وہ کافر ہو گیا اور جس کسی نے واصل ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مَنْ سَعِدَ

بِالسَّعَادَةِ الْاَزَلِيَّةِ طُوْبٰى لَهٗ لَمْ يَكُنْ مَخْذُوْلًا

اَبَدًا وَ مَنْ شَقِیَ بِالشَّقَاوَةِ الْاَزَلِیَّةِ فَوَیْلٌ لَّهٗ لَمْ یَكُنْ مَقْبُوْلًا بَعْدَ ذٰلِكَ قَطُّ۔

پھر مجھے فرمایا: یا غوث الاعظم! جو کوئی سعادت ازلیہ (مقدر) سے سعید ہوا اس کے لئے خوشی ہے وہ کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگا اور جو کوئی بدبختی ازلیہ سے بدبخت ہوا پس اس پر افسوس ہے۔ وہ اس کے بعد ہرگز قبول نہ ہوگا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ جَعَلْتُ الْفَقْرَ وَ الْفَاقَةَ مَطِیَّةَ الْاِنْسَانِ فَمَنْ رَكِبَهَا فَقَدْ بَلَغَ الْمَنْزِلَ قَبْلَ اَنْ یَّقْطَعَ الْمَفَاوِزَ وَ الْبَوَادِیَ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! میں نے فقر و فاقہ انسان کے لئے سواری بنائی ہے۔ پس جو کوئی اس پر سوار ہوا پس وہ میدان اور وادی قطع کرنے سے پہلے ہی (منزل مقصود) پر پہنچ گیا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ لَوْ عَلِمَ الْاِنْسَانُ مَا كَانَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَا تَمَنّٰی الْحَیَاةَ فِی الدُّنْیَا وَ یَقُوْلُ بَیْنَ یَدَیَّ كُلِّ لَحْظَةٍ وَّ لَمْحَةٍ یَا رَبِّ اَمِتْنِیْ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! اگر انسان جانے کہ موت کے بعد کیا کچھ ہوگا تو وہ اس دنیا میں ہرگز زندگی کی خواہش نہ کرے اور میرے حضور ہر لحظہ و ہر لمحہ یہی التجا کرے، اے رب مجھے موت دو۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ حُجَّةُ الْخَلَائِقِ عِنْدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الْعُمْیُ ثُمَّ التَّحَسُّرُ وَ الْبُکَآءُ وَ فِیْ قَبْرٍ کَذَالِكَ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! قیامت کے دن خلقت کے دلائل میرے پاس بہرا، گونگا اور اندھا ہونا پھر افسوس کرنا اور رونا ہوگا اور قبر میں بھی ایسا ہی ہو گا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اَلْمَحَبَّةُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْمُحِبِّ وَ الْمَحْبُوْبِ فَاِذَا فَنِیَ الْمُحِبُّ عَنْ مَحَبَّةٍ وَصَلَ بِالْمَحْبُوْبِ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! محبت ہی میرے اور محب ومحبوب کے درمیان (ذریعہ) ہے جس وقت محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے مل جاتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ رَاَیْتُ الْاَرْوَاحَ

يَتَرَبَّصُوْنَ فِىْ قَوَالِبِهِمْ بَعْدَ قَوْلِهٖ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! میں روحوں کو اپنے مکانات میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کہنے کے بعد قیامت کے روز تک انتظار کرتے دیکھ رہا ہوں۔

ثُمَّ قَالَ الْغَوْثُ رَاَيْتُ الرَّبَّ تَعَالٰى وَ قَالَ لِىْ يَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ مَنْ سَاَلَنِىْ عَنِ الرُّؤْيَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ فَهُوَ مَحْجُوْبٌ بِعِلْمِ الرُّؤْيَةِ فَمَنْ ظَنَّ اَنَّ الرُّؤْيَةَ غَيْرُ الْعِلْمِ فَهُوَ مَغْرُوْرٌ بِرُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

پھر غوث اعظم نے فرمایا میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: اے غوث اعظم! جس کسی نے دیدار کے متعلق علم ہونے کے بعد سوال کیا وہ دیدار کے علم سے محجوب ہے اور جس کسی نے بغیر علم کے دیدار کا گمان کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے دھوکہ میں ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِىْ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مَنْ رَاٰنِىْ اِسْتَغْنٰى عَنِ السُّؤَالِ فِىْ كُلِّ حَالٍ وَ مَنْ لَمْ

يَرَنِيْ فَلَا يَنْفَعُهُ السُّؤَالُ وَ هُوَ مَحْجُوْبٌ بِالْمَقَالِ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! جس نے مجھے دیکھ لیا وہ تمام حالتوں میں سوال سے بے پرواہ ہو گیا اور جس نے مجھے نہیں دیکھا تو اس کو سوال کوئی فائدہ نہیں پہنچا تا وہ قیل وقال میں ہی گم ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ لَيْسَ الْفَقِيْرُ عِنْدِيْ مَنْ لَيْسَ لَهٗ شَيْئٌ بَلِ الْفَقِيْرُ الَّذِيْ لَهٗ اَمْرٌ فِيْ كُلِّ شَيْئٍ اِذَا قَالَ لِشَيْئٍ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! میرے نزدیک فقیر وہ نہیں جس کے لئے کوئی چیز نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کا حکم تمام چیزوں میں نافذ العمل ہو۔ جب کسی چیز کو کہے ہو جا تو ہو جائے۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ لَا اُلْفَةَ وَ لَا نِعْمَةَ فِي الْجِنَانِ بَعْدَ ظُهُوْرِيْ فِيْهَا وَ لَا وَحْشَةَ وَ لَا حُرْقَةَ فِي النَّارِ بَعْدَ خِطَابِيْ لِاَهْلِهَا۔

پھر مجھے فرمایا کوئی خواہش اور کوئی نعمت بہشت میں میرے دیدار کے بعد، اور کوئی خوف اور کوئی تپش یا جلن دوزخ میں وہاں رہنے والوں کو میرے بلانے کے بعد باقی نہ رہے گی۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا اَکْرَمُ مِنْ کُلِّ کَرِیْمٍ وَ اَنَا اَرْحَمُ مِنْ کُلِّ رَحِیْمٍ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! میں سب بخشش کنندگاں سے زیادہ بخشش کرنے والا اور سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ نَمْ عِنْدِیْ لَا کَنَوْمِ الْعَوَامِّ تَرَنِیْ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! میرے لئے نیند کر مگر نہ اس طرح کی نیند کہ جیسے عوام کی، تو میرا دیدار کرے گا۔

فَقُلْتُ یَا رَبِّ کَیْفَ اَنَامُ عِنْدَكَ قَالَ بِخُمُوْدِ الْجِسْمِ عَنِ اللَّذَّاتِ وَ خُمُوْدِ النَّفْسِ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَخُمُوْدِ الْقَلْبِ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَ خُمُوْدِ الرُّوْحِ عَنِ اللَّحَظَاتِ فِیْ فَنَاءِ ذَاتِكَ

فِی اللَّذَّاتِ۔

پس میں نے عرض کیا میں تیرے نزدیک کس طرح نیند کروں؟ فرمایا کہ جسم لذتوں سے اور نفس شہوتوں سے اور دل خیالات سے اور روح ماسوی اللہ کے ملاحظہ سے تیری ذات کے اندر اپنی ذات کو فنا کرنے کی غرض سے آرام پکڑ لے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ قُلْ لِاَصْحَابِكَ وَ اَحْبَابِكَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ جَنَابِیْ فَعَلَیْهِ بِاخْتِیَارِ الْفَقْرِ ثُمَّ فَقْرِ الْفَقْرِ فَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ ثُمَّ لَا اِلَّا اَنَا۔

پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم! اپنے دوستوں اور ہم مجلسوں کو کہہ دیں کہ جو میری حضوری کا ارادہ کرے پس اس پر فقر اختیار کرنا لازم ہے، اس کے بعد فقر الفقر، پس جب فقر تمام ہو جائے وہاں کوئی نہیں ہوتا مگر میں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ طُوْبٰی لَكَ اِنْ كُنْتَ رَؤُوْفًا عَلٰی بَرِیَّتِیْ وَ طُوْبٰی لَكَ اِنْ كُنْتَ غَفُوْرًا لِبَرِیَّتِیْ۔

پھر مجھے فرمایا: اے غوث اعظم! تجھے مبارک ہو اگر تو میری مخلوق پر مہربان ہو اور تجھے خوشخبری ہو اگر تو میری خلقت کے لئے درگزر کرنے والا ہو۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ قُلْ لِاَحْبَابِكَ وَ اَصْحَابِكَ اغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِیْ وَ اَنَا عِنْدَهُمْ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! اپنے دوستوں اور یاروں سے کہہ دیں کہ فقراء کی دعوت کو غنیمت جانیں کیونکہ وہ میرے پاس رہتے ہیں اور میں ان کے پاس۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا مَاْوٰی كُلِّ شَیْئٍ وَ مَسْكَنُهٗ وَ مَنْظَرُهٗ وَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ۔

پھر فرمایا: یا غوث الاعظم! میں تمام چیزوں کی جائے پناہ اور جائے اطمینان اور جائے نظارہ ہوں اور میری طرف پھر آنا ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ لَا تَنْظُرْ اِلَی الْجَنَّةِ وَ مَا فِیْهَا تَرَانِیْ بِلَا وَاسِطَةٍ وَ لَا تَنْظُرْ اِلَی النَّارِ وَ مَا فِیْهَا تَرَانِیْ بِلَا وَاسِطَةٍ۔

پھر مجھے فرمایا: اے غوث الاعظم ! بہشت اور جو کچھ اس میں ہے اس کو مت دیکھ تو تُو مجھے بلا واسطہ دیکھے گا اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے اس کو مت دیکھ تو تُو مجھے بلا واسطہ دیکھے گا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَشْغُوْلُوْنَ بِالْجَنَّةِ وَ اَهْلُ النَّارِ مَشْغُوْلُوْنَ بِیْ۔

پھر مجھے فرمایا: اے غوث الاعظم ! اہل بہشت (نعمت ہائے) بہشت کے ساتھ مشغول ہیں اور اہل دوزخ میرے ساتھ مشغول ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ بَعْضُ اَهْلِ الْجَنَّةِ یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّعِیْمِ كَاَهْلِ النَّارِ یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ الْجَحِیْمِ۔

پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم ! بعض بہشتی، بہشتی نعمتوں سے اس طرح پناہ مانگتے ہیں جس طرح اہل دوزخ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ مَنْ شُغِلَ بِسِوَائِیْ كَانَ لِصَاحِبِهٖ زُنَّارٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! جو کوئی میرے سوا کسی اور سے مشغول ہوا تو وہ قیامت کے روز اہل زنجیر سے ہوگا۔ (دوزخی)

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اَهْلُ الْقُرْبَةِ یَسْتَغِیْثُوْنَ مِنَ الْقُرْبَةِ کَمَا اَنَّ اَهْلَ الْبُعْدِ یَسْتَغِیْثُوْنَ مِنَ الْبُعْدِ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم اہل قرب قربت سے اسی طرح پناہ مانگتے ہیں جس طرح اہلِ بُعد دُوری سے پناہ مانگتے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اِنَّ لِیْ عِبَادًا سِوَی الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَا یَطَّلِعُ عَلٰی اَحْوَالِهِمْ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَ لَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاٰخِرَةِ وَ لَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ لَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ النَّارِ وَ لَا مَالِكٌ وَ لَا رِضْوَانٌ وَّ لَا جَعَلْتُهُمْ لِلْجَنَّةِ وَ لَا لِلنَّارِ وَ لَا لِلثَّوَابِ وَ لَا لِلْعِقَابِ وَ لَا لِلْحُوْرِ وَ لَا لِلْقُصُوْرِ وَ لَا

لِلْغِلْمَانِ فَطُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِهِمْ وَ اِنْ لَمْ یَعْرِفْهُمْ۔

پھر مجھے فرمایا: اے غوث الاعظم! انبیاء اور مرسلین کے علاوہ میرے ایسے بندے بھی ہیں کہ ان کے حالات سے کوئی اہل دنیا یا اہل آخرت یا اہل جنت یا اہل دوزخ نہ مالک نہ رضوان ہی واقف ہے ان کو نہ ہی جنت کے لئے اور نہ ہی دوزخ کے لئے نہ ثواب کے لئے نہ عذاب کے لئے نہ حور نہ قصور کے لئے نہ غلمان کے لئے ہی بنایا ہے پس اس کو خوشی (مبارک) ہو جو ان پر یقین لایا اگرچہ ان کو پہچانا نہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ وَ اَنْتَ مِنْهُمْ وَ مِنْ عَلَامَاتِهِمْ فِی الدُّنْیَا اَجْسَامُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ مِّنْ قِلَّةِ الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ وَ نُفُوْسُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَ قُلُوْبُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَ اَرْوَاحُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ اللَّحْظَاتِ وَ هُمْ اَصْحَابُ الْبَقَاءِ الْمُحْتَرِقِیْنَ بِنُوْرِ اللِّقَاءِ۔

پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم! تو ان سے ہے اور ان کی علامات دنیا میں یہ ہیں کہ ان کے جسم کھانے پینے کی کمی سے اور ان کے نفس خواہشات نفسانی سے اور ان کے دل وساوسِ قلبی سے اور ان کے ارواح لذات سے جل چکے ہیں۔ اور وہ حیاتِ ابدی والے ہیں جو دیدار کے نور سے جل چکے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اِذَا جَاءَكَ عَطْشَانٌ فِیْ یَوْمٍ شَدِیْدِ الْحَرِّ وَ اَنْتَ صَاحِبُ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَ لَیْسَ لَكَ حَاجَةٌ بِالْمَاءِ فَلَوْ كُنْتَ تَمْنَعُهُ فَاَنْتَ اَبْخَلُ الْبَاخِلِیْنَ فَكَیْفَ اَمْنَعُهُمْ مِنْ رَحْمَتِیْ وَ اَنَا سَجَلْتُ عَلٰی نَفْسِیْ بِاَنِّیْ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم اگر سخت گرمی کے روز کوئی پیاسا تیرے پاس آئے اور تیرے پاس ٹھنڈا پانی موجود ہو اور تجھے ضرورت بھی اس کی نہ ہو پس اگر تو اس سے پانی روک رکھے تو تو کنجوسوں میں سے سب سے زیادہ کنجوس ہے۔ پس میں کیسے اپنی رحمت سے ان کو روک رکھوں جبکہ میں نے اپنے بارے میں لکھ دیا ہے (مہر کر دیا ہے) کہ میں سب سے زیادہ رحیم ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ مَا بَعُدَ عَنِّیْ اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ الْمَعَاصِیْ وَمَا قَرُبَ اَحَدٌ مِنِّیْ مِنْ اَھْلِ الطَّاعَاتِ۔

پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم! گنہگاروں سے ایک بھی مجھ سے دور نہیں اور نہ ہی پرہیزگاروں سے ایک بھی میرے قریب ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ لَوْ قَرُبَ مِنِّیْ اَحَدٌ لَکَانَ مِنْ اَھْلِ الْمَعَاصِیْ لِاَنَّھُمْ اَصْحَابُ الْعَجْزِ وَالنَّدَمِ۔

پھر مجھے فرمایا: اے غوث الاعظم! اگر کسی نے میرا قرب حاصل کیا تو وہ گنہگاروں سے ہوگا اس لئے کہ وہ عاجزوں اور شرمساروں سے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اَلْعَجْزُ مَنْبَعُ الْاَنْوَارِ وَالْعُجْبُ مَنْبَعُ الظُّلْمَةِ۔

پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم! عاجزی انوار کا خزانہ ہے اور تکبر اندھیروں کا سرچشمہ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اَھْلُ الْمَعَاصِیْ

مَحْجُوْبُوْنَ لِلْمَعَاصِیْ وَ اَهْلُ الطَّاعَاتِ مَحْجُوْبُوْنَ بِالطَّاعَاتِ وَلِیْ وَرَآءَ هُمْ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ لَیْسَ لَهُمْ غَمُّ الْمَعَاصِیْ وَلَا هَمُّ الطَّاعَاتِ۔

پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم! گنہگار گناہوں کے باعث اور پرہیزگار طاعت وعبادات کی وجہ سے مجھ سے محجوب (دور) ہیں اور میرے لئے ان کے علاوہ ایک اور قوم (گروہ) ہے جس کو نہ گناہوں کا غم ہے نہ عبادت وزہد کا فکر ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ بَشِّرِ الْمُذْنِبِیْنَ بِالْفَضْلِ وَ الْکَرَمِ وَ بَشِّرِ الْمُعْجَبِیْنَ بِالْعَدْلِ وَ النِّقَمِ۔

پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم! گنہگاروں کو میرے فضل وکرم کی اور متکبروں کو عدل وانتقام کی خوشخبری سنادو۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اَهْلُ الطَّاعَاتِ یَذْکُرُوْنَ النَّعِیْمَ وَ اَهْلُ الْعِصْیَانِ

يَذْكُرُوْنَ الرَّحِيْمَ۔

پھر مجھے فرمایا: یا غوث الاعظم! نیکوکار و فرمانبردار نعمتوں کا ذکر کرتے ہیں اور گنہگار رحم کرنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا قَرِیْبٌ اِلَی الْعَاصِیْ بَعْدَ مَا یَفْرُغُ مِنَ الْعِصْیَانِ وَ اَنَا بَعِیْدٌ مِنَ الْمُطِیْعِ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّاعَاتِ۔

پھر مجھے فرمایا: یا غوث الاعظم! میں گنہگار کے نزدیک ہو جاتا ہوں جب وہ گناہوں سے فارغ ہو جاتا ہے اور اس تابعدار سے دُور ہو جاتا ہوں جو تابعداری چھوڑ دیتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ خَلَقْتُ الْعَوَامَّ فَلَمْ یُطِیْقُوْا نُوْرَ بَهَائِیْ فَجَعَلْتُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ حِجَابَ الظُّلْمَةِ وَ خَلَقْتُ الْخَوَاصَّ فَلَمْ یُطِیْقُوْا مُجَاوَرَتِیْ فَجَعَلْتُ الْاَنْوَارَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ حِجَابًا۔

پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم! میں نے عام لوگوں کو پیدا کیا، جب وہ میرے نور کی روشنی برداشت نہ کر سکے تو اپنے اور ان کے درمیان اندھیرے کا پردہ بنا دیا اور خاص لوگوں کو پیدا کیا جب انہوں نے میری نزدیکی برداشت نہ کی تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان انوار کا پردہ بنا دیا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ قُلْ لِاَصْحَابِكَ مَنْ اَرَادَ مِنْهُمْ اَنْ یَّصِلَ اِلَیَّ فَعَلَیْهِ بِالْخُرُوْجِ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ سِوَائِیْ۔

پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم! اپنے دوستوں سے کہہ دیں کہ تم میں سے جو کوئی مجھے ملنے کا ارادہ کرے پس اس پر لازم ہے کہ میرے سوا تمام کا خیال دل سے نکال دے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اُخْرُجْ عَنْ عُقْبَةِ الدُّنْیَا تَصِلُ بِالْاٰخِرَةِ وَاخْرُجْ عَنْ عُقْبَةِ الْاٰخِرَةِ تَصِلُ اِلَیَّ۔

پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم! دنیا کی گھاٹی سے نکل، آخرت سے پیوند ہو جا اور آخرت کی گھاٹی سے نکل کر میری طرف واصل ہو جا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اُخْرُجْ عَنِ

اَلْاَجْسَامِ وَالنُّفُوْسِ ثُمَّ اخْرُجْ عَنِ الْقُلُوْبِ وَ
الْاَرْوَاحِ ثُمَّ اخْرُجْ مِنَ الْحُکْمِ وَ الْاَمْرِ
تَصِلْ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَبِّ اَیُّ صَلٰوۃٍ اَقْرَبُ
اِلَیْکَ قَالَ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْھَا سِوَائِیْ وَ
الْمُصَلِّیْ عَنْھَا غَائِبٌ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ صَوْمٍ اَ
فْضَلُ عَنْدَکَ ،قَالَ الصَّوْمُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ
سِوَائِیْ وَالصَّائِمُ عَنْہُ غَائِبٌ ،ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ
عَمَلٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ الْعَمَلُ الَّذِیْ لَیْسَ
فِیْہِ سِوَائِیْ مِنَ الْجَنَّۃِ وَ النَّارِ وَ صَاحِبُہٗ عَنْہُ
غَائِبٌ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ بُکَاءٍ اَفْضَلُ عِنْدَ کَ قَالَ
بُکَاءُ الضَّاحِکِیْنَ ۔ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ ضِحْکٍ
اَفْضَلُ عِنْدَ کَ ،قَالَ ضِحْکُ الْبَاکِیْنَ ۔ثُمَّ

قُلْتُ اَیُّ تَوْبَۃٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ ، قَالَ تَوْبَۃُ الْمَعْصُوْمِیْنَ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ عِصْمَۃٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ عِصْمَۃُ التَّائِبِیْنَ ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! جسموں اور نفسوں سے، پھر دل اور روحوں سے پھر حکم اور امر سے نکل کر مجھ سے واصل ہو جاؤ پس میں نے عرض کیا ،اے رب العالمین! کون سی نماز تیرے نزدیک لاتی ہے؟ فرمایا، وہ نماز جس میں میرے سوا اور کچھ نہ ہو اور نماز ادا کرنے والا اس میں خود بھی غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا، کون سا روزہ تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا وہ کہ جس میں میرے سوا کچھ نہ ہو اور روزہ دار اس میں خود بھی غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا کون سا عمل تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا وہ عمل جس میں میرے سوا بہشت اور دوزخ سے بھی کچھ نہ ہو اور صاحب عمل خود بھی اس میں غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا کون سا رونا تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا: ہنسنے والوں کا رونا۔ پھر میں نے عرض کیا کون سا ہنسنا تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا: رونے والوں کا ہنسنا۔ پھر میں نے عرض کیا کون سی توبہ تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا: پاکوں کی توبہ، پھر میں نے عرض کیا کون سی پاکیزگی تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا: توبہ کرنے والوں کی پاکیزگی۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ لَیْسَ لِصَاحِبِ

اَلْعِلْمِ عِنْدِیْ سَبِیْلٌ اِلَّا بَعْدَ اِنْکَارِہٖ لِاَنَّہٗ لَوْ تَرَکَ الْعِلْمَ عِنْدَہٗ صَارَ شَیْطَانًا۔

پھر مجھے فرمایا: اے غوث الاعظم! صاحب علم کا میرے نزدیک کوئی راستہ نہیں مگر جب اس سے (علم سے) انکار کر جائے اس لئے کہ اگر علم اس سے ترک ہو جائے تو شیطان ہو جاتا ہے۔

قَالَ الْغَوْثُ رَاَیْتُ عَزَّ سُلْطَانُہٗ فَسَئَالْتُہٗ یَا رَبِّ مَامَعْنَی الْعِشْقِ قَالَ الْعِشْقُ حِجَابٌ بَیْنَ الْعَاشِقِ وَ الْمَعْشُوْقِ۔

غوث اعظم نے فرمایا میں نے دیکھا اللہ جل شانہ کو، پس سوال کیا آپ سے، یارب! عشق کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا عشق عاشق اور معشوق کے درمیان ایک پردہ ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اِذَا اَرَدْتَ التَّوبَۃَ فَعَلَیْکَ بِاِخْرَاجِ ھَمِّ الذَّنْبِ عَنِ النَّفْسِ ثُمَّ بِاِخْرَاجِ الْخَطْرَاتِ مِنَ الْقَلْبِ تَصِلُ اِلَیَّ وَ اِلَّا فَاَنْتَ مِنَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! جب تو توبہ کا ارادہ کرے پس تجھے چاہیے کہ گناہوں کا خوف وغم وجود سے نکال دے۔ پھر وسوسوں کو دل سے نکال کر مجھ سے واصل ہو جا ورنہ تو ٹھٹھا کرنے والوں میں سے ہوگا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَدْخُلَ حَرَمِیْ فَلَا تَلْتَفِتْ بِالْمُلْكِ وَ الْمَلَكُوْتِ وَلَا بِالْجَبَرُوْتِ لِاَنَّ الْمُلْكَ شَیْطَانُ الْعَالِمِ وَ الْمَلَكُوْتَ شَیْطَانُ الْعَارِفِ وَ الْجَبَرُوْتَ شَیْطَانُ الْوَاقِفِ فَمَنْ رَضِیَ بِوَاحِدٍ مِنْهَا فَهُوَ عِنْدِیْ مِنَ الْمَطْرُوْدِیْنَ۔

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! جب تو میرے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو تو ہرگز ملک اور ملکوت اور جبروت کی طرف متوجہ نہ ہو کیونکہ عالم شہود (ظاہری) عالموں کا شیطان ہے اور عالم ملکوت عارفوں کا شیطان ہے اور عالم احدیت واقفوں کا شیطان ہے۔ پس جو کوئی ان میں سے کسی ایک پر بھی راضی ہو گیا۔ وہ میرے نزدیک دور ہونے والوں سے ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْمُجَاهَدَةُ بَحْرٌ مِنْ مُشَاهَدَةٍ وَ حِیْتَانُهٗ الْوَاقِفُوْنَ فَمَنْ اَرَادَ

الدُّخُوْلَ فِیْ بَحْرِ الْمُشَاهَدَةِ فَعَلَيْهِ بِاخْتِيَارِ الْمُجَاهَدَةِ لِاَنَّ الْمُجَاهَدَةَ بَذْرُ الْمُشَاهَدَةِ۔

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! مجاہدہ، مشاہدے کا ایک سمندر ہے اور واقف کار اس کی مچھلیاں ہیں پس جو کوئی مشاہدہ کے سمندر میں داخل ہونے کا ارادہ کرے، اس پر لازم ہے کہ مجاہدہ اختیار کرے کیونکہ مجاہدہ مشاہدہ کا بیج ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ لَا بُدَّ لِلطَّالِبِیْنَ مِنَ الْمُجَاهَدَةِ كَمَا لَا بُدَّ لَهُمْ مِنِّیْ۔

پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم! طالبانِ حق کے لئے مجاہدہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں جیسا کہ ان کو میرے سوا کوئی چارہ نہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اِنَّ اَحَبَّ الْعِبَادِ اِلَیَّ عَبْدِی الَّذِیْ کَانَ لَهٗ وَالِدٌ وَ وَلَدٌ وَ قَلْبُهٗ فَارِغٌ مِنْهُمَا بِحَیْثُ لَوْ مَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَا یَكُوْنُ لَهٗ حُزْنٌ بِمَوْتِ الْوَالِدِ وَ لَوْمَاتَ لَهُ الْوَلَدُ فَلَا یَكُوْنُ لَهٗ هَمُّ الْوَلَدِ فَاِذَا بَلَغَ الْعَبْدُ

هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَهُوَ عِنْدِیْ بِلَا وَالِدٍ وَ لَا وَ لَدٍ وَ لَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ محبوب بندہ میرے نزدیک وہ ہے جس کا باپ بھی موجود ہو اور بیٹا بھی اور دل اس کا ہر دو سے فارغ ہو اس حیثیت سے کہ اگر اس کا باپ مرجائے تو اس کو باپ کی وفات پر کوئی غم محسوس نہ ہو اور اگر بیٹا فوت ہو جائے تو بھی بیٹے کے مرنے کا غم لاحق نہ ہو۔ پس جب بندہ اس منزل پر چڑھ جائے تو وہ میرے نزدیک بلا باپ اور بیٹے کے ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ مَنْ یَذُقْ فَنَاءَ الْوَالِدِ بِمَحَبَّتِیْ وَ فَنَاءَ الْوَلَدِ بِمَوَدَّتِیْ لَمْ یَجِدْ لَذَّةَ الْوَحْدَانِیَّةِ وَ الْفَرْدَانِیَّةِ۔

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! جس نے میری محبت کے ہوتے باپ کے مرنے کو اور میری دوستی کے ہوتے بیٹے کے مرنے کو محسوس کیا، اس نے وحدانیت اور فردانیت کی لذت نہ پائی۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَنْظُرَ اِلَیَّ فِیْ مَحَلٍّ فَاخْتَرْ قَلْبًا فَارِغًا عَنْ

سِوَائِیْ۔
پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم! جب تو کسی محل میں میری طرف دیکھنے کا ارادہ کرے۔ پس تو دل کو میرے غیر سے فارغ کرلے۔

فَقُلْتُ یَا رَبِّ مَا عِلْمُ الْعِلْمِ قَالَ عِلْمُ الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ۔

پھر میں نے عرض کیا، علم العلم کیا ہے؟ فرمایا علموں کا علم تمام علموں سے لاعلمی ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمْ طُوْبٰی لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهٗ اِلَی الْمُجَاهَدَةِ وَ وَیْلٌ لِّعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهٗ اِلَی الشَّهَوَاتِ۔

پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم! اس آدمی کو بشارت ہو جس کا دل مجاہدہ کی طرف مائل ہو اور اس شخص پر افسوس ہے جس کا دل خواہشات نفسانیہ کی طرف مائل ہو۔

قَالَ الْغَوْثُ: سَأَلْتُ الرَّبَّ تَعَالٰی عَنِ الْمِعْرَاجِ قَالَ هُوَ الْعُرُوْجُ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ سِوَائِیْ وَ

كَمَالُ الْمِعْرَاجِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى۔

غوث الاعظم نے فرمایا میں نے اللہ تعالی سے معراج کے متعلق سوال کیا۔فرمایا کہ وہ میرے سوا تمام چیزوں سے بلند ہو جانا ہے اور معراج کا کمال ''نہ آنکھ جھپکی اور نہ بہکی'' کا مصداق ہونا ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهٗ عِنْدِیْ۔

پھر مجھے فرمایا ، یاغوث الاعظم ! میرے نزدیک وہ نماز نہیں ہے جس میں معراج نہیں ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الصَّلٰوةِ هُوَ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الْمِعْرَاجِ عِنْدِیْ۔

پھر مجھے فرمایا ،اے غوث الاعظم ! جو نماز سے محروم ہے وہ میرے نزدیک معراج سے بھی محروم ہے۔

اِلٰی هُنَا تَمَّتِ الْغَوْثِیَّةُ وَ تُسَمّٰی الْمِعْرَاجِیَّةُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَزَّ سُلْطَانُهٗ ۔

باب ششم

تصانیف و خطبات اور مواعظ

تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	کوائف
۱	غنیۃ الطالبین	۱۲۸۰ھ میں مصر میں طبع ہوئی۔
۲	الفتح الربانی	۱۲۸۱ھ میں مصر میں طبع ہوئی۔
۳	فتوح الغیب	۱۲۸۱ھ میں مصر میں طبع ہوئی۔
۴	حزب بشاء الخیرات	اسکندریہ مصر میں طبع ہوئی۔
۵	المواھب الرحمانیۃ و الفتوحات الرحمانیہ	کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے۔
۶	جلاء الخاطر	کشف الظنون حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے۔
۷	سرّ الاسرار	علم تصوف کے بارے میں ہے۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔
۸	ردّ الرافضہ	مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔
۹	تفسیر قرآن کریم (دو جلد)	کتب خانہ رشید کرام طرابلس میں موجود ہے۔
۱۰	علم ریاضی	علم ریاضی کے متعلق ۵۲۲ھ میں لکھی مگر ناتمام موجود ہے۔

یہ تصنیفات وہ ہیں جو زمانہ حال میں اقصائے عالم میں موجود پائی جاتی ہیں مگر معتبر روایات سے معلوم ہے کہ آں حضور قدس سرہ العزیز نے مختلف علوم میں ۶۹ کتب تصنیف فرمائی ہیں اور خاص طور پر فقہ حنبلی اور فقہ شافعی اور تفسیر قرآن و احادیث و دیگر علوم اسلامیہ کے بارے تصنیف فرمائی ہیں۔

خطبہ وعظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آنحضور قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سیدنا شیخ المشائخ عبدالوہاب رضی اللہ عنہ وشیخ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد مجلس وعظ میں فرمایا کرتے تھے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" اس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے تھے۔ پھر فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" پھر خاموش ہو جاتے۔ پھر فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" پھر خاموش ہو جاتے۔ (ترجمہ: سب تعریفیں خدائے تعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔) پھر درج ذیل کلمات ارشاد فرماتے:

عَدَدَ خَلْقِہٖ وَ زِنَۃَ عَرْشِہٖ وَ رِضَآءَ نَفْسِہٖ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ وَ مُنْتَھٰی عِلْمِہٖ وَ جَمِیْعَ مَا شَآءَ وَ خَلَقَ وَ زَادَ وَ بَرَءَ عَالِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

اس کی تمام مخلوقات، اس کے عرش کے، اس کے کلمات، اس کے منتہائے علم، اس کی تمام مخلوقات، سب کے برابر اور جس قدر کہ وہ پسند کرے وہ ظاہر وباطن غرضیکہ تمام چیزوں کا جاننے والا نہایت نرمی اور مہربانی کرنے والا ہر ایک چیز کا مالک، بے عیب، سب سے غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک بھی اسی کا ہے اور تمام تعریفیں بھی اس کو زیبا ہیں۔ وہی سب کو زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ وہ خود تا ابدالاباد زندہ رہے گا اسے کبھی موت نہیں۔ ہر طرح کی بھلائی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔

وَلَا نِدَّ لَهٗ وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا عَوْنَ لَهٗ وَلَا ظَهِيْرَ لَهٗ اَلْوَاحِدُ الْاَحَدُ الْفَرْدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ لَيْسَ بِجِسْمٍ فَيُسَمَّ وَلَا جَوْهَرٍ فَيُحَسَّ وَلَا عَرْضٍ فَيَكُوْنُ مُنْتَقِصًا هُنَالِكَ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشَارِكَ جَلَّ اَنْ يُشَبَّهَ بِمَا صَنَعَهٗ اَوْ يُضَافَ لِمَا اخْتَرَعَهٗ لَيْسَ

كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَحَبِيْبُهٗ وَخَلِيْلُهٗ وَصَفِيُّهٗ وَنَجِيُّهٗ وَخِيَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

نہ اس کا کوئی ہمسر ہے نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر نہ معاون نہ مددگار، ایک اکیلا تنہا، پاک اور بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا کوئی اس کی برابری کا نہیں، نہ وہ جسم ہے کہ گھٹ بڑھ سکے نہ وہ جوہر ہے کہ جلا قبول کرے، نہ وہ عرض ہے کہ نقصان قبول کرے، وہ اس بات سے بھی بالاتر ہے کہ اس کی بنائی ہوئی چیزوں سے اسے تشبیہ یا اس کے اختراعات میں سے کسی کے ساتھ اسے نسبت دی جائے بلکہ اس جیسی کوئی بھی شے نہیں وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے دوست اور پسندیدہ دوست اور اس کی کل مخلوقات میں بہترین مخلوق ہیں۔ اس نے آپ کو ہدایت کاملہ اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ تمام ادیان پر اس کو غالب کردے۔ گو مشرک اس بات کو پسند نہ کریں۔

اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنِ الرَّفِیْعِ الْعِمَادِ الطَّوِیْلِ النَّجَادِ الْمُؤَیَّدِ بِالتَّحْقِیْقِ الْمُکَنّٰی بِالْعَتِیْقِ الْخَلِیْفَۃِ الشَّفِیْقِ الْمُسْتَخْرَجِ مِنْ اَطْھَرِ اَصْلٍ عَرِیْقٍ ۔ اَلَّذِیْ اسْمُہٗ بِاسْمِہٖ مَقْرُوْنٌ وَ جِسْمُہٗ مَعَ جِسْمِہٖ مَدْفُوْنٌ اَلْاِمَامِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ عَنِ الْقَصِیْرِ الْاَمَلِ الْکَثِیْرِ الْعَمَلِ الَّذِیْ لَا خَامَرَہٗ وَ جَلٌ وَلَا عَارَضَہٗ زَلَلٌ وَلَا دَخَلَہٗ مَلَلٌ الْمُؤَیَّدِ بِالصَّوَابِ اَلْمُلْھَمِ بِفَصْلِ الْخِطَابِ حَنِیْفِی الْمِحْرَابِ اَلَّذِیْ وَاَقَفَ حُکْمُہٗ نَصَّ الْکِتَابِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ عَنْ مُجَھِّزِ جَیْشِ الْعُسْرَۃِ وَ عَاشِرِ الْعَشَرَۃِ مَنْ شَیَّدَ

الْاِیْمَانَ وَ رَتَّلَ الْقُرْآنَ وَ شَتَّتَ الْفُرْسَانَ وَ
ضَعْضَعَ الطُّغْیَانَ وَ زَیَّنَ الْمِحْرَابَ بِاِمَامَتِہٖ
وَ الْقُرْآنَ بِتِلَاوَتِہٖ اَفْضَلِ الشُّھَدَآءِ وَ اَکْرَمِ
السُّعَدَآءِ الْمُسْتَحْیٖ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمٰنِ ذِی
النُّوْرَیْنِ اَبِیْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ
اللّٰہُ عَنْہُ وَ عَنِ الْبَطَلِ الْبُھْلُوْلِ وَ زَوْجِ
الْبَتُوْلِ وَ ابْنِ عَمِّ الرَّسُوْلِ وَ سَیْفِ اللّٰہِ
الْمَسْلُوْلِ وَقَالِعِ الْبَابِ وَ ھَازِمِ الْاَحْزَابِ
اِمَامِ الدِّیْنِ وَ عَالِمِہٖ وَ قَاضِی الشَّرْعِ وَ
حَاکِمِہٖ وَ الْمُتَصَدِّقِ فِی الصَّلٰوۃِ بِخَاتِمِہٖ
مُفْدِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِنَفْسِہٖ وَ مَظْھَرِ الْعَجَآئِبِ
الْاِمَامِ اَبِی الْحَسَنَیْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْمَ وَ عَنِ السِّبْطَیْنِ

الشَّهِيْدَيْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ وَ عَنِ الْعَمَّيْنِ
الشَّرِيْفَيْنِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ وَ عَنِ الْاَنْصَارِ
وَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ عَنِ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ
اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ،اَللّٰهُمَّ
اَصْلِحَ الْاِمَامَ وَ الْاُمَّةَ وَ الرَّاعِيَ وَ الرَّعِيَّةَ وَ
اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ وَ ادْفَعْ شَرَّ
بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ ،اَللّٰهُمَّ وَ اَنْتَ الْعَالِمُ
بِسَرَائِرِنَا فَاَصْلِحْهَا وَ اَنْتَ الْعَالِمُ بِعُيُوْبِنَا
فَاغْفِرْهَا وَ اَنْتَ الْعَالِمُ بِذُنُوْبِنَا فَاسْتُرْهَا وَ اَ
نْتَ الْعَالِمُ بِحَوَائِجِنَا فَاقْضِهَا لَا تَرَانَا حَيْثُ
نَهَيْتَنَا وَ لَا تَفْقِدْنَا حَيْثُ اَمَرْتَنَا وَ اَعِزَّنَا
بِالطَّاعَةِ وَ لَا تُذِلَّنَا بِالْمَعْصِيَةِ وَ اشْغَلْنَا بِكَ
عَمَّنْ سِوَاكَ وَ اقْطَعْ عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ يَقْطَعُنَا

عَنْكَ وَ اَلْهِمْنَا ذِكْرَكَ وَ شُكْرَكَ وَ حُسْنَ
عِبَادَتِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَ
مَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ،اَللّٰهُمَّ لَا تُجِئْنَا فِيْ غَفْلَةٍ
وَلَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَ لَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اٰمِيْنَ يَا اِلٰهَ
الْعَالَمِيْنَ ـ

اے اللہ! تو راضی ہو اور اپنی رحمتیں اُتار اِن پر جو اونچے گھرانے والے اور بڑے قد والے ہوئے ہیں، حق کے مؤید ہیں، جن کی کنیت عتیق ہے، جو کہ خلیفہ مہربان ہوئے اور جن کی اصل، اصل طاہر سے ہے، جن کا نام کہ جناب سرورِ کائنات ﷺ کے اسمِ مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے اور جن کا جسم مبارک آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کے ہم پہلو مدفون ہے یعنی امام عادل امیر

المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ کوتاہ حرص وکثیر العمل ہوئے جن کو نہ کسی کا خوف لاحق ہوتا نہ لغزش سرزد ہوتی اور نہ راہِ حق میں وہ کسی طرح سے تھکتے ،حق جن کی تائید پر تھا ،جنہیں فیصلے وتصفیے کرنا الہام ہو چکا تھا جو کہ سیدھی راہ پر تھے اور جن کا حکم وحی وآیات قرآنی کے مطابق اترا یعنی امام عادل امیر المؤمنین ابوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ اسلامی لشکر کی تیاریوں میں نہایت سرگرم تھے اور عشرہ مبشرہ سے ہوئے جنہوں نے ایمان کی جڑ کو مضبوط کر دیا ،جنہوں نے لشکر پھیلا کر کفار کی سرکشی مٹادی جنہوں نے مسجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت سے اور کلام ربانی کو اس کی تلاوت سے مزین کیا جو کہ افضل الشہداء واکرم السعداء ہیں ،جن کی شرم وحیا کا یہ حال تھا کہ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے یعنی امیر المؤمنین حضرت ابوعمر وعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ شیر خدا زوج بتول رضی اللہ عنہا اور جناب سرور کائنات ﷺ کے چچیرے بھائی ہیں ،جو کہ خدا تعالیٰ کی نکلی ہوئی تلوار ہیں ،دشمنوں کے لشکروں کو شکست فاش دیا کرتے تھے ،جو کہ امام عادل ،قاضی وحاکم شرع اور نماز کا پورا حق ادا کرنے والے ہوئے جو کہ اپنی روح پر فتوح کو جناب سرور کائنات ﷺ پر فدا کرتے تھے یعنی مظہر العجائب والغرائب امام عادل امیر المؤمنین ابی الحسنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم اور سرور کائنات ﷺ کے نواسے الشہیدین الامام الحسن والحسین اور آپ کے عم بزرگ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ اور کل مہاجرین وانصار پر ،سب پر اللہ تعالیٰ راضی ہو اور ان پر بھی جو کہ قیامت تک ان کی پیروی کرتے ہیں۔

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اے پروردگار امام اور امت وحاکم ومحکوم دونوں کو صلاحیت نصیب کر ،ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال

انہیں نیکی کی توفیق دے اور ایک دوسرے کے شر سے انہیں محفوظ رکھ، اے پروردگار! تو ہمارے مخفی رازوں سے واقف ہے تو ان کی اصلاح کر، تجھ کو ہمارے گناہوں کی خبر ہے تو انہیں معاف کر، تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے انہیں چھپا، تو ہماری ضرورتوں کو جانتا ہے ان کو پورا کر، جن باتوں سے تو نے ہمیں منع کیا ہے ان کے کرنے کا ہمیں موقع نہ دے اور توفیق دے کہ ہم تیرے احکام کے پابند رہیں، ہمیں اپنی اطاعت وعبادت کی عزت نصیب کر اور گناہوں کی ذلت میں نہ ڈال، اپنے سوا سے ہمیں اپنی طرف کھینچ لے اور اسے ہم سے دور کر دے جو تجھ سے ہمیں دور کرے۔ ہمیں اپنا ذکر وفکر کرنے کا طریقہ سکھلا اور صبر وشکر کی توفیق عطا فرما اور اطاعت اور عبادت کرنے میں ہمیں خلوص اور یقین نصیب فرما۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، کسی کو کچھ طاقت وقوت نہیں مگر اس کی اعانت سے بے شک وہ عظمت والا اور بزرگی والا ہے۔ اے پروردگار! ایسا کرم کر کہ ہماری زندگی غفلت میں بسر نہ ہو، اے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا قصداً ہم سے خطاء ہو جائے تو ہم سے درگزر کر اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جتنا کہ تو نے اگلی امتوں پر ڈالا، جس بات کی ہمیں طاقت نہ ہو اس کے لئے تو ہمیں مجبور نہ کر، ہم سے تو نرمی فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور اپنا فضل وکرم ہمارے شامل حال رکھ، تو ہی ہمارا مالک اور حقیقی مددگار ہے۔ تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد فرما۔ آمین یا اللہ العالمین۔

اعمالِ صالحہ

جو شخص کہ اپنے مالک حقیقی سے سچا تعلق قائم کر کے نیکوکاری اور پرہیزگاری اختیار کر لیتا ہے وہ رات دن ماسوی اللہ سے بیزار رہتا ہے۔ میرے دوستو! تم ایسی بات کا جو تم

میں نہ ہو ہرگز دعویٰ نہ کرو۔ خدا کو ایک جانو کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، نہ اس کا کوئی ہم شکل اور مشابہ ٹھہراؤ، اس کو حلول اور اتحاد سے مبرا سمجھو، جس کسی کا اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی خرچ ہوتا ہے خدا تعالیٰ ضرور ہی اسے نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

یادرکھو کہ دل کی کدورت نہیں جاسکتی جب تک کہ نفس کی کدورت نہ جائے، تاوقتیکہ نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے، دل میں صفائی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اسی وقت تو یہ خطاب ملے گا:

يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔

اے نفس مطمئنہ تو نہایت خوش وخرم ہو کر اپنے پروردگار کی طرف چلا جا۔

اسی وقت وہ حضرت القدس میں باریابی حاصل کر سکے گا اور توجہات اور نظر رحمت کی آماجگاہ بنے گا۔ اس کی عظمت اس کا جلال اس پر منکشف ہوگا اور مقام ارفع اور اعلیٰ سے اسے یہ سنائی دینے لگے گا:

يَا عَبْدِيْ وَ كُلَّ عَبْدِيْ اَنْتَ لِيْ وَ اَنَا لَكَ۔

یعنی اے مرے بندے اور تمام میرے بندو! تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے۔

جب اس حال میں اسے مدت تک تقرب الٰہی حاصل رہے گا تو اب وہ خاصانِ خدا سے ہو جائے گا اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے اسرار پر مطلع ہونے کا اہل ہو جائے گا اور اب وہ خدا کا امین ہوگا اور اسی لئے خدائے تعالیٰ نے اسے دنیا میں بھیجا ہے کہ مصیبت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچالے اور گمراہی

کے بیابانوں میں راہِ حق سے گم گشتہ لوگوں کو راہ حق کی طرف لے کر آئے پھر اگر مردہ دل پر اس کی گزر ہو جاتی ہے تو وہ زندہ کر دیتا ہے اور گنہگار پر نظر پڑتی ہے تو اسے نصیحت کرتے ہی بد بخت سے نیک بخت بنا دیتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء اللہ، ابدال کے غلام ہیں اور ابدال، انبیاء کے اور انبیاء حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ

اولیاء اللہ کی مثال بادشاہ کے فسانہ گو جیسی ہے کہ وہ ہمیشہ بادشاہ کا مصاحب بنا رہتا ہے۔ اولیاء اللہ کے لئے رات ان کے حق میں تختِ سلطنت ہوتی ہے اور ان کے لئے دن تقربِ الٰہی کا سبب ہوتا ہے مگر راز کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں:

یَا بُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ۔

یعنی اے بیٹے تم اپنی خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔

علمِ نافع

پہلے علم پڑھو اور پھر گوشہ نشین ہو۔ جو شخص بغیر علم کے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس کے تمام کام بہ نسبت سنورنے کے بگڑتے زیادہ ہیں۔ اپنے ساتھ شریعت الٰہی کا چراغ لے لو پھر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے اور علم (لدنی) جو اسے حاصل نہیں تھا سکھلاتا ہے۔ تم اسباب سے اور تمام خلقت سے منقطع ہو جاؤ، اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے دل کو مضبوط اور مستحکم کر دے گا اور اس کا میلان ورجحان عبادت اور پرہیزگاری کی طرف کر دے گا۔ ماسوی اللہ سے جدا رہو اور اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ خدا تعالیٰ سے نیک نیتی رکھو۔ چالیس روز اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہو تو تمہارے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے اور تمہارا دل اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح محبت الٰہی کی

آگ دیکھنے لگے گا اور آتش محبت دیکھ کر تمہارے نفس، تمہاری خواہش، تمہارے شیطان تمہاری طبیعت، تمہارے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا کہ ٹھہر جاؤ! میں نے آگ دیکھی ہے اور مقام سر سے اس کی ندا ہوگی کہ میں ہوں تیرا رب، تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ، مجھے پہچان لے اور میرے ماسوا کو بھول جا، مجھ سے علاقہ رکھ اور سب سے تعلق توڑ دے، میرا طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر، میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر، پھر جب لقا تمام ہو جائے گی تو تمہیں جو کچھ حاصل ہوگا الہام ہوگا اور حجاب زائل ہو جائیں گے اور کدورت دور ہو جائے گی اور نفس بھی ساکن ہو جائے گا اور الطاف کریمانہ ہونے لگیں گے۔ خطاب ہوگا کہ اے ولی! فرعون نفس اور خواہش و شیطان کو میرے پاس لاؤ میں انہیں ہدایت کروں گا اور ان سے کہنا کہ تم میری پیروی کرو میں تمہیں نیک راہ بتاؤں گا۔

فنا و بقا

آپ نے فرمایا کہ تم حکم الٰہی کو مدنظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس اور خواہش اور اس کے ارادہ کو مدنظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کرو۔ اس وقت تم علم الٰہی کے لائق ہو سکو گے۔ مخلوق سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ ان سے تمہارا تعلق منقطع ہو جائے، ان کے نفع سے ناامید اور ان کے ضرر سے بے خوف رہو اور خود اپنی ہستی اور نفس و خواہش سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسباب ظاہری سے نظر اٹھا لو اور اپنے ذریعہ اور سبب سے خود کچھ نہ کرو اور نہ اپنے لئے کچھ اپنا بھروسہ سمجھو بلکہ اپنے تمام امور اسی خالق حقیقی کو سونپ دو جس نے اولاً اس میں تصرف کیا ہے، وہی اب بھی تصرف کرے گا اور اپنے ارادہ سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ مشیت الٰہی کے سامنے تمہارا ارادہ باقی نہ رہے بلکہ اسی کا فعل تمہارے اندر جاری رہے اور تمہارے اعضاء اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن اور خوش رہے اور ذرا بھی منقبض نہ ہو

اور باطن معمور اور تمام حاجتوں سے مستغنی رہے اور تم قدرت الٰہی میں ہو جاؤ۔ جو کچھ بھی وہ تم پر تصرف کرے زبان ازلی اس وقت تمہیں پکارے گی، علم لدنی تم کو حاصل ہوگا۔ نور جمال الٰہی کا لباس پہنو گے پھر جب ارادہ الٰہی کے سوا تمہارے اندر اور کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات و خرق عادات تمہاری طرف منسوب ہوں گے مگر بظاہر اور در حقیقت وہ فعل الٰہی ہوگا اور وہ نشاۃ اخری ہے، پھر جب تم اپنے دل میں کوئی ارادہ پاؤ تو خدائے تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا خیال کرو اور اپنے وجود کو حقیر جانو یہاں تک کہ تمہارے وجود پر قضائے الٰہی وارد ہو۔ اس وقت تمہیں بقا حاصل ہوگی کیونکہ فنا حد ہے وہ یہ کہ اکیلا خدا تعالیٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے بھی اکیلا تھا۔ یہی حالت فنا ہے۔ جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے تو کہا جائے گا ''خدا تعالیٰ تم پر اپنی رحمت اتارے اور حقیقی زندگی نصیب کرے''۔ تب حقیقی زندگی حاصل ہوگی اور وہ غنا کہ جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہیں اور وہ امن کہ جس کے بعد خوف نہیں اور وہ نیک بختی کہ جس کے بعد بدبختی نہیں اور وہ عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں اور وہ قرب کہ جس کے بعد بُعد نہیں اور وہ عظمت اور بزرگی کہ جس کے بعد ذلت اور حقارت نہیں اور وہ پاکی کہ جس کے بعد نجاست متصور نہیں ہو سکتی، حاصل ہوگی۔

زُہد و ورع

آپ نے فرمایا ''ورع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیاء سے رکا رہے۔ شریعت جس چیز کی اجازت دے اسے اختیار کرے اور باقی سب کو چھوڑ دے۔''

ورع کے تین درجے ہیں:

اول...... ورع عوام

یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزوں سے رکا رہے۔

دوم......ورع الخواص

یہ ہے کہ نفس اور خواہش کی تمام چیزوں سے رکا رہے۔

سوم......ورع خاص الخواص

یہ ہے کہ بندہ ہر اس چیز سے جس کا وہ ارادہ کرسکتا ہے رُکا رہے۔

ورع کی دو قسمیں ہیں:

اول......ورع ظاہری

وہ یہ کہ بجز امرِ الٰہی حرکت نہ کرے۔

دوم......ورع باطنی

یہ کہ دل پر ماسوی اللہ کسی کا گزر نہ ہو۔

پس جو شخص ورع کی باریکیوں کو مدنظر نہیں رکھتا وہ اس کے مراتب عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا اور ورع اللسان بہت مشکل ہے۔ (یعنی گفتگو میں) اور امارت اور ریاست کی حالت میں تو نہایت ہی مشکل ہے۔ زہد، ورع کی پہلی سیڑھی ہے جیسا کہ قناعت رضا کی پہلی سیڑھی ہے۔ ورع کے قوانین کھانے، پینے، اُٹھنے اور بیٹھنے میں بھی ہیں۔ متقی کا کھانا خلقت کے کھانے کے برعکس ہوتا ہے کہ نہ تو شریعت اس پر گرفت کرسکتی ہے نہ کسی کو اس میں کچھ نزاع ہوتی ہے اور ولی کا کھانا وہ ہے کہ جس میں اس کا کچھ ارادہ نہیں ہوتا بلکہ محض فضل الٰہی سے وہ کھانا اسے ملتا ہے۔ پس جس کے لئے پہلی صفت متحقق و متخلق نہیں ہوسکتی، وہ دوسرے درجے تک بھی نہیں پہنچ سکتا نیز حلال مطلق یہ ہے کہ اس میں کسی طرح سے بھی معصیت الٰہی متصور نہ ہوسکے اور نہ اس کی وجہ سے کسی وقت خدائے تبارک وتعالیٰ کو فراموش کرے اور لباس تین طرح پر ہے۔ لباس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، لباس اولیاء رحمہم اللہ، لباس ابدال رحمہم اللہ۔

لباس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام: حلال مطلق ہے خواہ روئی، بن، صوف، وغیرہ کسی شے کا بھی ہو اور لباس اولیاء اللہ رحمہم اللہ یہ کہ شریعت نے جتنا حکم دیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جس سے ستر پوشی ہو سکے اور ضرورت پوری ہو جائے، اس لئے کہ اس سے ان کی خواہشیں سرد ہو جائیں اور ان کا نفس مر جائے اور لباس ابدال رضی اللہ عنہم یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائے پہنتے ہیں خواہ قیمتی ہو یا کم قیمت، خود انہیں نہ اعلیٰ کی خواہش نہ ادنیٰ سے نفرت۔

ورع کامل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ دس صفتیں نفس پر لازم نہ کر لی جائیں:

اول...... زبان کو قابو میں رکھنا۔

دوم...... غیبت سے بچے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔

سوم...... کسی کو حقیر نہ جانے کسی کی ہنسی نہ اڑائے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ۔

یعنی ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے شاید کہ وہ اس سے بہتر نکلے۔

چہارم...... محارم پر نظر نہ ڈالے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔

یعنی مسلمانوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔

پنجم...... راستی وراست بازی، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا۔

یعنی جب بات کہو انصاف کی یعنی سچی۔

ششم ...... انعامات واحسانات الٰہی کا اعتراف کرتا ہے تاکہ نفس عُجب اور غرور میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰاكُمْ لِلْاِيْمَانِ۔

بلکہ اللہ ہی تم پر احسان کرتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی۔

ہفتم ...... اپنا مال ومتاع راہ حق میں صرف کرے نہ کہ اپنے نفس وخواہش میں، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا۔

یعنی وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل کرتے ہیں۔

یعنی وہ اپنا مال گناہ ومعصیت میں نہیں اڑاتے اور نہ نیک راہ میں خرچ کرنے سے رکتے ہیں۔

ہشتم ...... اپنے نفس کے لئے بہتری وبھلائی کا خواہاں نہ ہو اور کبر وغرور سے مکمل طور پر بچے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔

یعنی (جنت) ہی اصل گھر ہے۔ اس میں انہی لوگوں کو جگہ دیں گے جو کہ دنیا میں برتری نہیں چاہتے اور نہ کوئی فساد کا کام کرتے ہیں۔

نہم...... نماز پنجگانہ کی حفاظت کرے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔

یعنی نماز پنجگانہ اور خصوصاً نماز عصر کی حفاظت کرو اور نہایت عاجزی سے اس کے سامنے کھڑے ہوا کرو۔

دہم...... سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ۔

یعنی دین اسلام میری سیدھی راہ ہے اس کی تم پیروی کرتے رہو۔

الفت ومحبت

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ محبت دل کی تشویش کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے اسے حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت دنیا اسے انگوٹھی کے حلقہ یا مجلس ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ محبت وہ شراب ہے کہ اس کا نشہ کبھی نہیں اترتا، محبت محبوب سے خواہ ظاہری ہو خواہ باطنی ہو، ہر حال میں خلوص نیتی کرنے کا نام ہے۔ محبت جز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے۔ عاشق محبت کے نشہ سے ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہ محبوب کبھی ہوش نہیں آتا وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب صحت نہیں پاتے۔ انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے بغیر مولا انہیں کسی سے محبت نہیں ہوتی۔

عزیمت و ہمت

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ نفس کو حب دنیا سے اور روح کو تعلق عقبیٰ سے دور رکھنا اور ارادہ عقبیٰ کو ارادہ مولیٰ سے تبدیل اور مقام سر کو اشارہ کون سے خواہ ایک لمحہ کے لئے سہی، خالی کرنا ہے۔

ذوق وشوق

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ بہترین شوق وہ ہے جو کہ مشاہدہ سے پیدا ہوا اور لقا کے بعد حول نہ ہو بلکہ ہمیشہ انس باقی رہے۔ بدون بقا کے کسی طرح سے تسلی اور تسکین ممکن نہ ہو۔ جس قدر کہ لقا حاصل ہو اس سے شوق بڑھتا رہے۔ شوق کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اسباب موافقت روح یا متابعت ہمت یا حظ نفس سے خالی ہو۔ اس وقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے۔

کن چیزوں کا مسلمان میں ہونا لازمی ہے

ارشاد حضرت غوث اعظم قدس سرہ العزیز ہے کہ ہر ایک مسلمان کے لئے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

اول...... احکام کی پابندی اور تعمیل کرنا۔

دوم...... ان چیزوں سے جن سے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے اجتناب کرنا۔

سوم...... قضا وقدر پہ راضی رہنا اور کبھی تقدیر کا شاکی نہ ہونا۔ ان تینوں خصوصیتوں سے کبھی خالی نہ رہنا، اسلام کا پہلا درجہ ہے لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان کا پابند رہے اور ہمیشہ اپنے دل میں ان کا خیال رکھے اور ان پر کاربند رہے۔

اعمالِ صالح کی تلقین

سنت کی پیروی کرنا اور بدعت سے بچنا اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ماننا، خدا کو واحد

مطلق سمجھنا، اس کے ساتھ شرک نہ کرنا اور اس کی ذات ستودہ صفات کو منزہ جاننا، اس پر کوئی تہمت نہ لگانا، بغیر کسی شک وشبہ کے دین اسلام کو سچا ماننا، مصیبت کے وقت صبر کرنا اور ہر حالت میں ثابت قدم رہنا اللہ سے اس کا فضل وکرم طلب کرنا، ناکامی پر مایوس نہ ہونا اور اس کی ذات سے ہر وقت امید رکھنا، باہم بھائیوں کی طرح میل جول رکھنا، دشمنی وکینہ سے احتراز کرنا، ہم جماعت ہو کر عبادت الٰہی بجا لانا اور خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھنا، گناہوں سے بچنا اور بندگی الٰہی سے زینت حاصل کرنا، ہر وقت اسی کی جانب متوجہ رہنا اور اس سے کبھی روگردانی نہ کرنا، توبہ میں عجلت کرنا، شب وروز میں اس کی یاد سے غافل نہ رہنا اور عذر سے سستی نہ کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور ہر شخص کو ایسا کرنا چاہیے اس امید پر کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہم پر رحم فرمائے اور نیک بختی عطا فرمائے۔ وہ دوزخ سے امان دے اور نعمت ہائے بہشت عطا فرمائے، جہاں کنواری بیویوں کی صحبت، اچھے اچھے گھوڑوں کی سواری، مفرح خوشبو اور حسینہ وجمیلہ حوروں کی خوش آئند آوازیں خوشحال کریں گی اور پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک مردوں کے ساتھ مرتبہ اعلیٰ بخشے گا۔

دنیاداروں کے متعلق

جب تم دنیا داروں کو دیکھو کہ ان کے ہاتھ میں جھوٹے سامانوں اور فکر وفریبوں اور مہلک زہروں کے ساتھ مال دنیا جمع ہے جس کا ظاہر نرم اور باطن خشک ہے اور ان لوگوں کو جن کے ہاتھ میں فی الحال مال ہے اور جو مغرور اور بے فکر ہیں، دنیا بہت جلد ہلاک کر ڈالے گی اور اپنی بد عہدی کی وجہ سے ان کو مبتلائے مصائب کر دے گی، تو اس کو اس طرح سمجھو جس طرح کوئی شخص پاخانہ پر برہنہ بیٹھا ہے اور جیسا کہ اس کو برہنہ دیکھنے کے بعد آنکھیں بند کر لو گے اور نجاست کی بدبو سے بچنے کے لئے ناک بند کر لو گے، اسی طرح یہاں بھی دنیا کو دنیا دار کے ہاتھوں میں دیکھ کر ناک آنکھ بند کر لو تاکہ اس کی فریب دہ

زینت نہ دیکھ سکو اور اس کی شہوتوں اور لذتوں کی مغز شکن بد بو نہ سونگھ سکو۔ اس طرح ان کی آفات سے نجات ملے گی اور وہ خوشگوار حصہ بھی جو تمہارے نصیب کا ہے تم کو مل جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پیغمبر ﷺ کو فرماتا ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔

اور نہ دیکھو تم اس کو جو ہم نے چند کافروں کے فائدے کے لئے عطا کی ہے یعنی زندگانی کی آرائش تاکہ ہم اس سے ان کی آزمائش کریں اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق تم کو دیا ہے (یعنی ہدایت نبوت) وہ بہتر اور پائیدار ہے۔

ترک نفس اور توبہ

اے لوگو! اپنے نفس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اپنے وجود کی بادشاہی کو چھوڑ دو۔ ہر امر کو سپرد خدا کر کے اس کی جانب سے اپنے دل کے دربان ہو جاؤ یعنی جس کو وہ اندر جانے کا حکم دے اس کو آنے دو اور جس کو منع کرے اس کو روک دو۔ اس طرح وہ ہوا و ہوس بھی جو ایک مرتبہ نکل گئی ہے پھر نہ آئے گی کیونکہ جس طرح وہ مخالفت کرنے سے نکل جاتی ہے اسی طرح موافقت اور ترک مخالفت سے پھر آ جاتی ہے لہذا ماسوائے ارادہ الٰہی کے کوئی ارادہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہر حالت میں ہونا تو وہی ہے جو ارادہ الٰہی اور حکم خدا ہے پھر سوائے اس کے دوسری خواہش کرنی حماقت نہیں تو اور کیا ہے جس کی وجہ سے فضول مبتلائے بلا ہو اور اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے گر جاؤ۔ پس بہتر یہی ہے کہ حکم الٰہی بجا لاؤ، امر و نہی کی پابندی کرو اور تمام امور کو اسی کے سپرد کر دو۔ فانی مخلوق سے کسی چیز

کو نسبت کر کے اس کا شریک نہ بناؤ یعنی بشر کا ارادہ ہو یا خواہش سب فانی ہیں۔ پس ان کو ترک کر دینا چاہیے تا کہ مشرک نہ بن جاؤ۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔

جو امیدوار دیدار پروردگار ہو اس کو چاہئے کہ نیک عمل بجالائے اور کسی غیر کو عبادت الٰہی میں شریک نہ کرے۔

کچھ یہ ہی نہیں کہ نیت ہی کرنے سے شرک ہوتا ہے بلکہ خواہش ہائے نفسانی کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دنیا یا آخرت کی چیز کو پسند کرنا بھی شرک ہے کیونکہ اس کی ذات خاص کے علاوہ ہر ایک شے اس سے غیر ہے اور جب اس سے غیر کی جانب مائل ہوگا تو یہ شرک ہے لہذا پرہیز کرنا اور ماسوا سے بچنا چاہئے نیز ہمیشہ اس سے ڈرنا اور اس کی جستجو کرنا چاہئے تا کہ کسی غیر سے لگاؤ نہ ہو جائے اور اپنے نفس کے حال یا قال کے متعلق اگر ذکر تو نے لوگوں سے کر دیا ہے تو بدل نہ کر۔ اگر کوئی حال بھی عطا ہوا ہو اور کوئی وجہ بھی ہے تو اس کو بھی لوگوں سے چھپا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی تغیر و تبدل ہے کہ اس درجہ سے جس کو تو نے لوگوں سے کہا ہے ناحق شرمندگی ہوگی لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی میں ضبط کرے اور دوسروں کو بالکل اطلاع نہ دے (یعنی خبر تک نہ ہونے دے) اور اگر اس درجہ سے حالات بدلے نہیں اور ان کو ثبات و بقا حاصل ہو جائے تو اس کو بخشش الٰہی سمجھنا چاہئے اور شکر بجالا کر سوال طلب زیادتی درجات کرنا چاہئے اور اگر وہ مقام بدل بھی جائے گا تو بھی اس سے علم و معرفت و ہوشیاری کے نور سے بہت کچھ اضافہ ہو جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا۔

یعنی جس آیت کو ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر آیت یا اس کی مانند لاتے ہیں۔

کیا تم اللہ تعالیٰ کو "عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ" یعنی ہر چیز پر قادر نہیں جانتے؟ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ سمجھو وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ممکن ہے کہ وہ زائل شدہ چیزوں سے بہتر عطا کر دے۔ نامیدی بر ارباب طریقت کفر است گر در بستہ شد اے دل دیگرے بکشانید۔

اس کو عاجز نہ سمجھو نہ اس کی غلطی خیال کرو۔ اس کے وعدے میں شک نہ لاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو۔ دیکھو آیتیں نازل ہوئیں جو مصحفوں میں لکھی گئیں، مسجدوں میں پڑھی گئیں، مدتوں ان پر عمل ہوتا رہا مگر وہ منسوخ ہو گئیں اور ان کی بجائے دوسری نازل ہوئیں یہ کچھ تو ظاہر شرع میں ہوا اور باطن وعلم باطن اور اس حال میں جو مابین خدا اور رسول ﷺ کے تھا اس کے متعلق محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے دل پر ہلکے ابر کی طرح پردہ کیا جاتا ہے پس میں توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں ستر مرتبہ (اس مقام میں سو مرتبہ کی بھی روایت ہے) آپ ایک سے دوسری جانب بدلائے جاتے اور میدان ہائے غیب میں سیر کرائے جاتے اور ہمیشہ لباس نور بدلتے رہتے جس کی وجہ سے حالت موجودہ کے سامنے گذشتہ حالت یعنی دوسری کیفیت کے سامنے پہلی کیفیت ظلمت معلوم ہوتی تھی جس کے لئے توبہ کی تلقین کرائی جاتی تھی کیونکہ بندہ کے لئے توبہ استغفار بہترین چیزوں سے ہے۔ خواہ اس نے گناہ کیا ہو یا نہیں کیونکہ توبہ میں صرف اقرار گناہ ہوتا ہے اور بندہ کو یہ دو صفتیں حضرت آدم علیہ

السلام سے بطور روایت ملی ہیں۔ یعنی جب آپ کی صفا کی حالت پر عہد و پیمان کی فراموشی کی تاریکی طاری ہوگئی اور بہشت کا مدامی قیام اور ہمسائیگی الٰہی (جو رحمٰن اور رحیم اور قابل تعظیم ہے) کے ہوتے ہوئے فرشتوں کی خصلت کی خواہش ہوئی (تو اسی جگہ سے ہوائے نفس کا ظہور ہوا) چونکہ اس حالت میں اپنے ارادہ کے ساتھ شرکت تھی لہذا اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ کو توڑ دیا جس سے وہ ولایت جاتی رہی اور وہ مرتبہ گھٹ گیا۔ انوار میں تکدر پیدا ہوگیا، آخر کار وہ محبّ اللہ متنبہ کئے گئے۔ اس وقت انہوں نے اپنی خطا اور لغزش کا اعتراف کیا اور رو کر عرض کیا اے خدا! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر تو ہم کو نہ بخشے گا تو ہم سخت خسارے میں رہیں گے۔ آخر کار ان پر انوار ہدایت نازل ہوگئے اور مصلحتیں اور علوم و معرفتیں جو پوشیدہ تھیں توبہ، استغفار سے ظاہر ہوگئیں۔ اس وقت وہ پہلا ارادہ دوسرے ارادہ سے اور وہ پہلی حالت دوسری حالت سے بدل گئی اور ان کو ولایت ملی اور دنیا و آخرت کا آرام نصیب ہوا۔ چند روزہ آسائش کے لئے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دنیا منزل قرار پائی اور آخرت بازگشت و عشرت سرائے جاوید مقرر ہوئی۔ حاصل کلام یہ کہ ہر شخص کو رسول مقبول ﷺ اور حضرت آدم علیہ السلام کی جو تمام انبیاء علیہم السلام کے جد امجد ہیں، پیروی کرنا لازم ہے یعنی ہر حال میں توبہ و استغفار اور خواری محتاجی کا اقرار کرنا چاہئے۔

تقدیر و مقدر

حصول نعمت ورد مصیبت کی کوشش کرنی محض فضول ہے کیونکہ اگر نعمت قسمت میں ہے تو وہ ضرور تجھ تک پہنچ جائے گی اور اگر مصیبت لکھی ہے تو وہ کسی طرح دفع نہ ہوگی خواہ تو اس سے کیسی ہی کراہت کیوں نہ کرتا ہو اور کیسی ہی دعا اور التجا نہ کرے (راضی برضا رہے) لہذا بہتر یہی ہے کہ ایسی حالت میں صبر و تسلیم اختیار کر، تاکہ تیرا ہر کام اللہ ہی کرے۔ پھر اگر نعمت حاصل ہو تو شکریہ بجالا اور اگر سختی پڑے تو صبر و رضا کو ہاتھ سے جانے

نہ دے، بلکہ اس کو نعمت سمجھ یا بالکل نیست و نابود جان اور یہ سمجھ کہ اس حالت پر اب بدلا گیا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ کی منزلوں میں پھرایا جاتا ہے تا کہ رفتہ رفتہ منزل اعلیٰ تک جہاں انبیاء اور ملائکہ ہیں پہنچ جائے۔ پس اس وقت تو شہداء اور صدیقوں کے برابر کھڑا ہوگا۔ اس بلند تر مقام پر جہاں سے خدا بہت نزدیک ہے تا کہ ان کا جو تجھ سے پہلے گئے ہیں اور وہ مقربین بارگاہ الٰہی سے ہیں اور جنہوں نے بڑے بڑے مراتب اور نعمت وخوشیاں پائی ہیں، مرتبہ دیکھنے میں آئے اور بلا کے آنے میں مزاحمت نہ کرے اور اس سے گھبرا نہ جائے کیونکہ اس کی حدت وشدت، آتش دوزخ سے زیادہ شعلہ افگن نہیں ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دوزخ مرد مومن سے کہے گی کہ اے شخص تو یہاں سے آگے بڑھ جا، تیرے نور نے میری حدت ہی کم کردی، نور جو دوزخ کے شعلہ کو فرو کرے گا یہی ہے جو دنیا میں انسان کے ساتھ ہے اور جس سے مطیع و گنہگار میں فرق کیا جاتا ہے۔ پس یہ نور ہر طرح کی تختی کو دور کردے گا اور صبر وموافقتِ حکم الٰہی کی سردی تیز سے تیز گرمی کو فرو کرے گی جو نازل ہوئی یا ہونے والی ہو لہذا جاننا چاہئے کہ بلا ہلاکت کرنے کو نہیں آتی بلکہ اس کا مقصد صرف امتحان ہوتا ہے اور یہ کہ ایمان کی خوشی کی جانب خوشخبری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ نَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ۔

یعنی ہم تمہیں آزمائش میں ڈالیں گے تا کہ جہاد اور صبر کرنے والوں کو معلوم کریں اور ہم تمہارے صبروں کی آزمائش کرتے ہیں۔

تمہارا ایمان حق پر ثابت ہو جائے گا لہذا تم کامل توفیق الٰہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فعل میں اس کی موافقت کرو اور قضا وقدر پر صبر کرو۔ حکم الٰہی سے انحراف نہ کرو۔ اپنے

ارادہ کو اپنے یا کسی دوسرے کے کاموں میں مطلق دخل نہ دو اور کوئی نئی بات جو امر ونہی سے ہو نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بغور سنو اور بسرعت ان کو بجالاؤ۔ ان کو صرف تقدیر کے حوالے نہ کرو بلکہ قوی ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں بلاؤ اور اپنی کوشش بھی ادائیگی امر الٰہی میں صرف کرو اور اس کی پناہ پکڑ لو اور عذر بیان کر کے اپنے اس عجز اور رکاوٹ کا سبب معلوم کرو اور اس کی پناہ پکڑ و۔

رجوع ماسوا اللہ! واقع ہو جانے سے ہوا ہو یا تیری کسی غلطی کی وجہ سے اپنے آپ پر بھروسہ کرنے یا اپنے عمل پر فخر وغرور یا تکبر کرنے یا اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے جیسا یا مخلوق سا سمجھنے سے ہوا ہو اور اس نے اپنا دروازہ بند کر کے تجھ کو اپنی بندگی کی نعمت سے محروم کر دیا ہو اور امداد وتوفیق قطع کر کے تیری جانب سے اعراض کر لیا ہو اور تجھ کو دشمن جان کر تجھ پر غضب فرمایا ہو اس لئے تجھ کو بلائے بشری یعنی دنیا کے ارادہ اور آرزو کے ساتھ مشغول کر دیا۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ سے غافل کر کے اس کی نظروں سے بالکل گرا دیتی ہیں پس مقام خوف ہے کہ کوئی غیر شے اس کی یاد سے جس نے پیدا کیا ہے اور اب پرورش کر رہا ہے اور مال ودولت اور عیش وعشرت عطا فرماتا ہے غافل کر دے۔ اللہ کے سوا تمام چیزیں غیر ہیں، لہٰذا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی غیر چیز کو بالکل پسند نہ کیا جائے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بشر کو صرف اپنے ہی لئے پیدا کیا ہے۔ اب اس سے پھر کر کسی دوسرے کی طرف مائل ہوگا تو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی سزا میں آگ میں جھونک دیا جائے گا جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اس وقت کی پشیمانی کچھ فائدہ نہ دے سکے گی، نہ وہاں عذر سنا جائے گا، نہ فریاد وزاری پر توجہ ہوگی، تو رضامندی مانگے گا مگر نہ مل سکے گی، تو تلافی مافات کی غرض سے دنیا میں واپس آنا چاہیگا مگر یہ نہ ہو سکے گا۔ پس اے شخص تجھ میں کچھ عقل بھی ہے، تو اپنے نفس پر رحم کھا اور ان ہتھیاروں کو جو تجھ کو منجانب اللہ ملے ہیں اس کی بندگی میں استعمال کر، یعنی عقل، علم، ایمان اور معرفت وغیرہ کی روشنی سے تقدیروں کی تاریکی میں کام لے اور صراط امر ونہی کو اختیار

کر اور سوائے امرو نہی کے ہر امر کو پروردگار کی جانب حوالہ کر، جس نے تجھ کو عالم عدم سے وجود میں لا کر رکھا اور اس سے کسی حالت میں کفر نہ کر جس نے تجھ کو بنایا پالا، تیری بنیاد مٹی ہے اور اس کے بعد منی کا ایک قطرہ، مگر دیکھ کہ اسی سے اس قدر درست اندام انسان بنایا گیا ہے اس احسان کو مان اور اس کے احکام میں اپنے ارادہ کو مطلق دخل نہ دے، سوائے امور نہی کے اور کسی امر کو برا نہ مان اور کراہت نہ کر اور دنیا و آخرت میں امر حق کے ساتھ قناعت کر اور امر نہی سے دونوں جگہ محترز رہ، کیونکہ سب کچھ اس کے تابع ہے۔ جب تو ایسا کرے گا اور اس کے حکم کی متابعت میں امرو نہی بجالائے گا تو تمام جہان تیرا حکم بجالائے گا اور کل سختیاں تجھ سے دور ہو جائیں گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے بنی آدم! میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اگر میں ایک لفظ "کــــن" کہتا ہوں تو ہر ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ پس تو میرا کہنا مان، تجھ کو بھی ایسا ہی کر دوں گا تو جس چیز کو کہے گا ہو جا، وہ ہو جائے گی اور ایک جگہ فرماتا ہے: اے دنیا! میرے خدمت گزار کی تو خدمت گزار بن مگر اپنے خدمت گزار کی تو سردار بن اور اس کو مبتلائے آلام رکھ، پس اپنے آپ کو یوں سمجھ لے کہ اللہ جس سے روکے رُک جا اور اسی کی رضا میں گم ہو جا کہ تو اسی مکان کے تاریک صحن میں بیٹھا ہے جس کی بنیادیں منہدم ہو چکی ہیں اور چھت گر چکی ہے اور ایک بے حس بے نشان اور بہرے و اندھے شخص کی مانند بن جا ۔ تیرے ہونٹ زخمی و پراگندہ سے بن جائیں اور زبان بالکل گنگ ہو جائے، دانت ایسے معلوم ہوں کہ گویا ان میں زخم پڑے ہوئے ہیں اور بہت کچھ درد ہے غرض کہ بالکل نامرد سا بن جا اور ہر حالت میں شکم سیر سا دیوانہ معلوم ہو اور تیرا جسم مردہ کی مانند ہو کہ گویا قبر کی جانب اٹھایا جا رہا ہے، پس سنتے ہی فوراً قبول کر لینا تو امر میں ہوتا ہے اور تساہل کرنا نہی میں اور بالکل فانی ہو جانا تقدیر میں۔ اے عزیز! اس شربت کو پی اور اس دوا سے علاج کر اور اس غذا کو کھا تا کہ تجھ کو ہضم بھی ہو جائے اور امراض گناہ اور بیماری ہائے خواہش نفسانی وغیرہ سے تندرستی حاصل ہو۔

ترک اسباب ظاہری

تجھ کو فضل الٰہی اور نعمت بے واسطہ ملتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تو ذریعہ اور حیلوں پیشوں اور کاریگروں پر بھروسہ رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حرص حجاب ہے مگر کسب کر کے کھانا بھی سنت ہے۔ پس جب تک تو خلق کی عطا اور فضل کا امیدوار رہے گا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا ہوگا اور تجھ کو سنت کے موافق سزا دے گا بلکہ تو خلق سے عطا و بخشش کا امیدوار بھی رہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہ کرے اور کسب کر کے کھائے مگر تیرا بھروسہ صرف کسب پر ہی ہو اور فضل و کرم کو بالکل بھلا دے، تو بھی مشرک ہی رہے گا مگر یہ شرک خفی ہوگا۔ اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ تجھ کو بے واسطہ نعمت پہنچانے سے محروم کر دے گا۔ ہاں اگر تو توبہ کر لے اور اس شرک کو ترک کر دے اور کسب وسبب و ذریعہ کا بھروسہ چھوڑ دے، تو صرف اللہ ہی کو رازق مطلق اور مسبب الاسباب اور تمام مشکلوں کا آسان کرنے والا، کسب پر طاقت اور نیکیوں کی توفیق عطا فرمانے والا سمجھ لے اور یہ کہ اسی کے ہاتھ میں انسان کی روزی ہے اور وہی ہر ایک کو پہنچاتا ہے خواہ ریاضت کی حالت میں بغرض امتحان خلق سے سوال و دعا کروا کے دے اور خواہ کسب کے ذریعہ سے یا محض اپنے فضل و کرم سے کہ نہ اس میں کسب ہو نہ کوئی ذریعہ اور وسیلہ، الحاصل جب تو اس کے حضور میں سر تسلیم خم کر دے تو وہ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان سے پردہ اٹھائے گا اور تجھ کو ہمیشہ وسیلہ کے بغیر ہی حسب ضرورت نعمتیں عطا فرماتا رہے گا، جس طرح کہ ایک دانا اور مہربان حکیم مریض کے لئے کرتا ہے۔ اور وہ تجھ کو ہر طرح راضی و خوشنود رکھے گا تاکہ دوسرے امور سے تیری رغبت ہٹ جائے۔ اس طرح تیرے دل سے تمام خواہشیں اور لذتیں دور ہو جائیں گی اور سوائے اس ارادہ کے کچھ باقی نہ رہے گا، جب وہ تیری قسمت کی روزی پہنچاتا رہے گا جس کا دنیا میں اور کوئی مستحق نہیں ہے تو تیرے دل میں اس کی خواہش پیدا کر دے گا اور اس کو تیری جانب بھیج دے گا جو خاص

ضرورت کے وقت تجھ کو مل جائے گی۔ اس کے بعد وہ تجھ کو توفیق عطا فرمادے گا کہ تو اس کا شکریہ ادا کرے اور تجھ عطا کرے گا کہ تو اس شے کو اسی کی جانب سے سمجھے، اور اسی کو عطا کرنے والا سمجھے پس تو اس وقت اس کا شکریہ ادا کرے گا اور پوری طرح اہل علم ومعرفت میں سے ہو جائے گا اور اس صفت وعلم ومعرفت سے تجھ کو تمام مخلوق سے ایک خاص قسم کا امتیاز اور علیحدگی ہو جائے گی اور تیرا دل ماسوا سے بالکل خالی ہو جائے گا۔ جب یہ بات ہوگی اور تیرا علم ویقین قوی، تیرا سینہ کشادہ اور تیرا دل نورانی ہو جائے گا اور تو اپنے مالک سے زیادہ قریب ہو جائے گا، تیری لیاقت اس کے اسرار کی حفاظت کے لئے اور تیری امانت اس کے پاس ہوگی تب تجھ کو قبل از وقت معلوم ہو جایا کرے گا کہ تیری روزی تیرے پاس کب آئے گی؟ یہ بغرض تیری بزرگی وعزت افزائی اور از روئے فضل وکرم الٰہی ہوگا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ۔

یعنی اور ہم نے ان میں (یعنی بنی اسرائیل میں سے) بنائے پیشوا جو ہدایت کرتے تھے جب کہ صبر کرنے اور ہماری آیتوں پر یقین کرنے میں پکے ہو گئے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔

یعنی جنہوں نے ہمارے راستہ میں جدوجہد کی ہم ان کو اپنے راستے بتا دیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَ یُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ ۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور وہ تم کو علم دے گا۔

غرض یہ کہ اس کے بعد درجہ تکوین عطا ہوگا اور تو اپنے ہی حکم اور اذن صریح سے پیدا کر سکے گا جس پر کوئی اعتبار نہیں اور روشن دلائل کے ساتھ اور بہت عمدہ کلام کے ساتھ جو لذیذ ترین اشیاء سے ہے اور سچے و بغیر شک وشبہ کے الہام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں اور نہیں میرے سوا کوئی دوسرا معبود۔ میں جس کو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے، تو میری فرمانبرداری کر، میں تجھے بھی ایسا ہی کر دوں گا کہ تو بھی جس چیز کو کہے گا ہو جا وہ ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے کئی نبیوں اور ولیوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔

رضا کے متعلق

اگر کوئی تکلیف بھی تجھ پر آپڑے تو لوگوں سے اس کی شکایت نہ کرنی چاہئے، خواہ دوست ہوں یا دشمن اور پروردگار پر اس کے فعل کے لئے تہمت نہ لگا بلکہ برآن شکریہ ادا کر کیونکہ جھوٹ موٹ بغیر نعمت کے شکریہ ادا کرنے سے بہتر ہے کہ تو سچا بن کر اس کی شکایت کرے۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا فرد وبشر ہے جو اس کی نعمتوں سے خالی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۔

اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو ہرگز نہ گن سکو گے۔

پس اس قسم کی نعمتیں جن کو تو جانتا بھی ہے تیرے پاس ان گنت ہیں۔ بہتر یہی ہے تو کسی سے جو مخلوق ہو الفت نہ کر اور نہ کسی کو اپنی حالت کی خبر دے۔ پس اللہ سے تو محبت

کر اور اسی کو اپنا آرام بنا اور اگر شکوہ کرے تو اسی سے کر

پیش کہ آورم ز دستت فریاد
ہم پیش از دست تو می خواہم داد

اور کسی اور کو مت دیکھ کیوں کہ کسی کے اختیار میں نہ تو فائدہ ہے نہ نقصان، نہ نیکی ہے نہ بدی، نہ عزت ہے نہ خواری، نہ بلندی ہے نہ تونگری، نہ محتاجی ہے نہ آرام اور نہ حرکت ہے۔ تمام چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اسی کے وہ اختیار میں ہے۔ ہر چیز مدت مقررہ تک جاری رہتی ہے اور ہر چیز کا اندازہ مقرر ہے جس کو اس نے پیچھے کیا ہے اس کو کوئی آگے نہیں کر سکتا اور جس کو اس نے آگے کیا ہے اس کو کوئی پیچھے نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو نقصان پہنچا دے تو سوائے اس کے اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ اگر وہ تیرے ساتھ نیکی کرنا چاہے تو اس کو کوئی منع نہیں کر سکتا، اگر تو باوجود نعمت اور عاقبت موجود ہونے کے زیادہ طلبی کی خواہش سے اس کا شکوہ کرے گا تو وہ تجھ کو اپنے غضب میں پھنسا دے گا اور نعمت و عافیت کو تجھ سے دور کر لے گا۔ اس وقت تیرا شکوہ سچا ہو جائے گا اور تجھ کو دگنی سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہو کر دشمن سمجھے گا اور تجھ کو اپنی نظروں سے گرا دے گا۔ پس تجھ کو خوف کھانا چاہئے، اگر چاقو، قینچی سے تیرا گوشت کاٹا جائے تو اس سے بچنا لازم ہے یا نہیں؟ پس شکایت سے بھی اپنے تئیں بچا، اللہ سے جلدی جلدی بھاگ کر پرہیز کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے سے انسان پر قسم قسم کی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ بھلا اس ارحم الراحمین، احکم الحاکمین کی شکایت زیبا ہے جو اپنے بندوں پر مدام رحمت کرتا اور ظلم سے بچاتا ہے جس طرح حکیم یا طبیب یا پیارے عزیز بلکہ مہربان والدین کرتے ہیں۔ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم فرماتا ہے جس طرح ماں اپنے بچہ سے محبت کرتی ہے۔ پس ہر وقت اس کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ کسی مصیبت کے وقت صبر کرنا، عاجزی کے وقت زبان کو شکایت سے روکنا یا اگر موافق رضا

کے وہ عاجزی ہو تو صبر کرنا، اگر ہنوز وجود باقی ہے تو رضا کو اختیار کرنا، اگر مفقود ہو گیا ہے تو فانی ہو جانا چاہئے۔ آہ! اے مقامِ فنا تو کس جگہ ہے اور تجھ کو کہاں ڈھونڈیں؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ فرماتا ہے کہ تم پر کافروں سے لڑنا فرض کیا ہے حالانکہ وہ تم کو ناپسند ہے اور شاید کہ تم کسی چیز کو ناپسند جانو گے مگر وہ تمہارے لئے بہتر ہو گی اور کبھی کسی چیز کو بہتر خیال کرو گے مگر وہ تمہارے لئے بری ہو گی اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ کیونکہ حقائق اشیاء کا علم بنی آدم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے لہٰذا اپنی پسند اور ناپسندی سے بے ادبی نہ کرنی چاہئے بلکہ ہر شے میں شریعت کی پیروی کرنا لازمی ہے جبکہ حالت تقویٰ میں جو کہ قدمِ اول ہے، ہونے اور جو ولایت انتقالی آتش ہوا کی حالت میں ہو جو دوسرا قدم ہے، تو امر کی پیروی کر اور اس سے آگے قدم نہ بڑھا اور ابدالیت اور غوثیت اور صدیقیت کی حالت میں جو کہ تیرا آخری درجہ ہے فعل الٰہی پر راضی ہو کر اس سے موافقت کر اور بالکل درست ہو جا اور قدر کے راستہ سے علیحدہ ہو جا۔ اپنے نفس و ہوا کو رد کر دے اور اپنی زبان کو شکایت سے روک، پس جب تو یہ کام کرے گا اور نیکی سرزد ہو گی تو اللہ تعالیٰ تجھ کو خوش زندگی عطا فرمائے گا اور اگر برائی ہو گی تو تجھ کو اسی اطاعت میں محفوظ رکھے گا اور تجھ سے ملامت کو دور کرے گا اور تجھ کو اس میں ایسا گم کر دے گا کہ وہ مصیبت و ملامت تجھ سے آ کر گزر جائے گی جس طرح رات کی اندھیری گزر جاتی ہے اور دن نکل آتا ہے یا ایک موسم کے بعد دوسرا موسم جلوہ گری کرتا ہے۔ یہ نمونے ہیں لہٰذا ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ انسان گناہوں، بدکاریوں، جرم اور طرح طرح کی نافرمانیوں اور خطاؤں سے بھرا ہوا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی حضوری وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو گناہوں کی نجاست سے پاک ہوں اور اس کی چوکھٹ کو وہی چوم سکتا ہے جو میل بائے دعویٰ سے صاف ہو۔ جس طرح بادشاہوں کی مجلس میں وہی شریک ہو سکتے ہیں جو نجاستوں اور ہر قسم کی بدبوؤں سے پاک صاف ہوں۔ پس گناہوں کا کفارہ اور دل

کو صاف کرنے والی بلائیں ہیں جیسا کہ آنحضور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک دن کا بخار ایک برس کا کفارہ ہے۔

نفس کی حقیقت

نفس کے لئے صرف دو حالتیں ہیں۔ایک حالت بلا اور دوسری حالت عافیت ،اگر وہ بلا کی حالت میں ہے تو اس کی شناخت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جزع فزع میں رہے گا اور شکوہ کرے گا اور قضا سے ناراض رہے گا۔اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرے گا تہمت لگائے گا ،صبر ورضا کی بجائے بے ادبی کرے گا اور مخلوق کو وسیلہ اور شریک الٰہی بنا کر کفر کرے گا اور اگر عافیت کی حالت میں ہے تو مطلب یہ ہے کہ دنیوی اعتبار سے خوش وخرم ہے تو وہ شہوت ولذت پرست ہوگا۔اس کی خواہشوں کا لامتناہی سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا غرضیکہ کھانے ،پہننے ،نکاح وغیرہ کرنے کے واسطے خواہ اس کے پاس سب ہی کچھ ہو مگر وہ دوسروں کے حصہ کا بھی آرزومند رہتا ہے اور اپنے سے حقیر خیال کرتا ہے اور ان میں عیب ونقص نکالتا ہے اور اپنے مقسوم سے پر ہو کر شے موجودہ سے اعلیٰ بھی طلب کرتا ہے اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے یا اس کی قسمت میں ہے وہ اس سے راضی نہیں ہوتا۔آخر سختیوں کا مرتکب ہوتا ہے اور ایسی جگہ جہاں ہلاکت ہے گر پڑتا ہے اور جہاں کہ مشقت کی کوئی انتہا نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں، کسی نے خوب کہا ہے:

اِنَّ مِنْ اَشَدِّ الْعُقُوْبَاتِ طَلَبًا لَا یُقْسَمْ ۔

یعنی کہ عقوبات میں سے زیادہ سخت اس چیز کا طلب کرنا ہے جو مقسوم میں نہ ہو۔

پس جب مبتلائے بلا ہو جاتا ہے تو سب کچھ آرزوئیں اور خواہشیں بھول جاتی ہیں اور بس یہی چاہتا ہے کہ کسی طرح مصائب دور ہوں حتیٰ کہ مصیبتیں جاتی رہتی ہیں مگر وہ

مصیبتوں کے دفع ہوتے ہی پھر خوشی، تکبر اور غفلت کے دریا میں ڈوب جاتا ہے اور اپنی پہلی مصیبت کو بالکل فراموش کر دیتا ہے لیکن رب کی نافرمانی کی سزا بھی اس کو ایسی ملتی ہے اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے اللہ کی سب نعمتوں سے محروم کر کے مصائب اور بلا میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اس لئے اس کی حفاظت اس صورت میں ہے۔ پس اگر وہ اس وقت جبکہ اس کی بلائیں اور مصائب دور کئے گئے تھے، اطاعت اور شکریہ کے ساتھ رہتا تو اس کے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہوتا اور وہ افزائش نعمت و عافیت اور رضا مندی الٰہی و توفیق ولطف کبریائی کو حاصل کر لیتا پس جس کو سلامتی دنیا و آخرت مطلوب ہے اس کو صابر اور راضی ہونا چاہئے۔ کبھی خلقت سے کسی امر کی شکایت نہ کرے اور اللہ ہی سے اپنی حاجت برآری کے لئے دعا اور التجا کرے اسی کی جانب سے کشائش کا منتظر رہے اور تمام علائق توڑ کر اسی کا ہو رہے، کیونکہ وہ سب سے بہتر ہے وہ اپنی عطا سے محروم کرتا ہے اور اپنی عنایت سے عذاب کرتا ہے۔ اس کی بختی میں گویا دوا ہے، اس کا وعدہ نقد ہے، اس کا ادھار روک ہے اس کا قول فعل ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ کسی چیز کا ارادہ کر کے کہتا ہے" ہو جا" پس وہ ہو جاتی ہے۔ اس کے تمام کام نیکی، حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں مگر اس نے اپنی مصلحتوں کا علم اپنے ہی تک محدود رکھا ہے۔ پس بندہ کو مناسب اور اس کی حالت کے موافق یہ ہے کہ وہ رضا و تسلیم کرے اور ربوبیت سے جو تقدیروں کے جاری ہونے کی جگہ ہے مشغول نہ ہو اور چنیں و چناں سے اور اللہ تعالیٰ کو تہمت دینے سے زبان کو بند کر لے۔ یہ مذکورہ جملہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جانب پھرتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ جس کو علماء نے روایت کیا ہے اور جس کا ترجمہ تمام و کمال درج ذیل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا تو فرمانے لگے" صاحبزادے! اللہ کی حفاظت کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا تو اسے اپنے آگے پاؤ گے۔ اگر سوال کرنا ہو تو اللہ کی مدد کرو اور اگر مدد چاہو تو اسی سے طلب کرو اور اگر تمام دنیا مل کر چاہے کہ اس چیز کو جو

اللہ نے تیری قسمت میں نہیں لکھی، تجھ کو دیں تو یہ ناممکن ہے، وہ ہرگز اس پر قدرت نہیں پا سکتے یا اگر وہ کسی ایسی چیز سے تجھ کو نقصان پہنچانا چاہیں جو تیری قسمت میں نہیں ہے تو یہ بھی ان کے امکان سے باہر ہوگا۔ پس اگر یقین اور راستی سے لوجہ اللہ عمل کر سکتا ہے تو کر، ورنہ صبر ہی اختیار کر لے، کیونکہ طبیعت کی ناپسند شے میں صبر کرنا ہی بہت اچھا ہے۔ واضح رہے کہ صبر کے ساتھ مدد اور سختی کے ساتھ کشائش و آسانی وابستہ ہے۔ پھر ہر مومن کو یہ حدیث اپنے دل کا آئینہ اور لباس بنا لینا چاہئے اور ہر طرح اس پر اپنی تمام حرکت و سکون میں عمل کرنا چاہیے، تاکہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی رحمت عنایت سے دنیا و عقبیٰ میں سلامت رہے اور ہر دو جہان میں عزت پائے۔

توکل کی حقیقت

ایک مرحوم بڈھے نے مجھ سے خواب میں دریافت کیا۔ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرنے والی کیا چیز ہے؟'' میں نے کہا کہ وہ ابتداء اور انتہا ہے یعنی ابتداء میں پرہیزگاری کرے اور انتہا میں رضا و تسلیم اور توکل۔

تعمیل احکام اور فرائض

مؤمن کو لازم ہے کہ اول فرائض بجا لائے اور بعد بجا آوری فرائض کے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مائل ہو تا وقتیکہ فرائض سے فارغ نہ ہو جائے، سنتوں کی جانب راغب ہونا حماقت ہے اور اسی طرح سنتوں یا نفلوں میں قبل از ادائیگی فرائض مشغول ہونا قبول نہ کیا جائے گا بلکہ وہ خوار ہوگا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ اپنے حضور میں طلب کرے مگر وہ وہاں تو نہ جائے اور امیر کے پاس آ کر کھڑا ہو جائے جو اس شہنشاہ کا غلام ہے اور اس کے زیر حکومت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اس نمازی کی مثال جو باوجود فرائض

ذمہ ہونے کے نفل ادا کرے اس حاملہ جیسی ہے جو حاملہ رہے مگر قریب نفاس وہ اسقاط حمل کر دے۔ اب نہ تو وہ حاملہ ہی ہے اور نہ زچہ۔ اسی طرح بے نماز ہے۔ اللہ اس کے نوافل ہی قبول نہیں فرماتا، تاوقتیکہ فرائض ادا نہ کرے۔ اور ایک مثال سوداگر کی بھی ہے کہ اس کو جب تک وہ اپنا سرمایہ نہ لے گا کوئی منافع معلوم نہ ہوگا۔ اسی طرح اس نفل گزار کی حالت ہے کہ جب تک وہ فرائض ادا نہ کرے قبول نہیں ہوتے اور ایسا ہی وہ شخص ہے جو سنت ترک کرے نوافل پر دوڑے، جو تاکیداً نماز کے ساتھ مقرر نہیں کئے گئے۔ حاصل کلام فرائض یہ ہیں، حرام کا ترک کرنا، شرک نہ کرنا۔ اس پہ اعتراض کرنے کو اس کی قضا و قدر میں شریک نہ کرنا، مخلوق کی فرمانبرداری اور اجابت کو ترک کرنا جیسا کہ ارشاد رسول کریم ﷺ ہے۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔

ترجمہ: نہیں فرمانبرداری مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں۔

مقالہ نمبر ۴۹

جس نے بیداری پر جو ہوشیاری کی دلیل ہے خواب کو ترجیح دی، جان لو کہ اس نے بہت بھلائیوں پر برائی کو اور مصلحتوں پر بے خبری کو مستولی کر دیا، کیونکہ سونا اور مرنا برابر ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کو نہ نیند ہے نہ اونگھ، حتیٰ کہ فرشتے بھی جو اس سے قریب ہیں نیند سے معرّا ہیں۔ نیز اہل بہشت سے بھی کہ وہ بلند مراتب ہیں، سے نیند دور کی گئی ہے کیونکہ نیند نقصان کا سبب ہے۔ پس جاگنے میں بھلائی اور سونے میں برائی ہے، لیکن جو لوگ خواہش نفسانی سے کھاتے ہیں وہ کھاتے پیتے بھی بہت اور سوتے بھی بہت ہیں مگر وہ ایسے پشیمان بھی ہوں گے کہ اپنے ہاتھ سے بہت کچھ بھلائی کھو بیٹھیں گے اور ذرہ حرام کھانا بہت سے حلال کھانے کے برابر ہے کیونکہ حرام خوری ایمان کو چھپا لیتی ہے اور اندھیرا کر دیتی ہے جیسا کہ شراب عقل کو تاریک کر دیتی ہے۔ پس جبکہ ایمان ہی بے نور ہو گیا تو پھر نہ

تو نماز ہو سکتی ہے، نہ عبادت، نہ اخلاص، مگر جو لوگ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے مال حلال میں سے بہت سا کھائیں گے وہ انہیں کی مانند ہوں گے جو حلال میں سے تھوڑا کھاتے ہیں ۔عبادت میں خوشی اور قوت پانے کے لئے۔ پس حلال تو نور میں سے تھوڑا کھاتے ہیں۔ اندھیرے میں اندھیرا ہے۔ حاصل کلام حلال کا مال صرف اپنی خواہش سے بغیر کم کر کے کھانا حرام کھانے کی مانند جو نام اور ہے اور جس میں بہتری نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ مومنوں میں سے جو اس کے دوست اور صاحب ولایت ومعرفت ہیں، ایک گروہ کو صرف اس غرض سے مبتلائے بلا فرماتا ہے کہ وہ کچھ سوال کریں اور ان کے سوال کو پسند کرتا ہے تاکہ جود وکرم سے ان کا حق ادا کرے۔ مؤمن اللہ تعالیٰ سے سوال کے وقت ہی قبولیت بھی چاہتے ہیں۔ بعض اوقات تو فوراً اجابت ہو جاتی ہے مگر بعض اوقات بالفعل مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ پس بندہ پر لازم ہے کہ نزول بلا کے وقت صبر کرے اور ادب سے رہے اور اپنے گناہوں کی جستجو کرے کہ کیا کیا سرزد ہوئے ہیں؟ آیا کون کون سے حکم ترک کر دیئے، ظاہر و باطن میں کیا کچھ کیا، تقدیر میں تنازعہ کیا؟ وغیر ذلک۔ کے واسطے حالتوں میں مبتلائے بلا ہونا قرین مصلحت تھا۔ پس اگر بلا دفع ہو جائے تو فبہا ورنہ دعا وزاری وعذرداری کرے۔ پس اس بات کے جائز ہونے کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہے کہ مبتلائے بلا ہو تاکہ سوال کر سکے اور اگر قبولیت میں توقف لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ کو متہم نہ کرے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

قضا وقدر

اللہ تعالیٰ سے اس کی قضا وقدر پر راضی رہنا اور اس کے فعل میں فانی ہونا طلب کرو کیونکہ رضائے الٰہی بہت بڑی خوشی بلکہ دنیا کی جنت ہے اور تقرب الٰہی کے لئے وہ ایک بڑا دروازہ ہے اور بندہ مؤمن سے اللہ تعالیٰ کی دوستی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوست پر ہرگز عذاب نہ کرے گا، نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور رضا وفنا میں اللہ تعالیٰ سے ملنا اور اس تک پہنچنا اور اس کے ساتھ انس وآرام حاصل کرنا ہے۔ نصیبے اور قسمت کی طلب

میں مشغول نہ ہونا چاہئے، خواہ وہ اپنی مقسوم ہو یا نہ ہو۔ اگر وہ مقسوم میں ہی نہیں اس کی طلب سراسر حماقت پر مبنی ہے جس سے بڑھ کر کوئی عذاب ہی نہیں۔ چنانچہ مقولہ ہے کہ اس چیز کا طلب کرنا جو قسمت میں نہ ہو سخت ترین عذاب ہے۔ اگر وہ چیز مقسوم میں ہے تو اس کی طلب سراسر طمع وحرص وشرک ہے، اس لئے اللہ کے ماسوا مشغول ہونا شرک ہے اور جو طالب حظ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی میں صادق نہیں ہے۔ پس جو لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسری چیزوں کی طرف مائل ہوتے ہیں وہ محبتِ الٰہی میں جھوٹ بولتے ہیں اور اعمال کا عوض طلب کرنے والا ہرگز مخلص نہیں، کیونکہ شان اخلاص یہ ہے کہ صرف اس نیت سے اس کی عبادت کی جائے کہ ربوبیت کو اس کا حق دے اور حقیقت اور ملکیت ہونے کی وجہ سے اس کی عبادت کرے کیونکہ اطاعتِ الٰہی کا اس پر حق ہے اس لئے بندہ کی ہر ایک چیز خواہ وہ متحرک ہو یا ساکن یا مکتوب، اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔ نیز وہ بھی اس کی ہے جس کا وہ خود مالک ہے۔ ہم قبل ازیں چند بار لکھ چکے ہیں کہ عبادتیں منجانب اللہ اور انعام الٰہی ہیں اور یہ اس کا فضل ہے اس لئے کہ اس نے بندہ کو اس قدر توفیق عطا کی اور اس کو قدرت بخشی کہ وہ عبادت کر سکے لہٰذا شکر بجالانا لازم ہے نہ کہ الٹا طالب عوض ہو، اے طالب حق تو کیا یونہی لذتیں طلب کرتا ہے، درآں حالیکہ یہ بات عام طور پر دیکھی جاتی ہے کہ جب فراوانی لذت ہو جاتی ہے اور پے در پے نعمتیں اور لذتیں ان کی جانب آتی ہیں تو وہ اپنے پروردگار سے زیادہ ناراض ہوتے ہیں اور بے قرار ہو کر کفران نعمت اور ناشکری کرتے ہیں، ان کا غم واندوہ اور بھی بڑھ جاتا ہے اور وہ اس کے لئے جو ان کی قسمت میں نہیں زیادہ محتاج ہونے لگتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو ان کے پاس ہے وہ اپنی قسمتوں کو ناچیز اور حقیر سمجھنے لگتے ہیں اور دوسروں کی قسمتوں کو بزرگ وخوبصورت خیال کرتے ہیں اور ان کی طلب میں لگ جاتے ہیں، حالانکہ وہ ان کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ الحاصل انہی موہوم امیدوں اور پریشان خیالوں میں ان کی عمریں آئی گئی ہوتی ہیں۔ ان کے قویٰ مضمحل، ان کے جسم ناکارہ ہو جاتے ہیں اور ان کی پیشانیاں عرق آلود اور ان کے نامہ اعمال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو وہ غیر از قسمت امور کی تحصیل

میں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کر دیتے ہیں۔ لطف یہ ہوتا ہے کہ وہ ان چیزوں کو بھی نہیں پاتے اور مفلسانہ حالت میں دنیا سے نکلتے ہیں۔ بقول کسے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

آہ! نہ تو امر الٰہی بجالائے کہ آخرت میں اس کا ثواب ملتا اور نہ غیر کی قسمت ہی کو پاسکے، بس اس طرح بھولنے سے دنیا و آخرت ضائع کر دی۔ ایسے لوگ سخت احمق اور بیوقوف ہیں جن کی کوئی نظیر نہیں اگر وہ راضی بقضا اور قانع برضا رہتے ہیں تو ضرور بالضرور دنیا بھی ان کے پاس بے مشقت و رنج پہنچ جاتی۔ آخر کار وہ ہمسائگی الٰہی کی جانب تبدیل کئے جاتے اور اس وقت جو چاہتے پالیتے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو ان لوگوں میں سے جو قضا پر راضی ہوتے ہیں اور جنہوں نے اپنے سوالوں کو رضا اور فنا اور حفظ و حال اور اس چیز پر جو محبوب الٰہی ہے منحصر رکھا ہے، کر دے۔

واضح ہو کہ جب بندہ خلق ارادہ و آرزو سے فانی ہو جائے اور دنیا و آخرت میں سوائے اللہ کے کچھ نہ چاہے تو وہ خدا رسیدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو منتخب و برگزیدہ اور اپنا اور اپنی خلقت کا محبوب کرے گا اور اس کو توفیق عطا فرمائے گا کہ تقرب الٰہی کا خواستگار اور فضل باری سے فیض یاب ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے وا کر دے گا اور ان سے وعدہ کرے گا کہ وہ دروازہ ہائے رحمت ان پر کبھی بند نہ کئے جائیں گے۔ بس اس وقت بندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اختیار کر لیتا ہے، اسی کے ارادے سے ارادہ، اسی کی تدبیر سے تدبیر، اسی کی خواہش سے خواہش کرتا ہے اور اسی کی رضا سے راضی ہوتا ہے۔ وہ سوائے امر الٰہی کے اور کسی غیر کے امر کی بالکل فرمانبرداری نہیں کرتا بلکہ سوائے خدا تعالیٰ کے نہ کوئی وجود دیکھتا ہے نہ فعل، پس اس وقت ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے ساتھ کوئی وعدہ کرے اور اس کی وفا نہ ہو یعنی بندہ کے دل میں جو خیال گزرا تھا وہ پورا نہ ہو، اس لئے کہ دوئی تو دور ہی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ اور بندہ کے ارادہ میں مغائرت تو رہی ہی نہیں، پس

بندہ فعل وارادہ الٰہی بن گیا۔ پس اس کی جانب وعدہ نسبت نہ کیا جائے گا اور نہ اس کا اختلاف محسوب ہوگا کیونکہ یہ تو ان کی صفت ہے جن میں ہوا اور ارادہ ہو پس ایک وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے حق میں ایسا ارادہ ہوگا جیسا کہ کسی شخص نے کسی کام کا ارادہ کیا مگر اس کی نسبت کر کے پھر کسی وجہ سے وہ نیت بدل دی، مانند ناسخ و منسوخ کے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی جانب وحی فرمائی ہے اور وحی یہ ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

جب ہم منسوخ کرتے ہیں کسی آیت کو یا اس کو بھلاتے ہیں تو لاتے ہیں اس سے بہتر یا اس کی مانند، کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

جب کہ رسول اللہ ﷺ سے ارادہ کھینچا گیا تھا۔ ان جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ بدر کی قید وغیرہ سے حالانکہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے مراد اور اس کے محبوب تھے۔ جب ان کو ایک حالت پر نہیں چھوڑا اور تقدیر کی جانب بدلا اور تقدیر کی باگ ان کی جانب چھوڑ دی اور ان کو تقدیر سے پھرایا اور بدلا اور فرمایا کہ تو جانتا نہیں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے، تنبیہ فرمائی، قدر کی موجیں کبھی ادھر کبھی ادھر پلٹتی رہتی ہیں۔ پس ولی کے امر کی نہایت ہی کے امر کا شروع ہے یعنی نبوت کا آغاز اور ولایت اور ابدالیت کی انتہا۔

ترک ماسوائے اللہ

ہر طرف سے اندھا ہو جا اور کسی کی جانب نہ دیکھ، تا وقتیکہ تو ان میں سے کسی ایک کی

جانب دیکھے گا تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و قرب کی راہیں نہ کھولی جائیں گی۔ الحاصل اول تو اپنی ذات اور نفس کو بھول کر پھر اپنے علم کو فنا کر کے سب اطراف کو بند کر دے پس اس وقت تیری چشم باطن اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم کی جانب کی جائے گی تا کہ تو فنا ہو سکے۔ اس کے بعد اپنے سر کی دونوں آنکھوں اور ایمان اور دل اور یقین کے نور کی شعاع سے دیکھے گا اور ایک شمع کی مانند جو اندھیرے گھر میں روشن کی جائے اور تمام گھر منور ہو جائے، اسی طرح تیرے باطن سے تیرا ظاہر پرنور ہوگا اور وعدہ اور عطائے الٰہی پر نفس اور اعضاء آرام پکڑیں گے۔ پس اے شخص تو اپنے نفس پر رحم کر اور اس پر ظلم نہ کر اور نہ اس کو جہالت وحماقت کی تاریکی میں پھنسا یعنی جہالت، خلق، ماحول، قوت اور اسباب وغیرہ کو نہ دیکھ اور نہ ان پر بھروسہ کر، اگر ایسا کرے گا تو تجھ سے طرفین بھی بند کر لی جائیں گی اور شرک ومقابلہ کی وجہ سے تیرے لئے فضل وکرم الٰہی کی راہیں بھی نہ کھولی جائیں گی۔ اور اگر تو صرف اللہ ہی کی جانب نظر امید رکھے گا اور اس کے ماسوا سے بالکل اندھا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو تقرب مرحمت فرمائے گا اور تجھ پر رحم فرما کر پرورش کرے گا، کھانے پینے کو عطا کرے گا، بیماری میں دوا اور تندرستی عطا کرے گا، مفلسی میں مال دے گا اور مدد کرے گا، دوست اور حاکم بنائے گا مگر پھر خلقت اور نفس سے محو کرے گا اور تجھ کو فنا کر دے گا تو اس کے بعد نہ تو اپنے فقر کو دیکھ سکے گا نہ تونگری کو۔

مقالہ نمبر ۶۰

سلوک کی ابتدا، یہ ہے کہ متعاد سے شروع کی جانب نکلے۔

اس کے بعد مقدر کی طرف اور پھر حفظ حدود کی شرائط پر متعاد کی جانب رجوع کرنا تو متعاد سے کھانے، پینے، پہننے، نکاح کرتے رہنے وغیرہ ضروریات، عادت اور طبیعت کے ساتھ شرع کے امر ونہی کی جانب نکلے گا۔ پس تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوا۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

یعنی جو چیز لا دے تم کو رسول اللہ ﷺ اس کو پکڑو اور جس سے منع کرے تم کو اس سے باز رہو۔ اور فرمایا (اے محمد ﷺ) کہو اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

اے شخص اس وقت تو اپنے ظاہر و باطن میں ہوائے نفس اور اس کی رعونت سے فانی ہوگا اور سوائے توحید الٰہی کے تیرے باطن میں کچھ نہ رہے گا اور ظاہر میں بھی یا تو عبادت رہے گی یا اطاعت اور بس۔ پس تیرا لباس اور تیری عادت و حرکت و سکون بمنزلہ اطاعت ہو جائے گی خواہ سفر ہو یا حضر، دن ہو یا رات، صحت ہو یا علالت، عافیت ہو یا مصیبت غرضیکہ ہر حال میں تو ان کا مطیع رہے گا۔ اس کے بعد میدان قدر کی جانب اٹھا لیا جائے گا اور جب تجھ میں قضا و قدر تصرف کریں گے تو تو اپنی کوشش، طاقت، قوت سے بھی فانی ہو جائے گا۔ اس وقت تجھ پر ان نعمتوں کا بھی ظہور ہوگا جو تیرے لئے مقسوم ہو چکی ہیں۔ پس تجھ کو ان میں حفظ و سلامتی عطا کی جائے گی۔ حدود شرع ان میں محفوظ رکھی جائیں گی اور فعل الٰہی کی ان میں موافقت حاصل ہوگی۔ شرع کا قاعدہ بھی کفر یا حرام کو جائز کرنے کی طرف یا مامور کو ذلیل و خوار کرنے کی جانب نہ لوٹے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

تحقیق ہم نے ذکر کو اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے:

ہم نے اسی طرح کیا تاکہ اس سے برائی اور بے شرمی کو دور کریں بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔

پس اے شخص! خدا تعالیٰ کی رحمت سے تو تلاوت کے وقت تک حفظ و پرہیز گاری کی صحت کرے گا اور وہ سب کچھ کھانا ہو یا کپڑا تیری جو قسمت میں ہوگا مل جائے گا اور تیرے سیر کرنے کی حالت میں تیرے راستہ میں اور تیرے چلنے کی حالت میں طبیعت کے جنگل اور ہوا کی وادی میں خواہشات نفسانی بند کی گئی ہیں، کیونکہ یہ بار ہے اور یہ بار تجھ سے دور کر دیا گیا ہے تاکہ تجھ کو بوجھل کر کے ضعیف نہ کر دیں اور یہ کہ تو اپنے مقصود سے رکا نہ رہے۔ اس وقت کہ تو دار فنا تک پہنچے گا۔ بس یہی فنا قربت الٰہی کا موجب ہے اور اس کی معرفت علوم لدنیہ سے باہر ہے اور دریائے انوار میں داخل ہونے کا اسرار اس طرح ہے کہ ظلمت طبع انوار کو مضرت نہ پہنچائے۔ جب تک جسم میں روح ہے اس وقت تک طبیعت بھی باقی ہے تاکہ قسمتوں کو پورا کرے اس لئے کہ اگر انسان کی طبع زائل ہو جائے تو پھر اس میں اور فرشتوں میں فرق ہی کیا رہے؟ پس تو ہو نظام درہم برہم ہو جائے گا اور حکمت باطل ہو جائے گی۔ پس طبع تجھ میں اس لئے باقی رہی ہے کہ تو اس سے قسمتیں اور حظوظ حاصل کرے۔ پس ابقائے طبائع وصیقہ ہوں گے نہ اصل۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میری جانب تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں محبوب کی گئی ہیں یعنی خوشبو، عورتیں اور نماز یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک، پس جب رسول اللہ ﷺ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے فانی ہو گئے تو ان کی جانب ان کی قسمتیں پھیری گئیں جو ان کی سیر کرنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے روکی گئی تھیں۔ پس آپ نے ان کو پورا کر لیا بحکم الٰہی کی موافقت کے فعل پر راضی ہونے سے اور اس کی فرمانبرداری کے طور پر نیز اس کی رحمتیں عام

ہیں۔اس کا فضل نبیوں اور ولیوں پر عام ہے۔اس معاملہ میں ولی بھی اسی طرح ہیں فانی ہونے کے بعد ان حظوظ کو بھی ان کی جانب رجوع کرنا کہتے ہیں۔

ہوا و ہوس سے گریز

تو بہت کہتا ہے کہ وہ نزدیک کیا گیا ہے اور میں دُور ہوں یا وہ عطا کیا گیا میں محروم ہوں یا وہ غنی ہے میں مفلس ہوں یا وہ تندرست ہے میں بیمار ہوں یا وہ معزز ہے اور میں خوار ہوں یا وہ راست باز مشہور ہے پر میں دروغ گو سمجھا جاتا ہوں۔اے شخص! تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اور وحدانیت ہی کو پسند کرتا ہے اور اس کو دوست جانتا ہے جو صرف اسی سے محبت رکھتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے قریب کرتا ہے یعنی کچھ عطا فرماتا ہے تو تیری محبت اللہ تعالیٰ کے لئے کم ہوجاتی ہے اور باہم محبت ہوجاتی ہے، یعنی اکثر اوقات تیرے دل میں اس شخص کی رغبت اور محبت بھی پیدا ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ نعمت اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دی اور اس طرح محبت الٰہی کم ہوجاتی ہے۔یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غیور ہے وہ شرکت نہیں چاہتا، لہٰذا دوسروں کے ہاتھوں کو تیری امداد سے، ان کی زبان کو تیری صفت وثناء سے اور پیروں کو تیری طرف آنے سے روک دیتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہوکر ان کی محبت میں نہ پھنس جائے۔کیا تو نے ارشاد رسول اکرم ﷺ نہیں سنا کہ دل اس کی محبت کے لئے جو ان سے احسان کرے اور اس کی دشمنی کے لئے جو ان سے برائی کرے پیدا کئے گئے ہیں۔الحاصل اللہ تعالیٰ مخلوق کو تجھ پر ہر طرح احسان کرنے سے روکتا ہے حتیٰ کہ تو اس کو تنہا جانے اور اسی سے دل لگائے اور ظاہر و باطن میں اسی کا ہو رہے، تو سوائے اس کے نہ دیکھے نہ سنے اور تو خلق نفس ہوا اور ارادہ وغیرہ سب سے فانی ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا سب کو ترک کردے۔اس وقت لوگوں کے ہاتھ تیری جانب فراخ ہوجائیں گے بخشش کے لئے ،اور زبانیں تیری ثناء میں رطب اللسان ہوجائیں گی پس تو ہمیشہ ناز ونعم

میں رہے گا اور دنیا و آخرت میں سب قسم کے عیش پائے گا۔ پس اے شخص! بے ادب نہ ہو اور اس کی جانب دیکھ جو تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہو جس کی تجھ پر توجہ ہے، اس سے محبت کر جو تجھ سے محبت کرتا ہے، اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دے جو تجھ کو گرنے سے بچا دے، اس کا سہارا لے جو تجھ کو سنبھالے، وہ تجھ کو جہالت کی تاریکی سے نکالے گا، تجھ کو نجات دے گا اور تجھ کو ہلاکت سے بچائے گا وہ تجھ سے تیری ناپاکیاں دور کرے گا اور تجھ کو گندگیوں سے صاف کرے گا، وہ تیری پست ہمتی کو دور کرے گا، وہ بد حکم دینے والے نفس اور برا راستہ دکھانے والے دوستوں سے جو اخوان الشیاطین ہیں اور ہوا و ہوس سے جو تیرے اور سعادتوں کے درمیان حجاب ہیں، تجھ کو بچائے گا۔ کہاں عادت کہاں خلقت ہوا، رعونت دنیا و آخرت اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا، تو خالق الاشیاء سے کس قدر دور پڑا ہوا ہے جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور ہر شے کی ابتداء اور انتہاء ہے اسی جانب سب کو باز گشت ہے اور اسی کے قبضہ میں تمام دل ہیں اور کل روحوں کو اسی سے اطمینان ہے اور اسی کے در لطف و کرم پر بوجھوں کا اترنا ہے اور بے شمار احسان ہیں۔

دعا کی قبولیت

اگر اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا قبول کرتا ہے اور اس کی مطلوبہ شے عطا فرماتا ہے تو اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اس سے اس کا ارادہ ٹوٹ جاتا ہے اور جو چیز تقدیر میں آ چکی وہ بدل جاتی ہے۔ بات یہ ہوتی ہے کہ اس کا سوال اور دعا ارادہ الٰہی اور تقدیر کے موافق آن پڑتا ہے۔ اس وقت حاجت روائی ہو جاتی ہے مگر اسی وقت میں جو اس کے لئے مقرر ہو چکا ہے کہ فلاں وقت یہ تقدیر پہنچے جیسا کہ اہل علم نے اللہ کے اس قول کو کہا ہے:

''ہر وقت وہ شان میں ہے کہ پہنچاتا ہے مقدرات کو وقتوں تک، پس اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی کو کوئی چیز صرف دعا سے نہیں دیتا اور اسی طرح صرف دعا سے کوئی برائی دفع نہیں کرتا۔''

اور حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ نہیں رد کرتی قضا کو مگر دعا اس سے یہ مراد ہے کہ قضا کو نہیں رد کرتی مگر وہ دعا جو تقدیر ہو چکی ہے اس سے قضا رد ہو گی اور سب طرح صرف اپنے اعمال سے قیامت کے روز کوئی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مگر اللہ تعالیٰ اعمال کے موافق جنت میں بندوں کو درجات عطا فرمائے گا جیسا حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، کیا کوئی شخص اپنے اعمال سے بھی داخل جنت ہو سکے گا؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”نہیں صرف رحمتِ الٰہی سے“۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ! ﷺ آپ بھی؟ فرمایا میں بھی نہیں مگر اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو چھپائے اپنے دامان رحمت میں اور اپنے سر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ رکھا، اس پر کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں اور نہ ہی اس کو عہد وفا لازمی ہے، جو چاہے کرے، جس کو چاہے بخشے اور جس کو چاہے عذاب میں رکھے، جس کو چاہے نعمت دے اور جس پر چاہے رحم کرے، وہ جو کچھ کرتا ہے اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں، وہ جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرما دے اپنے فضل و کرم سے اور جس کو چاہے بالکل نہ دے اپنے عدل سے، ایسا کیوں نہ ہو جب کہ عرش سے لے کر زمین کے نیچے تک تمام خلقت اسی کی ملکیت اور صنعت ہے نہ اس کے سوا کوئی مالک ہے اور نہ کوئی خالق چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

ترجمہ: کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور بھی معبود برحق ہے؟ کیا تو اس کے واسطے کوئی اور بھی ہم نام جانتا ہے؟

کہہ یا اللہ مالک الملک تو جس کو چاہے ملک دیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے۔ تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے۔

جیسا کہ خود تو اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:

ترجمہ: اور تو رزق دیتا ہے جس کو چاہے بغیر حساب کے اور تو اس پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے سوال

سوائے ان امور کے اللہ تعالیٰ سے اور کچھ نہ مانگ، گذشتہ گناہوں سے بخشش، آئندہ گناہوں سے محفوظ رہنا، اچھے کاموں میں طاقت اور امر کی فرمانبرداری، نواہی سے باز رہنا اور قضا تلخ پر رضامندی، بلاؤں پر صبر، عطائے نعماء پر شکر کی توفیق، اس کے بعد نیک انجام اور باایمان مرنے کی اور صدیقوں، شہیدوں، صالحوں اور ان لوگوں کے ساتھ رہنے کی جو نیک ہیں۔ اللہ سے دنیا کو نہ مانگ اور نہ فقر کو دور کرنے اور بلا کو تونگری سے بدلنے اور نہ عاقبت کی خواہش کر بلکہ رضا کو طلب کر اس چیز کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے تیری قسمت میں کی ہے اور تجھ پر اتاری ہے حتیٰ کہ تجھ کو اس خبر کی جانب بدلے، کیونکہ تو یہ تو نہیں جانتا ہے کہ تیری بہتری کون سی حالت میں ہے۔ آیا تیرے لئے فقر اچھا ہے یا تونگری اور بلا بہتر ہے یا عافیت، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس شے کا علم پوشیدہ رکھا ہے صرف ایک اسی کی ذات والاصفات ہے جو ان کی مصلحتوں اور خرابیوں کو جانتی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خواہ میں کسی حالت میں ہوں مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں۔ وہ پسند ہو یا ناپسند کیونکہ مجھ کو تو معلوم ہی نہیں کہ ان میں سے بھلائی کس میں ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر خوش اور اس کے اختیار و قضا پر مطمئن تھے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

لکھا گیا تم پر جہاد کرنا حالانکہ وہ ناپسند ہے تم کو اور قریب ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند جانو گے حالانکہ وہ بہتر ہوگی تمہارے لئے اور قریب ہے کہ تم کسی چیز سے محبت کرو گے حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہوگی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

پس تو عبادت واطاعت، صبر وشکر ورضا وتسلیم، ترک تدبیر وترک اختیار اپنا وطیرہ بنا جس سے تیری خواہشیں دور ہوں اور تیرا نفس ٹوٹ جائے اور ذلیل وخوار اور مغلوب ہو جائے اور تمام آرزوئیں اور عنائیں نکل جائیں غرضیکہ محبت الٰہی کے سوا تیرے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔ تیرا دل اس سے معمور ہو، اس کی طلب میں تیرا ارادہ دنیا یا آخرت کے حظوظ میں سے کسی حظ کی جانب اس کی طلب کے لئے مائل نہ ہو۔ پس اس وقت تو اس کے حکم کی فرمانبرداری اور موافقت کے ساتھ اس کا سوال کرے گا اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو تیرے تئیں عطا فرمائے گا تو شکر گزاری کرلے گا اور اس حظ سے لطف اٹھائے گا اور اگر نہ دے گا تو اس پر ناراض نہ ہوگا اور اس پر تہمت نہ لگائے گا، اس لئے کہ تو اس کا طالب ہوائے نفسانی نہیں ہے کیونکہ ہوا اور ہوس تو تیرے دل میں بالکل ہے ہی نہیں بلکہ تو نے تو حکم کی فرمانبرداری میں سوال کیا تھا۔ پس سلامتی ہو بندگان فرمانبرداروں پر۔

ولی کے اوصاف

مقالہ نمبر ۳۷

بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو دوسروں کے عیوب اور ان کے جھوٹے دعوے اور افعال واقوال میں شرکت کرنے، ان کی بدیوں، اور ان کی نیت پر مطلع فرماتا ہے۔ پس ولی اللہ، اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کے لئے غیرت کرتا ہے جس سے اس کے باطن میں جوش پیدا ہوتا ہے اور پھر ظاہر میں بھی ہویدا ہو جاتا ہے پھر بھلا

سلامتی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے، باوجود اس قدر ظاہر و باطن کی بیماریوں اور مرضوں کے اور کس طرح دعویٰ توحید کیا جا سکتا ہے باوجود اس قدر شرک کے، کیونکہ شرک کفر ہے جو قرب الٰہی سے دور کرتا ہے اور وہ شیطان لعین اور منافقین کی صفت ہے جن کے لئے حکم قطعی درک الاسفل دوزخ کا ہو چکا ہے کہ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ پس ولی کی زبان پر اس کے عیوب اور اس کے ناپاک کاموں کا ذکر جاری ہو جاتا ہے اور اس کے لمبے چوڑے اور صدیقوں کی حالتوں کے دعویٰ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے قدر و فعل میں فانیوں اور مرادوں اور محبوبوں کے مزاحم ہونے، اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کرنے کی وجہ پر اور کبھی اس شخص کے لئے منکر ہونے اس کی نصیحت کی وجہ پر اور غلبہ کی وجہ پر فعل اللہ تعالیٰ کے اور اس کی شدت غضب اور احکام دینیہ کو جھوٹ کی جانب نسبت کرنے پر، پس اس ولی اللہ کی جانب غیبت منسوب کی جاتی ہے۔ کیا ولی بھی غیبت کرتا ہے درآں حالیکہ وہ اوروں کو غیبت سے منع کرتا ہے کہ ولی پر گویا انکار کرنا ہوتا ہے۔ منکروں کے حق میں اس کی مانند جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب و قمار بازی کے حق میں فرمایا ہے:

''گناہ ان دونوں کے نفع سے زیادہ ہے۔''

ظاہر میں تو منکر کا انکار ہے اور باطن میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے اور اس پر اعتراض کرنا ہے۔ پس اس منکر کا حال حیرانی و پشیمانی، سے بدل جاتا ہے پس اس ولی اللہ کے منکر کا فرض ہوگا خاموشی اختیار کرنا اور تسلیم کرنا اور توجیہ و تاویل کی جستجو کرنا جس سے اس کے شرع میں جائز ہونے کی صورت پیدا ہو۔ نہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے اوپر، جو اس مدعی کو جھوٹ افتراء، پر طعن کرتا ہے، اعتراض کرنا اور بعض اوقات اس مدعی کے نفاق کی بیخ کنی کے لئے اور اس کی تادیب کے واسطے اس قسم کے جھوٹے دعوے اور عیوب کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پس اس قسم کا ذکر ولی اللہ کے حق میں تو جہاد ہوتا ہے اور اس مغرور مدعی کے حق میں جو ہلاک ہونے والا ہے نفع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

وصایا

مقالہ نمبر ۷۵

میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ وطاعت اور ظاہری شرع کی پابندی کو لازم جان، سینہ کو نفاق سے سلامت رکھ، تازہ روئی اختیار کر اور قابل عطا شے کو خرچ کردے، خلقت سے تکلیف دور کر کے خود اٹھانے کی فکر اختیار کر، بوڑھوں کی عزت وعظمت ملحوظ رکھ، بھائیوں سے نیک صحبت رکھ، اپنے سے چھوٹوں کو نصیحت کر، دنیاوی فوائد کے لئے لڑ جھگڑ نہیں بلکہ اپنے سے دوسروں کے حقوق کو مقدم رکھ، مال کو جمع کر کے گناہ نہ کما، جو لوگ طالبان حق نہیں ہیں ان کی صحبت ترک کر اور دینی ودنیاوی امور میں لوگوں کی امداد کر۔ حقیقی فقر یہ ہے کہ تو انسان کا جو بالکل تیرے ہی مانند ہے محتاج نہ ہو اور فنائے حقیقی یہ ہے کہ اپنے جیسے انسان سے بالکل بے پرواہ ہو۔ اور تصوف بات چیت کرنے سے نہیں روکتا بلکہ بھوک اور ترک دنیا سے یا ان چیزوں کے ترک کر دینے سے جو اپنے دل کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ فقر کو ظلم کے ساتھ اختیار نہ کر بلکہ نرمی کے ساتھ کر، اس لئے کہ ظلم اس کو وحشت میں ڈال دیتا ہے مگر نرمی اس کو الفت میں لاتی ہے۔ تصوف کے لئے آٹھ صفات لازمی ہیں۔ سخاوت ابراہیم ...... رضائے اسحاق ...... صبر ایوب ...... اشارات زکریا ...... خلوتِ یحییٰ ...... پوشاک پشمینہ موسیٰ ...... سیر عیسیٰ ...... فقر محمد علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

باب ہفتم

رازہائے سربستہ

طالبِ حق کا اوّلین فرض

یہ ہے کہ علم حاصل کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس میں کمالیت کے درجہ تک پہنچے کیونکہ علم شریعت ہی علم حقیقت اور دیگر علوم لدنی وغیرہ کی اصل ہے۔ اسی لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَ لَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ۔

چنانچہ اس حدیث پاک کا اطلاق اسی علم شریعت وطریقت پر ہے نہ کہ دیگر علوم وفنون کسبیہ پر، حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ انہی علوم کے متعلق مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے شود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

مطلب واضح ہے کہ بدون حصول علم شریعت وطریقت انسان جاہل مطلق ہے اور علم باطنی کا نااہل بلکہ مسائل شرعیہ سے بے علمی کے باعث وہ خود غرض، حریص، مکار ودغا باز خلاف شرع، شیطان صفت، مصنوعی پیروں کے دام تزویر میں پھنس کر وہ اپنا دین ودنیا تباہ کر لیتا ہے۔ لہذا طالب صادق کو واجب ہے کہ جہاں تک ہو سکے علم شریعت متشرع عالموں کی زیر تربیت رہ کر پڑھے اور عمل پیرا ہو اور ساتھ دیگر علوم ضروریہ متعلقہ شریعت مثلاً علم نجوم، علم طب، علم حساب وغیرہ میں ملکہ پیدا کرے۔ علم نجوم اتنا کہ رات کو ستاروں کی طرف نگاہ کر کے اوقات نماز اور رخ کعبہ کی شناخت کر سکے اور علم طب اس لئے کہ مدتِ عدت، حیض ونفاس، طلاق ونکاح اور نجاست وغلاظت کی تشخیص اور مسائل وراثت وغیرہ کے سمجھنے کے لئے اور ان کے علاوہ دیگر علوم بھی علم شریعت کو درست کرنے کے لئے حاصل کرے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْمُتَعَبِّدُ بِلَا فِقْهٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنَةِ۔

یعنی علم وشعور کے بغیر عبادت کرنے والا شخص خراس کے گدھے کی مانند ہے۔

یعنی جیسے خراس کا گدھا چلتے رہنے کے باوجود وہیں کا وہیں رہتا ہے جہاں سے چلا تھا ویسے ہی علم کے بغیر عبادت کرنے والا غیر عابد کے حکم میں ہے کیونکہ عمل بے علم خود عمل نہیں مثلاً اگر نمازی کو ارکان، فرائض، سنت، طہارت کی پہچان، قبلہ کی شناخت، نیت، نماز کی کیفیت وغیرہ کا علم نہ ہو تو اس کی نماز ہرگز نہ ہوگی۔ اسی طرح بغیر عمل کے علم نہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتَابَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔

یعنی پھینک دیا اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اپنی پشت کے پیچھے گویا کہ وہ نہیں جانتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عالم بے عمل کو علماء کے زمرہ سے خارج فرما دیا ہے اور علم سے جاہل کا کام صرف سنی سنائی بات کا روایت کر دینا ہے، اس لئے جاہل، علماء کے طبقہ سے خارج قرار دیئے گئے ہیں۔ نیز جو شخص اپنے علم سے محض دنیاوی مراتب اور جاہ وحشمت کا طالب ہوتا ہے وہ عالم نہیں، کیونکہ علم ان خواہشات سے بلند وبالا ہے۔ بے علم آدمی اللہ تعالیٰ کی کسی پسندیدہ بات کی شناخت نہیں کر سکتا بخلاف اس کے ایک صاحب علم شخص حقیقت حال کے تمام مقامات وشواہد وامتیازات کا شناسا اور مستحق ہو سکتا ہے۔ لہذا علم شریعت حاصل کرے تاکہ دین ودنیا میں سرخرو ہو اور سعادت دارین حاصل ہو۔

مرشد کامل کے اوصاف اور اس کی شناخت

جاننا چاہئے کہ مُرشد کامل کے اوصاف وعلامات ونشانات جو اس کی کمالیت پر

دلالت کرتے ہیں، پندرہ ہیں۔

اول ...... یہ کہ حرام اور مکروہ اور جن چیزوں کے استعمال سے شبہ کا احتمال ہو، مکمل طور پر پرہیز کرنے والا ہو۔ جاننا چاہئے کہ پرہیز گاری (ورع) یہ ہے کہ انسان ہر لغو اور شبہ والی چیز کا قولاً فعلاً ظاہراً باطنا تارک ہو چنانچہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں پرہیز گاری کی تین قسمیں ہیں:

اوّل...... ورع باللسان

یعنی پرہیز گاری زبان کے متعلق، وہ لایعنی اور فضول باتوں سے خاموشی ہے۔

دوم...... ورع بالارکان

یعنی پرہیز گاری اعظم، یہ شبہات اور خیالات کا ترک کرنا ہے۔

سوم...... ورع بالجنان

یعنی پرہیز گاری دل، وہ خیالات فاسدہ اور غم وغصہ اور مضمرات ردیہ کا ترک کرنا ہے۔

اور وہ چیزیں ہیں جن میں شک اور یقین پایا جاتا ہو پس ان سے منع کرانے اور فرصت دلانے والا ہو نیز ان کھانوں اور پینوں کے استعمال سے جو ظالموں اور فاسقوں کی چاپلوسی سے حاصل ہوا ہے، مکمل طور پر پرہیز کرنے والا ہو، اگر روزے رکھنے والا ہو تو سب سے بہتر ہے۔

دوم...... یہ کہ ان باتوں اور کاموں کو جو لا حاصل اور بے معنی ہوں زیر نظر نہ رکھے یعنی اسلام کی خوبیوں اور نیکیوں کو چھوڑ کر ان کاموں اور مشاغل کی طرف متوجہ ہونا جن سے کچھ فائدہ باطنی حاصل نہ ہو۔

سوم...... یہ کہ پرہیز گار، دانا، خوش طبع ہو اور کبیرہ گناہوں مثلاً زنا، لواطت، اغلام

اور شہوت انگیز خیالات، شراب نوشی اور چوری وغیرہ سے مکمل پرہیز کرنے والا ہو، چنانچہ کبیرہ گناہوں کے نزدیک کبھی نہ پھٹکنے والا ہو، نہ ہی صغیرہ گناہوں کی طرف رغبت کرنے والا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۔

جو کوئی تم میں سے گناہانِ کبیرہ کو جن کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہے ترک کر دے گا تو ہم اس کے صغیرہ دفع کر دیں گے اور اس کو محل گرامی اور بزرگی میں جس کا مقصد بہشت ہے داخل کر کے جگہ دیں گے۔

چہارم...... حسن خلق اس سے مراد نیک خو اور اچھی خصلت ہے چنانچہ بزرگوں کا قول ہے کہ سالک کبھی پیری کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ حقیقت اس کے وجود میں جاگزیں نہ ہو، اور حسن خلق کے اوصاف کی بڑی علامت یہ ہے کہ جب کسی مرید پر غصہ آئے اور سزا دینا چاہے تو نفس کو ہدایت کرے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ:

اَلْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ۔

یعنی آتش غصہ کو فرد کرنے والا اور تقصیر کنندہ کی تقصیر کو بخشنے والا ہو۔

پس اس کی طبیعت اور خو نیک اور بردبار ہونی چاہئے نہ کہ بُری اور غیر متحمل، خواہ وہ صغیرہ گناہوں تک سے بھی مجتنب ہو، جاننا چاہئے کہ مرشد بردبار اور حلیم ہو اور مرید کی ہر حرکت پر غصہ لانے والا نہ ہو اور مخلوق سے نرمی اور حلیمی سے زندگی بسر کرنے اور ہر ایک کا مرتبہ ملحوظ رکھنے والا ہو اور جاہلوں کی گفتگو سے دل کو مشغول رکھ کر تسکین پانے والا ہو۔

حلیم یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں آپے سے باہر نہ ہو۔ اور غصہ دلانے والے پر غصہ کی سزا

روا، بنہ رکھے بلکہ بخشنے والا، صاحبِ عقل، خوش باش، خوشحال اور خندہ پیشانی والا ہو۔ جاننا چاہئے کہ خوشرو مالک کو جب دوامی بصیرت کے باعث جمال ازلی اور کمال لم یزلی فیض مقدس کی امداد کے باعث اس کے دل وجان میں پہنچتا ہے تو ہر حالت میں اثر اس کی پیشانی پر ظاہر ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہشاش بشاش اور تازہ رو ہو جاتا ہے اور اپنی تعریف اور مدح سے خوش نہیں ہوتا نہ برا سننے سے اندوہ گین ہوتا ہے اور جس طرح چھوٹے سے پیش آتا ہے اسی طرح بڑے سے سلوک کرتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

حُسْنُ الْخُلُقِ مِنْ خِصَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

یعنی خوش خلقی اہل جنت کی خصلتوں سے ہے۔

پنجم...... پردہ پوشی: یہ کہ آدمیوں کے عیب چھپانے والا اور ان کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہو، چنانچہ مرشد کو چاہیے کہ مرید سے اگر بے ادبی سرزد ہو بھی جائے تو اس سے درگزر فرمائے اور اگر کسی شخص نے اس کی بے ادبی کی ہو یا تکلیف پہنچانے میں کوشش کی ہو اس کے ساتھ بھی نیکی کرے نہ کہ بدی کا بدلہ لینے پر آمادہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ احسان کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔

بلکہ ان کو ہمیشہ نیکی سے یاد کرے اور اگر ان سے پھر بھی بدی دیکھے تو اس سے پوشیدہ رکھے۔ جاننا چاہیے جب کسی مرید کے متعلق برے کاموں کی اطلاع پائے جس پر کہ اس کو زجر و توبیخ کرنا ضروری ہو تو مجلسِ عام میں نصیحت کے معینہ طریقہ پر ہدایت کرے۔ چنانچہ رمز و کنایہ اور اشارہ کے طریقہ پر روئے سخن حاضرین مجلس کی طرف کرکے صراحت کرے جس سے مفہوم سخن اس پر دلالت کرے اور اگر اس سے کوئی نیکی دیکھے تو اسے بھی

بے شک ظاہر کردے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

یعنی وہ لوگ جو کسی ایماندار کی برائی یا بدفعلی کو فاش کرنا اچھا سمجھتے ہیں ان کے لئے دنیا میں دردناک عذاب، بدنامی اور آخرت میں جاں گداز عذاب آتش ہے۔

چنانچہ اسی بارہ میں آنحضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ هَتَكَ سِتْرَ اَخِیْهِ فِی الدُّنْیَا هَتَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِتْرَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ وَمَنْ سَتَرَ اَخَاهُ فِی الدُّنْیَا سَتَرَ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ۔

یعنی جو کوئی اپنے بھائی کا پردہ دنیا میں فاش کرے گا خدا تعالیٰ اس کا پردہ قیامت کے روز تمام آدمیوں کے سامنے فاش کرے گا اور جو کوئی کسی کا پردہ دنیا میں ڈھانپے گا اس کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی فرمادے گا۔ کیونکہ اس کو بخشنے کی قوت ہے۔

ششم معرفت......یعنی شریعت کے احوال کی شناخت کرنے والا ہو۔ اس لئے کہ شریعت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے دین محمدی میں عبادتوں اوراعمال صالحہ سے صراط مستقیم پر چلتے رہنے کا نام ہے اس لئے مرشد وہ ہونا چاہئے جو علم شرعی میں عالم ہو اور علم طریقت میں تکمل طور پر بہرہ اندوز ہو۔ اگر کسی مرید کو علم شریعت کے متعلق ضرورت پیش آئے تو اس کی حاجت روائی کر سکے اور صحیح جواب دے سکے اور اگر طریقت کے راستہ میں کوئی مشکل لاحق ہو تو اس کو اس مشکل سے باہر نکال سکے جتنی کہ احکام عبادت میں سے کسی چیز کی اس کو ضرورت ہو پس یہی اسلام، ایمان، احسان کا رکن اعظم ہے۔

دراصل رکن اسلام پانچ ہیں۔ پہلا یہ کہ گواہی دینا باقرار زبان وتصدیق قلب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ دوم......قائم رکھنا نماز پنج وقتی۔ سوم......ادا کرنا زکوۃ کا۔ چہارم......روزہ رکھنا ماہ رمضان کا۔ پنجم......حج خانہ کعبہ کا زندگی میں ایک بار بشرط استطاعت۔ نیز یہ بھی جاننا چاہیے کہ اسلام اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے احکام کو ماننا اور اس کی فرمانبرداری میں لگے رہنا اور مسلمانی کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنے کا نام ہے اور رکن ایمان سات ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، اس کے رسول اور روز قیامت، نیکی بدی کا اندازہ منجانب اللہ تعالیٰ اور مرنے کے بعد قبروں سے جی اٹھنے پر ایمان لانا ہے۔

فائدہ......

اسلام اور ایمان ایک ہی ہے جو مسلم ہے وہ مؤمن ہے جو مؤمن ہے وہ مسلم ہے، البتہ احسان یہ ہے کہ خاص خداوند تعالیٰ کی عبادت اس طریقہ سے کرے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ سکتا پھر سمجھ لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ نیز احسان سے یہ بھی مراد ہے کہ بدی کے مقابلہ میں نیکی کرے بمصداق فرمان خداوندی:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔

ہفتم...... دیانت یعنی تعین اوقات یہ کہ امور دینی میں ہمیشہ کسی نہ کسی کام میں مشغول رہنا، اوقات معینہ پر نماز پنجگانہ باجماعت بدوں کاہلی اور سستی ادا کرنا اور ہمیشہ اطاعت اور فرمانبرداری مثلاً نماز نفل، تہجد، مستحب دیگر نوافل اور اسی قسم کی دوسری عبادات کا ادا کرنا اور روزے نفلی اور داوُدی رکھنا اور ان پر ہمیشہ قائم رہنا۔

ہشتم...... اہل بصیرت ہو وہ یہ کہ احکام دین مثلاً عقائد و مذہب نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وضو اور طہارت سے بخوبی واقف ہو کیونکہ بنائے اسلام و ایمان عقائد پر قائم ہے جب تک عقیدہ صحیح اور درست نہ ہوگا، ارکانِ اسلام متزلزل رہیں گے اور ایمان کے گھر میں اندھیرا رہے گا۔ بس عقیدہ کا صحیح اور مستقل ہونا خانہ ایمان کی روشنی کا موجب ہے اور جو احکام دین اس کے متعلق ہیں وہ یہ ہیں کہ جب مرشد کسی طالب کو مرید بنا دے تو خود اس کا رہنما بنے اور اس کو دین و دنیا کے کام سکھا دے کیونکہ مرید اپنے پیر و استاذ کے ہاتھ میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح غسال کے ہاتھ میں مردہ، کیونکہ مرید اللہ تعالیٰ پر صحیح طور پر اعتماد اور بھروسہ کر کے بالیقین اپنی جان کو اس اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف راہ پانے کے لئے مرشد کے سپرد کر دیتا ہے، جس طرح ایک اندھا اپنی لاٹھی کسی بینا کے ہاتھ میں راہ دکھلانے کے لئے دیتا ہے تاکہ اس کی رہبری کرے اور جائے مہلک سے نگاہ میں رکھے تاکہ ورطۂ ہلاکت میں نہ پڑے۔

نہم...... جاننا چاہیے کہ شفقت یہ ہے کہ تمام مخلوق پر مہربان ہو۔ خصوصاً اپنے مریدوں پر وہ، اس طرح کہ ان کا کوئی وقت خلا و ملا میں رات دن ضائع و بیکار نہ گزرے اور انکو ہمیشہ ایک عبادت سے فارغ ہونے پر دوسری طاعت میں اور ایک نیکی سے دوسری نیکی میں مشغول رکھے اور اس کے لئے بھی اس چیز کا خواہاں رہے جو کچھ کہ اپنے واسطے چاہتا ہے۔ یاد رہے کہ ابتدائی مریدوں کو ان کی قوت بضاعت، استطاعت اور طاقت سے

زیادہ کام نہ فرمائے، تاکہ دل برداشتہ نہ ہوں اور راہ راست سے بھٹک نہ جائیں۔ پس مرشد کو چاہیے کہ مرید کو آہستہ آہستہ کام میں لگا دے تاکہ اس کا شوق درجہ بدرجہ بڑھے اور کمال کو پہنچے، کیونکہ جب تک طلب نہ ہوگی روز محشر کو بھی اللہ تعالیٰ سے عبادتوں کا معاوضہ نہیں ملے گا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔

یعنی تم سب حاکم ہو اور سب سے اپنی رعیتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

اسی طرح مرید کے متعلق جس نے فی الحقیقت اپنی روح کے آرام کو امانت کے طور پر اپنے مرشد و استاذ کو امین مان کر سپرد کر دیا ہے، تو جب مرشد امانت کے طریقہ کے خلاف عمل کرے گا تو وہ خیانت کرنے والا ٹھہرا اور خائن ہی ضامن ہوا۔ پس مرشد و استاذ کو لازم ہے کہ مرید کے لئے ذریعہ ہدایت بنے اور دونوں جہاں میں اس کے کام اور اس کے حال کو نیکی کی طرف لانے کی کوشش کرے یہی وجہ ہے کہ مرشد کے حقوق باپ کے حقوق سے فائق ہوتے ہیں۔

دہم...... صدق جس سے مراد سچائی ہے، یعنی اس کو اپنی گفتار و اقوال میں راست گو اور افعال میں راست رو ہونا چاہئے اور ہر کام میں محقق یعنی تحقیق کرنے والا ہو اور باریک بین اور نکتہ داں، جو دلیل کو دلیل سے ثابت کرے نہ کہ جھوٹ بول کر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔

ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّلْعَنَ نَفْسَہٗ فَلْیَکْذِبْ۔

یعنی جو کوئی اپنے آپ پر لعنت کرنے کا ارادہ کرے وہ جھوٹ بولے۔

یہ بھی جان لے کہ جھوٹا ہر جگہ شرمسار ہوتا ہے اور جھوٹے کی خاص علامت ہے کہ اس کا حافظہ نہیں ہوتا اسی لئے ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

یازدہم...... انصاف یہ ہے کہ اپنے نفس کے واسطے بھی منصف ہو اور اس کے احکام کی تعمیل میں برابری کرنے والا ہو اور مریدوں کے حالات و مقامات سمجھنے والا ہو (جاننا چاہئے کہ اصطلاحِ سالکان میں مقام کا مفہوم ابتدائے سلوک میں قائم ہونا ہے، جتنا کہ اس کو ارشاد کیا گیا ہے۔ اور سالک کی شرط یہ ہے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرے تاکہ ننانوے دفعہ تکوین سے اور سو دفعہ تمکین سے گذر جائے) پس ہر حقدار کو اس کا جائز حق مطابق حال و احوال اور اس کی قابلیت اور مرتبہ روحانیت کے اندازہ کے مطابق عطا کرے اور جو حدیں کہ از روئے شریعت و طریقت، حقیقت اور معرفت مقرر ہیں، ان میں سے کسی ایک حد سے بھی تجاوز نہ کرے۔ پس مذکورہ بالا حدود سے کسی ایک حد سے بھی تجاوز کرے گا تو ظالم کہلانے کا حقدار ہے، کیونکہ ظالم و ستم گار وہ ہے جو حد شرعی سے تجاوز کرے (کیونکہ طریقت، حقیقت اور معرفت کا انحصار اسی شریعت پر ہے) نیز کسی چیز کو بے جا و بے محل استعمال میں نہ لائے۔ مثلاً مسجدیں ذکر و اذکار کرنے کی جگہیں ہیں چاہئے کہ ان میں سے کسی کو ذکر کرنے سے منع نہ کرے، اگر کوئی منع کرے تو وہ ظالم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا۔

یعنی اس سے زیادہ ظالم کون ہے؟ جو مسجدوں میں ذکرِ الٰہی کرنے سے منع کرے جہاں کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے اور اس کو خراب کرنے کی کوشش کرے۔

نوٹ:...... یہاں ذکر سے مراد ذکر جہری ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا۔

یعنی بہر حال ہم نے ظالموں کے واسطے آگ تیار کر رکھی ہے جو ان کو خیموں کی مانند گھیرے گی۔

پھر فرمایا:

مَنْ یَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِیْرًا۔

یعنی جو کوئی تم میں سے ظلم وستم روا رکھے گا وہ عذاب الیم چکھے گا۔

پھر ارشاد ہوا:

وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ کی متعینہ حدوں سے تجاوز کرے گا وہ ظالموں سے ہوگا۔

جو کچھ کہ بیان ہوا فی الحقیقت اس سے ظلم مراد ہے۔ تو ہرگز ظلم نہ کر کیونکہ ظلم وستم عیب وننگ ہے اور ظلم کا بدلہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک دوزخ ہے۔ اور ہمارا ارادہ ومقصود ظلم سے اس جگہ یہی ہے جو بیان ہوا، یعنی کسی چیز کو بے موقع و بے محل استعمال کرنا یا رکھنا یا دینا ہے پس مرشد کامل وہادی اکمل پر واضح رہے کہ اس مرید کو جو اس کے اہل نہ ہو کوئی چیز نہ دے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

لَا تُعْطُوا الْحِكْمَةَ غَيْرَ أَهْلِهَا۔

ماسوائے اہل کے رموزِ حکمت نااہل کو نہ سکھائے جائیں۔

حکمت سے مراد یہاں علم حقیقت ہے، اگر یہ نااہل کو دیا گیا تو اس علم پر ظلم ہوا بصورت دیگر جو اس علم کا اہل ہے اس سے نہ تو اس کو روکے نہ دینے سے گریز کرے۔ اگر روک رکھے گا تو اس نے ان پر ظلم وستم کیا۔ یہ تو کسی صورت میں روا نہیں کہ نااہل کو علم باطنی عطا کرے اور اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ جس چیز کا وہ اہل ہے اس کو نہ دے، پس مرشد کو یہ نگہداشت لازمی ہے کہ توجہ باطنی کرنے پر مرید کی لیاقت پر نظر کرے، اگر اس کی قابلیت کو مقربین کے طریقہ پر قابل سلوک پائے تو اس کو حکمت وطور وطریقہ سے اہل قرب کے احوال کا اشارہ دے کر فیض کرے، اگر اس میں قابلیت نہ پائے تو فقط نیک نصیحتوں سے ہدایت کرے۔

دوازدہم ...... نصیحت خلق خدا یہ کہ مسلمانوں کو پند و نصیحت دینا لازم سمجھے اور ان کے لئے ان چیزوں کو دوست رکھے جو اپنے لئے پسند رکھتا ہے اور وہ چیزیں جو خود ناپسند رکھتا ہے ان کے لئے بھی ناپسند سمجھے۔ چنانچہ حضرت ابورقیہ تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَلِكِتَابِهٖ وَرَسُوْلِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ۔

یعنی دین سے مراد خیر خواہی ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ خیر خواہی کس کے واسطے؟ (یعنی خیر خواہی کس سے کرے) حضور ﷺ نے فرمایا:

خداوند تعالیٰ سے اس کی کتاب (قرآن مجید) سے، اس کے رسول سے اور اس کے گھر والوں سے اور تمام مسلمانوں بلکہ تمام مخلوق سے۔

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔

لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف عقلمندی اور پند ونصائح سے بلا اور ان کے ساتھ بطریق احسن مناظرہ کر۔

کیونکہ داناؤں نے کہا ہے کہ خوش خلقی ظاہری حالات وواقعات کی دوستی کے لئے اور دانائی یا حکمت خاصوں کو بلانے کے لئے اور پند ونصیحت عوام کے لئے اور جنگ دفعِ دشمنان کے لئے ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ جاہلوں کو نصیحت کرتے وقت سخت دست الفاظ نہ کہے۔

سیزدہم ...... مخالفت نفس: یہ نفس کی خواہشات غلبہ، قہر وستم اور اس کے گناہوں کی مخالفت اتنی کہ اپنے نفس کو مغلوب کرے اس طریقہ پر کہ جو نفس ارادہ کرے اس کی متابعت نہ کرے، بلکہ اس کی ہمہ وجوہ مخالفت کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی۔

جو کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو حرام اور ناشائستہ حرکات سے باز رکھا پس بہشت اس کے لئے آرام گاہ ہے۔

پس اس فرمانِ الٰہی کا مفہوم یہ ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں نازل فرمائی ہے جو اپنے گھر میں، جہاں کسی قسم کا خوف وخطرہ نہ ہو اور تنہائی میں اس فعل قبیح پر قادر بھی ہو محض خدائے تعالیٰ سے ڈر کر اپنے نفس کی خواہش کے خلاف اس فعل شنیع سے باز رہے۔

نکتہ...... ہر چیز جو زندہ ہے پاک ہے مگر جب مرجاتی ہے پلید ہوجاتی ہے مگر نفس جب تک زندہ ہے پلید ہے جب مرجاتا ہے پاک ہوجاتا ہے۔

چہاردہم...... تواضع: یہ کہ بزرگوں، عالموں، پیروں، پیر بھائیوں اور اس مخلوق خدا کے ساتھ جو اہل طریقت سے نہ بھی ہوں عاجزی اور فروتنی سے پیش آئے حتیٰ کہ مخلوق خدا سے کسی ایک کے ساتھ بھی غرور وتکبر نہ کرے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔

ہم بہت جلدی ان لوگوں کو آیات قرآنی کی قبولیت سے منحرف کردیں گے جو دنیا میں بناراستی تکبر کرتے ہیں۔

یعنی ان متکبروں کے دلوں پر مہر کردیں گے تاکہ وہ ہماری باتوں کو نہ سمجھ سکیں۔

حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ العزیز سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ ہرگز ہرگز جھوٹے مدعیان کے دلوں کو قرآنی حکمتوں کے قیمتی موتیوں سے مزین کرنا نہیں چاہتا، اس لئے ان کے دلوں سے ان کے قبول کرنے کی قابلیت سلب کردیتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ وَ مَنْ تَکَبَّرَ عَلَی اللّٰہِ وَضَعَہُ اللّٰہُ۔

جو کوئی اللہ تعالیٰ سے عاجزی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بلند کرے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے تکبر کرے گا اس کو پست کر دے گا۔

پھر فرمایا:

يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلَ الذَّرِّ النَّمْلَةِ الصَّغِيْرَةِ يَعْلُوْهُمْ كُلُّ صَغِيْرٍ۔

قیامت کے روز متکبر لوگ چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑوں کے بچوں کی طرح اٹھائے جائیں گے تاکہ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی ان پر بلندی پائے۔

چنانچہ جس نے دنیا میں تواضع اختیار کی ہے قیامت کے روز اس قدر قد و قامت پائے گا کہ ہر متکبر اور سرکش پر اس کا قدم ہوگا۔ لہٰذا تو بھی اگر تواضع اختیار کرے گا تو بلندی اور بزرگی پالے گا۔ جاننا چاہئے کہ تواضع سے مراد خداوند تعالیٰ کے ساتھ مقام عبودیت میں مشغول رہنا ہے جس کا ماحصل فرمانبرداری، عاجزی اور امر و نہی عن المنکر پر قائم رہنا ہے۔ یہی سالکوں کی تواضع نفس ہے۔ نیز تجلیات اور صفات کا دل کے اندر قبول کرنا یا اپنی مرضی کو خدا تعالیٰ کی مرضی میں فنا کرنا حق کا درمیانی درجہ ہے اور تجلی ذات کا روح میں قبول کرنا یا اپنے نفس کو وجود مطلق میں فنا کرنا تواضع انتہائی ہے۔

مگر تواضع خلقت کے ساتھ انصاف کے مقام میں نفس کے قرار پکڑنے سے یا تو قبول حق سے یا رعایت حقوق کو ملحوظ رکھنے سے یا ترفع و توقع کے چھوڑنے سے مرتب ہوتی ہے اور قبول حق سے مراد یہ ہے کہ جب مناظروں اور مجادلوں میں جانب مخالف سے سچائی دیکھے تو انکار نہ کرے بلکہ مان لے اور گردن تسلیم خم کرے۔ نیز رعایت حقوق کا مقصد یہ

ہے کہ دوسروں کے حقوق اپنے حقوق کے برابر بلکہ اس سے بھی مقدم جانے اور ترک ترفع اور توقع سے یہ مراد ہے کہ خلقت کے روبرو اس کیفیت کے باوجود اس کو جو حاصل ہے تذکرہ نہ کرے بلکہ اپنے رتبہ کے اظہار کی توقع دوسروں سے نہ رکھے۔

پانزدہم...... حسن الصحبۃ والسیرت والعشرت۔ یعنی مخلوق خدا کے ساتھ خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، خوش خلقی، خندہ پیشانی، خوبروئی، نیک نہادی، خوش زبانی، عادت صالح اور اوصاف حمیدہ وخصائل پاکیزہ سے پیش آنے والا ہو اور شیریں گفتار و نیک کردار ہو۔ اگر اس خلق عظیم سے متخلق ہوگا تو دنیا اور آخرت میں نیکی فلاح اور سرخروئی پائے گا اور حقیقی راحت حاصل کرے گا اور جونہی اوصاف حسنہ سے متصف ہوگا، مرشد و راہنما بننے اور مکمل طور پر ارشاد و ہدایت کرنے کے قابل ہوگا، اگر یہ خوبیاں اس میں نہ ہوں تو نہ وہ کامل ہے نہ ارشاد کے قابل ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہو اور جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو اور اس کے حبیب پاک کی نظر عنایت ہو اس کو یہ مرتبہ عطا کرتا ہے خدا تعالیٰ ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

طریقہ بیعت قادریہ علیہ مجملاً

مرشد کو چاہئے کہ سب سے پہلے تین بار سورۃ الحمد شریف پھر

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ

اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ

عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ

فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔

ایک بار پڑھے، پھر

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

تین بار خود کہے اور مرید سے کہلائے۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ کا پنجہ مرید کے دائیں ہاتھ کے پنجہ میں ڈالے، اس طرح سے کہ مرشد کی ہتھیلی مرید کی ہتھیلی کے اوپر ہو اور انگوٹھے ہر دو کے بالمقابل کھڑے اور پیوستہ ہوں، پس مُرشد مرید کو تلقین کرے کہ کہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اس کے پیغمبر اور اس کے مرسل اور حاضرین مجلس گواہ ہیں کہ تحقیق میں رجوع کرنے والا ہوں اس کی فرمانبرداری پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ خدا تعالیٰ کے محرمات سے پرہیز کرنے والا اور اس کی عبادت اور فرمانبرداری (اطاعت) پر کوشش کرنے والا اور رجوع کرنے والا ہوں حق تعالیٰ کی طرف، ہمیشہ تیار ہوں حسب استطاعت بشری فقیروں اور مسکینوں کی خدمت پر اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقرر کردہ ہمارے سردار وبارودار بہتر و برتر راہنما، پیر و مرشد و پیشوا السید الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز دنیا اور آخرت میں ہیں۔ بعد ازیں کہے اللہ تعالیٰ میرے دل اور زبان کو مذکورہ بالا اقراروں اور وعدوں پر دنیا کی زندگانی اور آخرت میں قائم رکھ۔ پس مرشد فرمائے کہ یہ ہاتھ السید الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہمارے سردار اور رہبر حقیقی کا خدا کی طرف سے ہے اور قسم اور پیمان خاص خدا تعالیٰ کے ساتھ اور یہ عہد اس کے پیغمبر برحق ﷺ کے ساتھ ہے پس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر درود پڑھے اور چاہئے کہ پہلے ہی مرشد کے روبرو اس طرح دوزانو بیٹھے جس طرح کہ نماز میں بحالت قعدہ بیٹھتے ہیں اور اپنی آنکھیں بند رکھے اور اگر حجام موجود ہو تو سر منڈادے اور منہ اور لبوں کے بال کٹادے (بلکہ ہر آدمی کو چاہئے کہ لبوں کے بال کٹادے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جو کوئی لبوں کے بال نہیں کتواتا وہ ہم سے نہیں۔ پس تین بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر ختم کرے اس کے بعد حاضرینِ مجلسِ بیعت کے ساتھ مل کر فاتحہ پڑھے یہی طریقہ بیعت دوسری کتب معتبرہ میں درج ہے۔

طریقہ بیعت سلسلہ قادریہ نقیبیہ طاہریہ بغدادیہ

۱...... مرید ہونے والے پر لازم ہے کہ پہلے وضو کرے پھر دوزانو قبلہ رو ہو کر بیٹھے، مرید کرنے والا (مرشد یا پیر) اسکے روبرو اس طرح بیٹھے کہ اس کا منہ مرید کی طرف اور پشت قبلہ کی جانب ہو۔

۲...... پہلے مرید ہونے والے سے پوچھنا چاہئے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے طریقہ میں ان کا مرید جان و دل سے ہونا چاہتا ہے؟ اگر وہ اقرار کرے تو پھر اسے ہدایت کریں کہ جو کچھ اسے تلقین کیا جائے گا قبول کرے گا۔ اس کے جواب میں کہے کہ مجھے قبول ہے تا کہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب ہو۔

۳...... پھر اسے مرشد پڑھائے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِى الْمُلْكِ يُحْيِىْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ نَبِيَّنَا

مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ۔

۴......پھر اسے توبہ کرائے اور پڑھائے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

۵......اس سے اقرار کرائے وہ کہے کہ میں نے توبہ کی خدا کے سامنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور غوث پاک کے سامنے اور پیر صاحب کے سامنے اور خلیفہ صاحب کے سامنے، میں نے توبہ کی، آئندہ گناہ اور برا کام نہیں کروں گا اور ان شاء اللہ آئندہ جھوٹ نہیں بولوں گا اور مسلمان کی خیانت نہیں کروں گا اور ظلم نہیں کروں گا۔

۶......پھر اسے یہ سب کچھ قبول کرائیں جو درج ذیل ہے جس کے جواب میں وہ مرید ہونے والا فرداً فرداً کہے مجھے قبول ہے۔

۱......نماز پنجگانہ پڑھو گے۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۲......رمضان کے روزے رکھو گے۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۳......اگر خدا مال و دولت دے تو زکوٰۃ دو گے اور حج کرو گے (مرید کہے مجھے قبول ہے)

۴......خدا ایک ہے کبھی مت کہو خدا دو ہیں۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۵......خدا ایک ہے اور وحدہٗ لاشریک ہے۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۶......کپڑا اور بدن ہمیشہ پاک رکھنا چاہیے۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۷......زبان سے برا کام نہ کرنا چاہیے اور گالی اور بد الفاظ نہ بولنے چاہئیں۔

(مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۸......کسی مسلمان پر ظلم نہ کرنا چاہئے۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۹......شریعت کی پابندی کرنی چاہئے۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۱۰......مسلمان کی محبت اور خدمت، خاص طور پر خلق خدا کی محبت عام طور پر کرنی چاہئے۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۱۱......نیک کام کی کوشش اور برے کاموں سے پرہیز اور برے لوگوں سے نہ دوستی نہ دشمنی۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۱۲......جتنا نماز اور نفل زیادہ پڑھتا جائے گا ان شاء اللہ اتنی ہی دنیاوی مشکلات اور دینی تکالیف دور ہو جائیں گی اور درجہ بلند ہوگا۔ (مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔)

۷......وظائف: ہر نماز کے بعد جب وقت ملے ۱۷۵ مرتبہ "لا الہ الا اللہ" اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اس کے علاوہ شجرہ شریف میں وظائف سلسلہ قادریہ، قصیدہ غوثیہ درج ہیں ان سب کے پڑھنے کی اجازت ہے۔

۸......عشاء کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ "الحمد شریف" گیارہ دفعہ "قل ھو اللہ احد" شریف اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے پھر رسول اللہ ﷺ وحضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور تمام بزرگان سلسلہ قادریہ اور دوسرے بزرگانِ دین کی ارواح کو ثواب بخشے۔

۹......سونے سے پہلے بشرطیکہ بدن پاک ہو جب سر تکیہ پر رکھے، سات بار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ أَتُوْبُ إِلَيْهِ۔

نیز سات دفعہ کلمہ شہادت اور سات دفعہ درود شریف پڑھے اور پھر سو جائے، اس عمل سے پہلے کم از کم دو منٹ یہ سوچنا چاہئے کہ یوم گذشتہ میں میں نے کون سا نیکی کا کام کیا ہے

اور کون سا برائی کا؟ پھر برائی پر توبہ لازمی ہے۔

۱۰...... ہر مہینے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے لنگر اور دربار شریف کے لئے اگر توفیق ہو تو کچھ نذرانہ دینا چاہئے۔

۱۱...... اگر مرید کو کوئی حاجت، تکلیف یا پریشانی درپیش ہو اور حضور پیر صاحب بغداد شریف تشریف فرما ہوں تو بذریعہ خط ان کو مطلع کریں اور اگر پاکستان میں ایسی جگہ موجود ہوں جہاں مرید نہ پہنچ سکتا ہو تو بھی بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔

۱۲...... مرشد کو اس کے بعد مرید کے دست راست کو اپنے سیدھے ہاتھ میں لینا چاہئے اور پڑھنا چاہئے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

ترجمہ: جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں خدا تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے پھر جو عہد توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے عہد کیا ہے پورا کرے تو اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔ (سورۃ الفتح پارہ ۲۶ کی آخری آیت)

پھر پانی پر یہ پڑھ کر دم کرے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبَہٗ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

اور پانی اسے پلادے ،اس کے بعد خود پڑھے اور اگر پڑھ سکتا ہے تو مرید بھی پڑھے ۔ایک دفعہ سورہ فاتحہ شریف اور تین دفعہ قل شریف اور ایصالِ ثواب روح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ اور تمام مشائخ طریقہ قادریہ کی ارواح مقدسہ پر کرے ۔اس کے بعد مرید کا پتہ ،جائے سکونت اور ولدیت رجسٹر میں درج کرے ۔شجرہ شریف پر دستخط کرے اور اس کے حوالہ کرے جو نذرانہ پیش کرے وہ بھی اس کے سامنے درج کرے۔

دربیان تشریح ووضاحت عہد وبیعت حسب طریقہ فرمان پاک حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز

اے طالب حقیقی اور مرید! جان لے یہ کہ اول پیر مرید کو حکم دے کہ اگر حجام دستیاب ہو تو سر منڈا دے اور اس کے بعد حکمی وحقیقی پلیدی (باطنی وظاہری) دور کرے۔ چنانچہ رسالہ ''حصول الاصول'' مصنفہ خواجہ حماد رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں: ذاکر کو چاہئے کہ وضو اور غسل میں بہت احتیاط رکھے اگر بے طہارت ظاہری اور باطنی ذکر کرے گا تو تکلیف

پائے گا یا کوئی مکروہ حادثہ پیش آئے گا یا جس کام کو ہاتھ ڈالے گا ضائع ہوگا۔ اگر کوئی چیز پکائے گا تو بے مزہ ہو جائے گی اور اس کا دل سیاہ ہو جائے گا۔ بعد طہارت کپڑے پاک اور حلال کمائی سے بنائے ہوئے پہنے اگر اس کے پاس موجود ہوں، ورنہ اس کو کچھ ضرورت نہیں جو محتاج اور درویش ہو۔ چنانچہ شیخ ممدوح الصدر نے فرمایا ہے کہ مرشد اپنا کپڑا اس مفلس مرید کو دے دے، تاکہ کپڑے کے نور سے اس مرید پر ذکر کی نعمت کشادہ ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا کہ نماز جنازہ ادا کر اور اپنی چادر مبارک ان کو اوڑھا دی، جب واپس تشریف لائے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کی ادائیگی کے وقت بارش ہو رہی تھی۔ میں نہیں بھیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ابر رحمت ہے جو ہمیشہ برستا ہے، اس چادر کی برکت تو نے دیکھی؟ پس مرشد اس کو غسل اور وضو کا حکم دے اور دو رکعت نماز نفل واسطے خداوند تعالیٰ توبہ کی نیت سے پڑھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ۔

یعنی جو شخص صدق واخلاص سے بُری باتوں اور مکروہ کاموں سے باز آ جائے خداوند تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دے گا وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں۔

جب مرید اس کام سے فارغ ہو جائے پس اس بوجھ کو اٹھانے اور ان شرطوں کو قبول کرنے کو جو از روئے طریقت مرشد نے اس پر ڈالنی ہیں تیار ہو جائے۔ پھر مرشد خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر مرید کے حالات عرض کرے اور مرید کے لئے خدا تعالیٰ سے کشائش ظاہری و باطنی طلب کرے اور بحضور قلبی دعائے خیر کرے اور اپنے مرید کے لئے توفیق فرمانبرداری عطا کرنے اور قبولیت بخشنے کے لئے بحضور خداوندی بتوسل و بتوسط جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ہمارے بہترین اور بلند ترین وسیلہ خداوند تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ہیں سوال کرے، پھر مرید کو اپنے سامنے نماز کے قعدہ کی صورت میں بیٹھنے

کا حکم دے اس طرح کہ مرید کا منہ قبلہ کی جانب ہو اور مرشد کی کعبہ کی جانب پشت ہو، پھر تلقین سبق شروع کرے پہلے مرشد کلمہ "لا الٰہ اِلاَّ اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" دل سے تلقین کرے کیونکہ دل کا ذکر خداوند تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے بندہ کے لئے، اور اس بھید کو مریدوں کو سمجھا دے، مرشد اس کو ۱۶۶ بار پڑھے، جب اس کے پڑھنے سے فارغ ہو تو بیعت لینے سے پہلے مرشد اپنے بزرگوں پیشواؤں سے امداد طلب کرے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ۔

یعنی جب تم کاموں میں عدم مقصد برآری کے باعث متحیر ہو جاؤ تو اہل قبور سے مدد مانگو۔

اور کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ صَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ۔ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ وَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَاذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ۔ اَللّٰهُمَّ بِبَرَكَةِ اَنْبِيَآءِ كَ وَ اَوْلِيَآءِكَ وَ كُلِّ مَا كَانَ عِنْدَكَ حَقٌّ صُبَّ عَلٰى قُلُوْبِنَا كَاْسَ شَرَابِ مَحَبَّتِكَ كَمَا

صَبَبْتَہٗ عَلٰی قَلْبِ نَبِیِّکَ وَ عَلٰی سَائِرِ قُلُوْبِ
الْاَنْبِیَآءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ کَمَا صَبَبْتَہٗ عَلٰی سَائِرِ
قُلُوْبِ مَشَائِخِ الطَّرِیْقَۃِ اَجْمَعِیْنَ فَاطْمِسِ
اللّٰھُمَّ مِنْ قُلُوْبِنَا حُبَّ غَیْرِکَ وَ اَسْقِنَا بِکَاْسِ
مَحَبَّتِکَ وَ اجْعَلْنَا سُکَارٰی مِنْہُ یَا رَبَّ
الْعٰلَمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ وَّرَآءِ ذٰلِکَ مَا
سَئَلَکَ اَنْبِیَآءُکَ وَ اَوْلِیَاءُکَ وَ سُکَّانُ
سَمٰوٰتِکَ وَ اَھْلُ اَرْضِکَ اَجْمَعُوْنَ ۔یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ ۔اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ حِکْمَتِکَ
وَ انْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ وَ اَدِمْ عَلَیْنَا سَوَابِغَ
نِعْمَتِکَ وَ ادْفَعْ عَنَّا شَرَّ نِقْمَتِکَ وَ جَنِّبْنَا
سُخْطَکَ وَ وَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ
الْاِکْرَامِ ۔اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَ الْبِرَّ

وَ الْاِحْسَانَ وَ زَیَّنَ فِیْ قُلُوْبِنَا وَ کَرِّہْ اِلَیْنَا
الْکُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ وَ اغْفِرِ اللّٰھُمَّ
لَنَا وَ لِوَالِدَیْنَا وَ لِمَشَائِخِنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ
سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا
لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌo

جب مرشد اس دعا سے فراغت پائے تو خطبہ عہد و بیعت شروع کرے جو یہ ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَo
وَ الْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ o وَ لَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی
الظَّالِمِیْنَ o وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ oوَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o

پس جب مرشد مرید سے بیعت لینے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ ذکر کی تلقین کرنے سے پیشتر اس راہ مستقیم کی منزلوں کی مشکلات، تکالیف اور دشواریوں کا تذکرہ مرید سے کرے جیسا کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے جو بحیثیت مرشد کے تھے آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

"اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا"

تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا۔

جس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چونکہ اس راہ میں بصدقِ ارادت قدم رکھا تھا۔ کہا:

سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَآ اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا۔

ان شاء اللہ تو مجھے پائے گا ٹھہرنے والا صابر اور تیرے کسی حکم کا انکار نہ ہوگا۔

پس اسی طرح مرشد کو چاہئے کہ مرید کو راہ مستقیم کے خوف وہراس اور ہلاکت خیز مقامات درپیش آنے سے خبردار کر دے، تاکہ اگر مرید دنیاوی خواہشات کے تحت مرید ہونے آیا ہو تو واپس چلا جائے اور اگر فی الحقیقت طالب ہو کر آیا ہو تو راستہ کی تکلیفوں کو جان و دل سے قبول کرے۔

اس کے بعد مرید کو حکم دے کہ دایاں ہاتھ لمبا کرے اور مرشد بھی اپنا دایاں ہاتھ لمبا کرے اور مرید کے پنجہ سے اپنا پنجہ ملائے اس طرح کہ مرید کی ہتھیلی شیخ کی ہتھیلی پر ہو اور مرشد اپنا انگوٹھا مرید کے انگوٹھے سے ملائے اور ہاتھوں کو کپڑے یا رومال سے ڈھانپ دیں۔ اور اول بار اس کو استغفار اور توبہ کی تلقین کرے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا صَغِيْرَةَ مَعَ الْإِصْرَارِ وَلَا كَبِيْرَةَ مَعَ

الْإِسْتِغْفَارِ۔

یعنی گناہ صغیرہ بار بار کرنے سے صغیرہ نہیں رہتا اور گناہ کبیرہ استغفار کرنے سے باقی نہیں رہتا۔

پھر بھی توبہ کا حق یہ ہے کہ ہمیشہ استغفار کے ساتھ گناہوں کا غبار اپنے آپ سے دور کرتا رہے پھر مرشد مرید کو کہے اے بیٹا کہو!

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

تین بار خود کہے اور مرید سے کہلائے جس طرح کہ خود کہہ رہا ہے، پھر ارشاد کرے کہ کہو:

اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهٗ وَ اَنْبِيَآئَهٗ وَ رُسُلَهٗ وَ

اَوْلِيَآءَهٗ وَ الْحَاضِرِيْنَ مِنْ خَلْقِهٖ يَا بُنَیَّ تُبْ

اِلَى اللّٰهِ الَّذِیْ حَلَّلَ الْحَلَالَ وَ حَرَّمَ الْحَرَامَ

وَ لَازَمَ عَلَيْكَ الذِّكْرَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ اَ

لْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ الطَّاعَةَ

بِحَسْبِ الْاِسْتِطَاعَةِ۔

گواہ ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اس کے پیغمبر اور اس کے رسل اور اس کے اولیاء اور اس کی مخلوق سے جو یہاں حاضر ہیں۔ پھر کہے اے بیٹے! توبہ کر بحضور خداوند تعالیٰ جس نے حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام کیا اور لازم کیا تجھ پر ذکر "لا الہ الا اللہ" اور اطاعت، زہد و عبادت باندازہ طاقت۔

پس مرید بھی اسی طرح کہے جس طرح کہا گیا ہے پھر مرشد مرید کو کہے کہ کہو القطب الربانی والہیکل النورانی والعارف الصمدانی سیدی واستاذی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ ہمارے پیر و مرشد اور استاذ اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے لئے ہمارے افضل ترین وسیلہ ہیں اور ان کے پیر ہمارے پیر اور ان کا طریقہ (قادریہ) ہمارا طریقہ ہے اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کارگذار ہے۔ پھر مرشد مرید کی طرف رجوع کرے اور کہے خدایا اس کو قبول فرما اور اس سے دوسروں کو قبول فرما، یا یوں کہے کہ قبولیت کا دروازہ اس پر کھول دے اور اس کو نیک کاموں میں مشغول فرما، نہ کہ برے کاموں میں اور اس دنیا اور آخرت کی زندگی میں اس سخن ثابت و محکم پر قائم رکھ یعنی کلمہ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پر اس کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں تقویت فرما ساتھ اپنی تقویت کے "يَا عَزِيْزُ يَا حَكِيْمُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" پھر مرشد مرید کو ارشاد کرے کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ پرہیزگاری، اطاعت، عبادت اور احکام میں فرمانبرداری اور موانعات سے روگردانی اختیار کر اور اس بات کی قسم تجھ سے لیتا ہوں کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہوگا اور گناہ صغیرہ سے پرہیز کرے گا کیونکہ گناہان صغیرہ کے ارتکاب کی مداومت گناہان کبیرہ کے اقدام کی طرف لے جاتی ہے اور اسی وجہ سے جلد یا بدیر گناہان کبیرہ سرزد ہو جاتے ہیں۔

نیز جس پر تجھے عمل کرنا چاہئے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور سنت یعنی طریقہ ورسم وعادات پیغمبر خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور شریعت اور طریقت پر دل وجان سے عمل کرنا ہے، چنانچہ اس مرید سے عہد وپیمان لے کہ میں نے آپ کی وصیت قبول کرلی ہے، پس مرشدان حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کے لئے بلکہ تمام مسلمانانِ عالم کے حق میں دعائے خیر کرے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنَا وَ اَصْلِحْ بِنَا وَ اهْدِنَا وَ اهْدِبِنَا وَ اَرْشِدْنَا وَ اَرْشِدْبِنَا وَ اَرِنَا الْحَقَّ وَ اَلْهِمْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اِمْتِنَاعَهٗ ۔ اَللّٰهُمَّ اقْطَعْ عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ يَّقْطَعُنَا عَنْكَ وَلَا تَقْطَعْنَا بِالْاَغْيَارِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ۔

پھر کہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ

عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ

فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

یہ آیت پاک عہد و بیعت خاص مردوں کے لئے ہے۔اگر بیعت عورت کرے تو اس طرح پڑھے:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ

عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ

وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا

يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَ

رْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رسول اللہ ﷺ بیعت کرتے وقت صرف زبان مبارک سے ارشاد فرماتے تھے اور دست مبارک سے کسی عورت کے ہاتھ کو نہ چھوتے تھے۔منقول ہے کہ عورتیں پانی کے پیالہ میں ہاتھ ڈالتی تھیں اس کے بعد حضور ﷺ اپنا دست مبارک اس پیالہ میں ڈالتے۔بس یہی طریقہ بیعت عورتوں کے لئے تھا۔

اس کے بعد مرشد مرید کو ارشاد کرے کہ مجھ سے کلمہ توحید تین بار سن اور توحید

کا مطلب لغات میں خداوند عز وجل کو ایک جاننا ہے اور تو بھی میری مانند کہہ یعنی "لا الٰہ الا اللہ" کو تین بار مرشد کہے اور اسی طرح مرید بھی کہے بس مرید اس کلمہ پاک کے صحیح اور برحق ہونے کا اقرار کرے پھر مرشد مرید کو اس کلمہ پاک کے بکثرت ذکر کرنے کی ہر حالت میں کہ کھڑا ہو یا کہ بیٹھا ہو، یا لیٹا ہو رات ہو یا دن، وصیت کرے اور اس کو حقوق سلوک اور حقوق مرشد اور حقوق برادران اور حقوق جملہ مسلماناں سمجھائے۔ اس کے بعد دعا خیر اس کے اور جملہ مسلمانانِ عالم کے حق میں نیکی پر قائم رہنے کے لئے فرماوے اور کہے:

اَللّٰھُمَّ کُنْ لَنَا بَرًّا رَحِیْمًا جَوَادًا کَرِیْمًا۔ اَللّٰھُمَّ دُلَّہٗ بِكَ اِلَیْكَ، اَللّٰھُمَّ خُذْ، اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْہِ وَلِوَالِدَیْہِ فُتُوْحَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْاَوْلِیَآءِ بِجُوْدِكَ وَكَرَمِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِھِمْ وَاَصْحَابِھِمْ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

تشریح ذکر بالجہر و بالخفی و ترکیب شروع کرنے کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ ذاکر کو ذکر شروع کرنے سے پہلے سورۂ فاتحہ تین بار سورۂ بقرہ از الم تا مفلحون آیت ۱ تا ۵ ایک بار آیت الکرسی از اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تا خَالِدُوْنَ ایک بار (سپارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۵ تا ۲۵۷) وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔

(سپارہ نمبر ۳ سورۃ بقرہ کی آخری ۳ آیتیں از ۲۸۴ تا ۲۸۶) ایک بار حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ وَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ تین بار پڑھے پھر بہ آواز بلند (جہر) ذکر میں مشغول ہو۔ جاننا چاہئے کہ ذکر دو طرح کا ہے ایک آہستہ دوسرا بہ آواز بلند، اور ہر ایک اس بارہ میں اپنے اپنے دلائل پیش کرتا ہے جو دونوں طرح ہی درست ہے۔ چنانچہ کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ جب کافر (بعہد حضور) غالب تھے تو بانگ (اذان) نماز قرأت اور تلاوت قرآن اور ذکر و تسبیح کرنے کا فرمان با آہستگی تھا جیسا کہ اس وقت کے لئے فرمایا:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً۔ وَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: وَ اذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَۃً وَّ دُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ۔

یعنی پکارو اپنے رب کو تم اپنے ہر سانس کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے آہستگی کے ساتھ بغیر بلند آواز اور زبان کے۔

اور جب غلبہ اسلام ہوا اور کفار مغلوب ہوئے تو حکم ربانی ہوا:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (اَیِ ارْفَعْ صَوْتَكَ بِذِكْرِ رَبِّكَ)

یعنی تسبیح کر اپنے رب کے نام کی جو بلند تریں ہے یعنی اپنے رب کا ذکر بہ آواز بلند کر۔

پس سننے والوں کے لئے ذکر جہری بہتر ہے، عابدوں کے لئے ذکر سری اچھا ہے۔

ذکر کی ابتداء بائیں پہلو کی جانب یعنی دل سے کرے اور لفظ اللہ کی ''ہ'' کو جو بہت بزرگی والا حرف ہے کلمہ ختم کرنے کے بعد بھی دل پر ہی بائیں جانب زور سے مارے یعنی مقام دل سے الف کو کھینچتا ہوا دائیں شانہ تک لا کر سر پر لائے پھر وہاں سے بائیں شانے کی طرف لا کر بڑے زور سے ــــــہ کی ضرب دل پر لگائے اور آنکھیں بند رکھے، دل میں غیر اللہ کے خیالات گزرنے نہ دے اور حضوریٔ قلب کے ساتھ عاجزی سے ذکر کرے جب ذکر میں مستغرق ہو جائے پھر جس طرح چاہے کرے۔

پس جب ذکر سے فارغ ہو اس پر لازم ہے کہ سورہ فاتحہ تین بار، بعدہٗ یہ آیت تین بار پڑھے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

پس جو کوئی خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق اور دلدادہ ہے اس پر لازم ہے کہ درود و سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے۔ سلام کا مقصد یہ ہے کہ حضور پاک کے احکام میں گردن تسلیم خم کرنا ہے۔ یہ بھی چاہئے کہ جب درود شریف پڑھے تو سلام بھی اس کے ساتھ شامل کرے تاکہ فرمانِ الٰہی کی تعمیل ہو۔ پھر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ
کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَ ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَ کُلَّمَا
غَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ وَ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ
عَنِ التَّابِعِیْنَ وَ تَابِعِی التَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ
اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

پڑھے۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھ کر ختم کرے۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا وَ اَمِتْنَا عَلٰی حُبِّھِمْ وَاحْفَظْنَا مِنْ
بُغْضِھِمْ وَ سَبِّھِمْ وَلَا تَجْعَلْ لِاَحَدٍ مِّنْھُمْ وَ
لَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ اَعْنَاقِنَا ظُلَامَۃً وَّ
اجْعَلْھُمْ شُفَعَائَنَا اِلَیْکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ اَللّٰھُمَّ
ارْضَ عَنْ قُطْبِ الْاَقْطَابِ وَ فَرْدِ الْاَحْبَابِ
الْعَامِلِ عَلَی الْکِتَابِ وَ السُّنَّۃِ الْقَائِلِ عَلٰی

رُءُوْسِ الْاَشْهَادِ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ
وَلِیِّ اللّٰهِ ،اَلْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْفَرْدِ الْاَوْحَدِ
اَبِی الْمَكَارِمِ وَ الْمَحَاسِنِ اَعْنِی الشَّیْخَ مُحْیِ
الدِّیْنِ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیَّ قَدَّسَ اللّٰهُ
تَعَالٰی سِرَّهٗ وَ اَعَادَ عَلَیْنَا وَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ
مِنْ بَرَكَاتِهٖ وَ خُصُوْصِیَاتِهٖ وَ نَفَحَاتِهٖ وَ
جَلْوَاتِهٖ وَ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ وَ تَحْتَ لِوَاءِ
سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ نَحْنُ وَ وَالِدَیْنَا وَ مَشَائِخَنَا
وَ مُعَلِّمِیْنَا وَ اِخْوَانِنَا وَ اَصْدِقَائِنَا وَ سَائِرَ
الْمُسْلِمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

دربیان تعلیم ذکر نفی اثبات

منجانب مرشد بحق مرید

پس مرشد سمجھائے اور سکھائے کہ اے بیٹے! اپنے دل کے مرکز سے اپنے ذہن وخیال میں دائیں پستان تک کھینچتا ہوا پھر دائیں شانے تک لاتا ہوا سر کی چوٹی تک لا کر اِلٰہٗ اپنے سر کی چوٹی پر ختم کر، پھر اسی خیالی صورت میں سر کی چوٹی سے بائیں شانے تک نیچے لاتا ہوا بائیں پستان پر لفظ "الا اللّٰہ" لے آ اور آخری حرف ہ کو جو کہ نہایت بزرگی اور جلالت والا ہے دل سے سر پر لے، کہہ کر ضرب شدید سے مار، یہ ضرب اتنی سخت ہونی چاہئے کہ دل حرکت کرے اور تمام بدن کانپے اور ہر حالت میں تیرا ذکر اسی مقام سے شروع اور اسی مقام پر ختم ہو، کیونکہ یہ دشمنوں کا مقام ہے، جس کو نفس امارہ کہتے ہیں، جو کہ نہایت سرکش نافرمانبردار، ناتابع اور سخت ترین مائل کرنے والا لذات نفسانیہ اور خواہشات فانیہ ممنوعہ کی طرف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ۔

تحقیق نفس امارہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے۔

پس ذکر نفی اثبات کے لفظ لا کو مد سے پڑھے کہ نفی کرنے والا ہے اور اس قدر حرکت دے جتنی کہ ضرورت ہے۔

پھر بتادے کہ اِلٰہ کے الف کو زیر سے پڑھے اور "ہ" کو زبر خفیف سے یعنی ایسا لمبا یا پُر نہ پڑھے کہ بجائے زبر کے الف ظاہر ہونے لگے بلکہ سکون سے پڑھے اور اِلَّا اللّٰہ کی آخری ہ کو جو کہ اسم جلالی ہے لہٰذا سخت ضرب سے پڑھے۔ اور اِلٰہ کی ہ کو اور الا اللّٰہ کے پڑھنے میں جدائی نہ کرے کیونکہ اگر لا الٰہ کو الا اللّٰہ سے علیحدہ ادا کرے تو پہلے سانس میں صرف نفی کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور نفی اِلٰہ کی بغیر اثبات یعنی اِلَّا اللّٰہ کے کفر ہے پس ذاکر

پہلے سانس میں اگر صاحب علم ہے تو کافر اور اگر بے علم ہے تو گنہگار ہے، بوجہ ترک کرنے اس بات کے جو بیان ہوئی۔

پھر اے سالک ذکر کرنے والے! تجھ پر لازم ہے کہ لفظ اللہ کے الف کے ظاہر کرنے کو خوب تحقیق کر، کیونکہ اگر تو اس جگہ غفلت سے کام لے گا اور سستی کرے گا تو تیرے بولنے میں الف کی آواز بوجہ زیر کو لاعلمی یا لاپرواہی سے لمبا کر کے پڑھنے سے ی کی آواز سے بدل جائے گی تو تیرا ذکر اس طرح ہو جائے گا لَآ اِیْلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ سراسر غلط ہے اور اس طرح اِلٰـہَ کی "ہ" کی زبر کو لمبا کر کے پڑھنے سے پرہیز کرے کیونکہ اگر "ہ" کو پُر کر کے پڑھے گا تو بجائے زبر کے الف کی آواز برآمد ہوگی، پس اس صورت میں تیرا ذکر اس طرح ہوگا۔ لَآ اِلٰھَا اِلَّا اللّٰہُ جو صریحاً غلط ہے اور اسی طرح الف اِلَّا کی زیر پڑھنے میں احتیاط چاہئے تاکہ زیر کی بجائے ی کی آواز نہ بن جائے، پھر اس طرح بن جائے گا لَآ اِلٰہَ اِیْلَا اللہ اور یہ بھی سراسر غلط ہے۔ چنانچہ ان تمام حالتوں میں کلمہ توحید نہیں کہا جا سکتا، پس اس غلط پڑھنے سے نہ ثواب ہے، نہ تاثیر ہے، بلکہ گناہ لازم آتا ہے بلکہ ذاکر کے لئے دین کا خطرہ ہے، عام طور پر اس زمانہ کے ذاکر اس سقم قبیح بدنما اور رسوا کنندہ کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں حالانکہ اپنی جہالت، کم علمی اور نادانی کے باعث اپنے ضرر اور نقصان کو نہیں جانتے۔ نیز تجھ کو اِلَّا اللّٰہُ کی ہ ادا کرنے کے بعد توقف کرنا (ٹھہرنا) لازم ہے کیونکہ بقاعدہ قراءت بلحاظ مخرج و ادائیگی الفاظ کے عین مطابق ہے اگر تو اِلَّا اللہ پر سانس توڑے تو اس لا کو کلمہ توحید کے پہلے الف سے ملا کر پڑھنا پڑھے گا جو صریحاً غلط ہے پس لا کو ظاہر کر کے سانس لے کر ابتدائی الف کو زبر کے ساتھ پڑھ، کیونکہ زبر اور زیر کی کمی بیشی کلمہ توحید کے معنوں میں نقصان دہ اور ضرر پذیر ہوتی ہے جو کہ کسی حالت میں جائز نہیں۔

اس تعلیم کے دینے کے بعد مرشد سورہ فاتحہ پڑھے اور مرید اور تمام مسلمانوں کے حق میں نیک دعا کرے۔

مرید کو چاہئے کہ اکثر اوقات اپنی زبان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے دوران

ماسوائے اللہ سے محفوظ رکھے، تاکہ ذکر قلب میں خلل واقع نہ ہو، کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب زبان باتوں میں مشغول ہو تو دل ذکر کرنے سے رک جاتا ہے۔

عمر خود ضائع مکن اے بوالہوس!
لب مزن جز نام اللہ یک نفس

جاننا چاہئے کہ ذکر دو طرح کا ہوتا ہے ایک ذکر تقلیدی، دوسرا ذکر تحقیقی۔ ذکر تقلیدی یہ ہے کہ بلا اجازت اور بلا تلقین مرشد کرے، اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ کچے بیج کو اگر زمین میں بویا جائے تو وہ نہ اگے گا نہ پھل دے گا۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ ذکر کرنا بندہ کے لئے ذریعہ محبت ہے، اس کی علامتیں یہ ہیں کہ جب بندہ خاص اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے تو اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے، چنانچہ رسول مقبول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔

جو شخص کسی چیز کو زیادہ دوست رکھتا ہے اس کو خاص طور پر زیادہ یاد کرتا ہے۔

یہ بھی جان لے کہ فتوح الغیب میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَلَا یَبْقٰی فِیْ قَلْبِكَ شَیْءٌ سِوَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔

یعنی تیرے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ باقی نہ رہے۔

پس تیرا دل محبت ایزدی میں پُر ہو جائے اور مُدعا کے مطابق اس کی طلب میں درست اور صحیح ہو جائے۔ نیز صدق ارادت یہ ہے کہ کوئی چیز اغراض دنیوی میں سے تیرے دل کے خیمہ کے گرد پھرنے نہ پائے، تاکہ حقیقی اخلاص ظہور پذیر ہو۔

اور ارادہ کے معنی دل کی خواہش ہے جو کسی کے دل میں پیدا ہوتی ہے، بس اسی خواہشِ دل کو ارادہ کہتے ہیں اور یہی نیک ارادہ افضل ترین ہے جو تمام نیک بختیوں کا تخم ہے۔ چنانچہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ارادہ انسانی صفتوں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں

کے انوار سے ایک نور ہے، بلکہ یوں سمجھو کہ مریدی صفت حق ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ اس صفت سے انسان کی روح پر تجلی کرتا ہے لہٰذا اس انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے انوار کا عکس ظاہر ہوتا ہے اور جب اس تخم ارادہ سے مومن بندہ کے دل کی زمین میں محبت الٰہی پیدا ہو، تو اس انسان کو چاہیے کہ اس کو غنیمت جانے اور اس غیبی مہمان کو نہایت عزیز رکھے اور مناسب اغذیہ سے اس کی خدمت کرے، کیونکہ ارادہ مرید کے دل میں نوزائیدہ طفل غیبی ہے۔ اس طفل کی غذا سوائے پستان تقرب وتصرف مرشد کے اور کہیں حاصل نہیں ہوتی، پس لازم ہے کہ شیخ کامل صاحب تقرب وتصرف کی طلب میں مشغول ہو جائے اور اپنے آپ کو اس کی رضا اور تصرف پر چھوڑ دے۔

گر تو نتوانی بدریائے خطیر
روشنیں در بطن کشتی دستگیر

کشتی غوث الوری جائے امان
سوئے قرب رہرواں جنید عیاں

خوف طوفان نیست وز کام نہنگ
میرود با بال و پر تیرد خدنگ

طریقہ قادریہ کے مطابق خلوت میں داخل ہو کر چلہ کشی کرنا

خلوت میں داخل ہوتے وقت یہ نیت باندھے:

اَللّٰھُمَّ نَوَیْتُ الْخَلْوَۃَ تَبَتُّلًا اِلَیْكَ وَ ابْتِغَاءً لِّمَرْضَاتِكَ وَ وَجْهِكَ الْكَرِیْمِ بِفَضْلِكَ وَ فَیْضِكَ وَ جُوْدِكَ یَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِیْنَ وَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اے اللہ! میں نیت یا ارادہ کرتا ہوں چلہ کشی کی، تیری طرف رجوع کرنے کے لئے اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دل دنیا سے قطع کرتا ہوں کیونکہ تو بخشنے والا اور ہر گناہ سے درگزر کرنے والا، ہر خطا سے توبہ قبول کرنے والا، اپنی زیادتی بخشش اور فیضِ عظیم اور بے نہایت سخاوت کی بخشش کے باعث ہے۔ اے بخشنے والوں کے بخشنے والے اور اے بزرگ ترین بخشنے والوں سے۔

پس جس وقت کہ خلوت (چلہ) میں داخل ہو تو چاہئے کہ دن کو روزہ رکھے کیونکہ روزہ رکھنا تعلقاتِ بشری اور خواہشاتِ نفسانی سے قطع تعلق کر دیتا ہے، چنانچہ روزہ رکھنا بڑی خاصیت اور قوی تاثیر رکھتا ہے، اس لئے مرید کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو مجاہدہ اور ریاضت وعبادت پر مطمئن کرے۔ کیونکہ نفس کی اصلاح کے لئے کوئی مجاہدہ بھوک کے برابر

نہیں، اس لئے چاہئے کہ ہر روز بلاناغہ روزہ رکھے تا کہ مقصود کو پہنچے اور رات کو جاگے کیونکہ اس کو زیادہ سونے کی اجازت نہیں ہے اور سالک کو چاہئے کہ نیند کو کم کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ راستہ جاگنے والوں (شب بیداروں) کے لئے ہے بلکہ اپنے مناسب حال ذکرواذکار میں مشغول رہے اور ذکر کی حقیقت کو پیش خیال رکھے پس اگر اس کو ماسوائے حقیقت ذکر دوسرا خیال یا خطرہ سامنے آئے تو ذکر کے معنوں کی طرف رجوع کرے۔ اگرچہ لانفی ہے مگر اس حقیقت ذکر کو حاصل کرنے کے لوازمات سے ہے۔ پس اس طرح ذکر کا معنی مدخیال رکھنا خطرہ کو رفع کر دیتا ہے۔ اگر نینداس پر غلبہ کرے پس تھوڑا سا سو جائے۔ جاننا چاہئے کہ سالک پہلو کو زمین پر نہ لگائے مگر اس وقت جب نیند کے غلبہ سے تھک جائے، جس کے باعث تھکاوٹ اور ملال عبادت میں ظاہر ہو۔ ملال اور تھکاوٹ کی حالت میں عبادت نہیں کرنی چاہئے۔ اس وقت ایک ساعت کے لئے (گھٹنے پر) تکیہ کرے، جب جاگ پڑے تو وضو کرے اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو گذارے اور دو رکعت بہ نیت تحیۃ المکان گزارے۔ سالک کو چاہئے کہ کثرت نماز میں کوشش کرے کیونکہ رات کو زیادہ نماز پڑھنا عاشقوں کی معراج ہے اور نماز تسبیح گزارنے پر موانست و مداومت کرے کیونکہ اس میں بے شمار فوائد ہیں کیونکہ اس سے تمام نمازوں میں دل کی حضوری حاصل ہوتی ہے، بغیر حضوری دل کے نماز نہیں ہوتی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔

پس نماز ادا کرنے کے بعد ذکر میں مشغول ہو، اگر نیند غلبہ کرے تو اس کو رفع کرنے کی کوشش، کھڑا ہونے آہستگی، نرمی سے اس مکان کے اندر ٹہلنے اور از سرنو استنجا وضو اور طہارت کرنے سے کرے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

کے مصداق محبت کی کرامت سے مخصوص ہو پھر بھی اگر نیند شدید غلبہ کرے تو مذکورہ بالا طریقوں کو عمل میں لائے جو ابھی بیان ہوئے ہیں۔ حاصل مقصد یہ ہے کہ بہت کم سوئے۔ نیز چلہ کشی کی جگہ (خلوت گاہ) بہر حال تنگ ہونی چاہئے اس میں سوائے دروازہ کے روزن یا سوراخ تک نہ ہو، تاکہ آواز مخالف کان تک نہ پہنچے اور اس کا وقت اس آواز سے مشوش نہ ہو اور ہر حالت میں دروازہ بند رکھے اور اس پر پردہ ڈالے رکھے تاکہ روشنی کا اثر دروازہ کی درزوں سے ظاہر نہ ہو، تاکہ حواس خمسہ اپنے کام سے معطل ہو جائیں اور روح عالم غیب کے ساتھ پیوند ہو جائے اور پورے طور پر خدا کے ساتھ مشغول ہو کر اس جہان سے منہ پھیر لے اور زبان کو فضول باتوں سے اور حواسِ خمسہ کو بیہودہ تصرفات سے باز رکھے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔

جو بات کی جائے اس کے ہر لفظ کے لئے رقیب ہے۔

پھر فرمایا:

اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۔

یعنی تحقیق کان اور آنکھوں اور دل، غرض کہ سب سے متعلق پوچھ ہونی ہے۔

پس اگر ایسی جگہ نہ ملے جو آوازوں سے محفوظ ہو تو ایسی صورت میں اپنے دونوں کانوں کو روئی سے بند کرے اور آنکھوں کو ذکر کرتے وقت بند کرے اور قبلہ رو چار زانو بشکل قعدۂ نماز بیٹھے اور تکیہ نہ لگائے کیونکہ تکیہ لگانا نیند لاتا ہے، اگر پیاس ہو تو پانی بہت

تھوڑا پیے کیونکہ پانی پینا نیند لاتا ہے اور اپنے راز کو ہر حالت میں ظاہر کرنے سے باز رہے اور چاہئے کہ چلہ کشی کی ابتداء اس وقت کرے جب کہ آفتاب برج جدی میں ہو۔ وہی وقت موسم سرما کا آغاز ہے اور خلوت میں اتنے روز ٹھہرے جتنے دن اس کے مرشد نے معین کیے ہوں اور مرشد کے حکم سے خلوت (چلہ) سے باہر آئے اور لازمی ہے کہ چلہ میں مرشد کے امر و اجازت سے بیٹھے اگر مرشد کی بلا اجازت سے خلوت اختیار کرے گا، ہرگز مقصود کو نہ پہنچے گا بلکہ مرشد کے دل پر بھی کدورت پیدا ہوگی۔ چنانچہ وہی کدورت مرید کے لئے راہ حق میں حجاب ہوگی اور مقصود حجاب کی وجہ سے حاصل نہ ہوگا۔

جاننا چاہئے کہ چلہ کشی کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ طلب اور اغراض دنیوی کی آلودگیوں سے نیت پاک ہو اور صرف غرض آخرت ملحوظ ہو پھر صدق و صفائی کے ساتھ منہ قبلہ کی طرف کر کے بیٹھے اور خیال کرے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ اس جگہ تشریف فرما ہیں تاکہ احترام، آداب، وقار، عزت اور حرمت کی قید میں رہے اور سالک اس بات کا یقین رکھے کہ باطن کی حضوری کا قرب سوائے اس کی خاص عنایت اور اطاعت کے حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے:

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اللہ اور جو تم میں سے صاحب امر یعنی مرشد ہو، کی تابعداری کرو۔

جاننا چاہئے کہ جناب رسول کریم ﷺ لاانتہا عشق کے غلبہ کے باعث خلقت سے کنارہ کش ہو کر کبھی کبھی غار حرا میں تشریف لے جاتے اور اس جگہ ذکر و عبادت میں کئی کئی راتیں گزار دیتے۔ بہر حال مرشد کامل مرید کو ابتداء میں چلہ کشی کا حکم دیتے ہیں تاکہ

خلوت کی بھٹی میں ریاضت کی آگ سے پگھل جائے اور اس کی طبیعت تمام آلائشوں سے پاک اور صاف ہو جائے، کیونکہ حواس خمسہ پر قابو پانا بجز چلہ کشی کے نہیں ہے۔ چاہئے کہ حواس خمسہ کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لے آئے کیونکہ جب آنکھ کوئی چیز دیکھتی ہے یا کان کوئی آواز سنتا ہے دل اپنی جگہ سے باہر ہو جاتا ہے اور جو کچھ کہ دیکھتا ہے یا سنتا ہے یا خیال کرتا ہے دل پر نقش ہو جاتا ہے اور ان کی طرف محو تماشا ہو جاتا ہے اور ان جگہوں کی طرف جو دیکھی ہیں متوجہ ہو جاتا ہے اور مکرر ان باتوں کو جو سنی ہیں یا دیکھی ہیں یاد کرتا ہے، لہذا دل مشوش ہو جاتا ہے اور جب دل تشویش پذیر ہو گیا تو یک سوئی حاصل نہیں ہوتی، پس چاہئے کہ سب خیالات فاسدہ کو ترک کر دے، چنانچہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں:

وَ اتْرُكِ الْكُلَّ عَلٰى بَابِ خَلْوَتِكَ وَ ادْخُلْ وَحْدَكَ وَتَرَاى مُوْنِسَكَ فِيْ خَلْوَتِكَ بِعَيْنِ سِرِّكَ۔

یعنی ہر دنیوی خیال وخواہش کو در خلوت کے باہر چھوڑ کر تن تنہا داخل ہو، تاکہ اپنی باطن کی آنکھ سے دیکھ لے اور عین الیقین سے اس کا مشاہدہ کرے جو کہ ان مناظر اور ہستیوں سے بالاتر ہے جو کہ سر کی آنکھ سے دیکھے جاتے ہیں۔

سالک کو چاہئے جب خلوت اختیار کرے تو غیر حق کے تمام مشاغل سے یک طرف ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو، اس وجہ سے کہ جب اسباب ظاہریہ کے راستے اپنے آپ پر بند کر دے گا تو حواس باطنہ کے دروازے اس کے حال پر کھل جائیں گے اور ساتھ ہی یہ چاہئے کہ منہ پر مہر خاموشی ثبت کرے، یعنی خاموشی اختیار کرے اور ہمیشہ

دنیا کی باتوں وغیرہ سے چپ رہ کر وضو اور نماز میں مشغول رہے، چنانچہ امام زاہد ابو عثمان مغربی اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ راہِ حقیقت طے کرنے کے لئے پہلا قدم خلوت اختیار کرنا ہے پس جو کوئی خلوت یا چلہ کشی کرے اس کے لئے پہلی شرط دل کو ماسوائے یاد خدائے عزوجل کے تمام مخلوقات سے خالی کرنا ہے یعنی اس میں سوائے یادِ الٰہی کے اور کچھ نہ ہو اور تمام خواہشات سے ماسوائے طلب رضائے حق سے فارغ ہو اور جب خلوت سے باہر آئے تو چاہیے کہ کسی سے بات نہ کرے اور زمین سے نظر نہ اٹھائے اور کسی سے گفتگو وغیرہ میں مشغول نہ ہو اور زبان کو ہمیشہ ذکر و تسبیح کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں مشغول رکھے اور کوئی سانس اس شغل سے بیکار نہ رہے، پس تنہائی اور خلوت اس راہ حقیقت کے لوازمات ہیں، جو بزرگوں کا طریقہ ہے۔

جاننا چاہئے کہ طالب کا مقام مقصود پر پہنچنے کا وہی وقت ہے جب کہ اس کا دل ماسوائے اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا۔

یعنی پس ذکر کر اپنے پروردگار کا اور چھوٹ جا اس کی طرف سب سے الگ ہو کر۔

اور یہ رتبہ سوائے مجاہدہ اور اخلاص کے حاصل نہیں ہوتا اور پیر کامل اور عارف کی صحبت اختیار کرنے میں دستیاب ہوتا ہے۔

پس جو کوئی چاہے کہ اس کے دل کی کھڑکی عالم ملکوت کی طرف کھل جائے تو اس کو چاہئے کہ اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھے تاکہ اس کا دل مطمئن ہو اور ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ہمیشہ ورد کرے، تاکہ اس کا حال اس طرح ہو جائے جیسے آدمی خواب میں چیزیں دیکھتا ہے، وہ جاگتے ہوئے دیکھے اور روح انبیاء اور اولیاء کو دیکھے اور ان سے فائدے حاصل کرے

اور حال اس پر ظاہر ہوں اور عارف باللہ ہو جائے۔

جاننا چاہئے کہ علم کی تمام شرطیں مکمل طور پر مجاہدہ میں استعمال کرنی چاہئیں، کیونکہ دل مثل آئینہ ہے اور اس آئینہ پر غبار نہ پڑنے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا سمجھو کہ علم دل کے آئینہ پر لکھا ہوا ہے اور دل کے تفکرات غبار کی طرح ہیں اور گناہ سے مراد سیاہی ہے جو غبار کی طرح اس پر پھیلی ہوئی ہے، اگر ان ممنوعہ چیزوں سے دل کو ہٹا رکھے گا تو انکشاف میں کوئی امر مانع نہیں ہوگا اور دل ان معلومات ناقصہ سے خالی ہو جائے گا اور عالم غیب کی صورتیں اس میں ظاہر ہونے لگیں گی۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

باب ہشتم

راہِ سلوک کے مقامات

اور

حقیقت و احوالِ نفس اور تعبیرِ خواب

فصل اوّل ...... شریعت

اس باب شریعت کے دس مقام مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا مقام

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، پیغمبروں، دن قیامت یعنی روز جزا و سزا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی بدی کا اندازہ ہونے پر ایمان لانے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر یقین لانا اور برحق سمجھنا ہے۔

دوسرا مقام

نماز پنجگانہ فرض جاننا اور پانچوں نمازوں کی بروقت ادائیگی، خصوصاً نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر کی حفاظت کرنا ہے۔

تیسرا مقام

زکوٰۃ جس کا ادا کرنا اہل نصاب پر واجب ہے۔

چوتھا مقام

روزہ جس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر فرض کیا ہے۔

پانچواں مقام

حج بیت اللہ شریف بشرط استطاعت عمر میں ایک بار۔

چھٹا مقام

اپنی کوشش سے رزق حلال حاصل کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ حلال کمائی میں برکت عطا کرتا ہے اور اس کے مالک کی دعا قبول ہونے کی امید ہوتی ہے۔

ساتواں مقام

حرام سے پرہیز کرنا۔ کیونکہ حرام دل کو سیاہ کرتا ہے اور پتھر کی طرح سخت کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور سیاہ کرتا ہے۔

آٹھواں مقام

شریعت کے زیر فرمان ادخال۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی متابعت اور اس کے ممنوعات سے پرہیز اور حلالِ خدا کو حلال اور حرامِ خدا کو حرام جاننا ہے۔

نواں مقام

تلاوت قرآن مجید، اس کو صحیح جاننا اور اس کے تمام احکام پر بصدق دل عمل کرنا ہے۔

دسواں مقام

نیک کاموں کے کرنے کا حکم اور برے کاموں سے ممانعت، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعمیل، چنانچہ قرآن پاک میں حکم ہے کہ:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔

یعنی نماز پنجگانہ قائم رکھ اور نیک کام کی ہدایت کر اور ناپسندیدہ کاموں سے منع کر اور مصیبت پر صبر کر جو تجھ پر آئے، تحقیق یہ کام کارہائے مقصود سے ہے۔

فصل دوم......طریقت

اس باب طریقت کے دس مقام ہیں۔

پہلا مقام......توبہ

یہ کہ ہر بالغ وعاقل مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے گناہ مالک حقیقی سے ہمیشہ بخشواتا رہے۔

دوسرا مقام......حسنِ خلق

یعنی نیک عادات، اس میں تمام نیک عادات، قابلِ تعریف اور ہر اچھا کام قابلِ مدح شامل ہیں کیونکہ حسن خلق ہر نیک کام کو زیادہ کرتا ہے۔

تیسرا مقام......مجاہدہ وتقوٰی

مجاہدہ وتقوٰی، پرہیزگاری اور اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول ﷺ ہے، پس جس کسی نے کوشش کی، راہ حق کو پالیا اور جس نے نہ کی بے مشاہدہ رہا۔

چوتھا مقام......خوف ورجاء

خوف ورجاء یہ کہ خوف وامید میں وابستہ رہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہو جائے۔

پانچواں مقام......ترکِ شہوات

یعنی خواہشات نفسانی سے باز رہنا اور نفسانی لذات کی پیروی نہ کرنا۔ کیونکہ خواہشات دل کو سخت اور سیاہ کر دیتی ہیں۔

چھٹا مقام......شبہات سے پرہیز

یہ کہ ان چیزوں سے جن میں شک وشبہ پایا جائے یا حرام، حلال ومکروہ کی تمیز نہ ہو سکے یا شک وشبہ کا ان میں امکان یا گمان ہو سخت پرہیز کرے۔

ساتواں مقام......تضرع الی اللہ

یعنی بارگاہِ الٰہی میں زاری۔ اور زاری یہ ہے کہ اس کے حضور میں گریہ وزاری، توبہ کرنے اور مغفرت مانگنے کے لئے ہو جو نہایت خلوص قلبی، عاجزی وانکساری اور حضورِ دل کے ساتھ اور شرِ شیطان سے محفوظ اور مامون رہنے کے لئے ہو۔

آٹھواں مقام......رضائے مرشد

یعنی ہر اُمر میں رضائے مرشد، یہ خوشنودیِ مرشد کی محبت اور نصیحت اور اس کے قول اور فرمان کی تکمیل، فرمانبرداری بدوں کسی قیاس ووہم کے بجالانے سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ مرشد اور استاذ کے حضور میں مرید ایسا ہونا چاہئے جیسے کہ مُردہ غسال کے ہاتھ میں، تاکہ جس طرف اس کو چاہے پھیرتا رہے۔

نواں مقام......سماع الوعظ

یہ کہ مجالس وعظ میں جانا، متوجہ ہونا، پندونصیحت کا سننا اور ان کا قبول کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہے، حتیٰ کہ ناصح کی نصیحت سننے سے شرم نہ کرے اور جب دوسروں کو خود وعظ ونصیحت کرے تو نہایت آرام، نرمی اور خوش اخلاقی سے گفتگو کرے۔

دسواں مقام......ترک ماسوائے اللہ

یعنی ماسوائے اللہ کا ترک اور مخلوقات سے علیحدگی، کیونکہ غیر اللہ کے میل جول سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نزدیکی اور قرب میں سخت ترین حجاب واقع ہوتا ہے۔

فصل سوم...... حقیقت

اس کے بھی دس مقام ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلا مقام

تواضع، فروتنی، عاجزی وانکساری، عدم اظہار، طاقت جسمانی وروحانی۔

دوسرا مقام

یہ کہ تیری دانست میں بلحاظ مساوات بہتر فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ یا فرد کو حقیر نہ سمجھے نہ ان میں فرق نکالے، مگر صرف ان کی گمراہی کے باعث، کیونکہ یہ تمام فرقے سوائے فرقہ اہل سنت وجماعت کے گمراہ ہیں پس ایسا سمجھنے والے اللہ تعالیٰ کے حضور میں مقرب ہیں۔

تیسرا مقام

خوردونوش جو کچھ بھی از قسم طعام تھوڑا یا بہت، جس قسم کا بھی سامنے آئے کھالے اور نئے لذیذ کھانے کا منتظر نہ رہے، پہلے ہی آمدہ طعام پر قناعت کرے۔

چوتھا مقام

یہ کہ راہِ حق پانے میں ہمیشہ کوشاں رہے اور مخلوق خدا میں سے کسی کو تکلیف نہ دے بلکہ ان کی تکالیف کو رفع کرنے کی دل وجان سے کوشش کرے۔

پانچواں مقام

یہ کہ اس کے دل میں بغض وکینہ نہ ہو، بلکہ جو شخص اس سے بدی کرے اس سے نیکی سے پیش آئے اور جن سے کسی وجہ سے تعلقات منقطع ہوں ان سے جوڑنے کی حتی الامکان کوشش کرے بلکہ ان سے معاوضہ خواہ بھی نہ ہو جنہوں نے اس پر ظلم کیا ہو۔

چھٹا مقام

یہ کہ مسکینوں اور درویشوں اور غریبوں پر سختی نہ کرے بلکہ ان پر نہایت مہربانی اور شفقت کی نظر رکھے اور جہاں تک ممکن ہو سکے نیکی، خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

ساتواں مقام

یہ کہ راہِ حق میں اس کا ہر قول و فعل، ہر عمل و عبادت محض خوشنودیٔ ذات الٰہی کے لئے مخصوص ہو، نہ کہ ریا اور نمائش خلق کے لئے۔

آٹھواں مقام

یہ کہ اپنے رازِ قلبی کو مخلوق سے پوشیدہ رکھے بلکہ مخلوق خدا میں سے کسی کا بھید ظاہر نہ کرے خواہ وہ کسی قسم کا ہو بلکہ جب گناہ کرتا دیکھ بھی لے تو پردہ پوشی کرے۔

نواں مقام

یہ کہ مناجاتِ الٰہی میں ہمیشہ مشغول رہے اور دنیاوی کاموں میں سے کسی ایک مدعا کو مناجات میں شامل نہ کرے۔ بجز اس صورت کے جہاں دینی امور میں سہولت اور آسانی کے لئے سخت ترین دنیاوی ضرورت ہو۔

دسواں مقام

جن چیزوں کی طرف نظر کرے ان سے نصیحت اور سبق حاصل کرے، نیز نفس کی بہتری کے لئے علم نافع کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اَلْعِلْمُ زُهْدٌ وَ اَدَبُ الْمُرِيْدِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ زُهْدِهٖ۔

یعنی علم ایک زہد و عبادت ہے اور مرید کے لئے ادب اس سے بہتر ہے جس
میں اس کے لئے اس زہد میں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

فصل چہارم...... معرفت

اس کے دس مقامات ہیں۔

پہلا مقام

ملحوظ آداب یعنی طریقہ ادب پر استوار رہنا۔ کیونکہ جو شخص عاقل، دانا اور باادب ہوگا وہ بالضرور آداب شریعت میں مؤدب ہوگا اور ہمیشہ ان آداب کا محافظ اور نگہدار ہوگا۔

دوسرا مقام

یہ کہ ظلم و ستم، تنگی اور تکلیف کا متحمل ہو، جو کوئی اس کو تکلیف پہنچائیں ان سے کینہ نہ رکھے، بلکہ اگر ان کو تکلیف پہنچے تو دور کرنے کی کوشش کرے اور ان کے گناہوں کو معاف کرنے والا، درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہو۔

تیسرا مقام

یہ کہ بُروں کی آگ کے شراروں سے بچنے والا ہو، نیکیوں کی مجلس اختیار کرے اور فتنہ اور فساد ظاہری سے دور رہے۔

چوتھا مقام

خدمت مرشد، یہ کہ خدمت مرشد صاف دلی اور اخلاص پر مبنی ہو اور جو ان کی خدمت عالیہ میں قیام پذیر ہوں ان کو نیک نصیحت کرے اور ان کے ساتھ ظاہراً اچھی دوستی رکھے۔

پانچواں مقام

یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے یک دم بھی غافل نہ ہو اور ہر چیز میں اس کا جلوہ دیکھے۔

پس حق عبادت یہ ہے کہ یہ جانے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر خود نہ دیکھ سکے تو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

چھٹا مقام

یہ کہ حسب استطاعت سخی ہو اور اپنے آپ کو دوسروں پر فوقیت نہ دے۔

ساتواں مقام

بردباری بمقابلہ قہر و ستم، یہ کہ کسی کام میں جلدی سے کام نہ لے بلکہ نہایت غور وخوض کے بعد تحمل مزاجی سے کام لے۔

آٹھواں مقام

یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کے زنگ و سیاہی کو دور کر کے منور کرے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَءُ كَمَا يَصْدَءُ الْحَدِيْدُ فَاجْلُوْهَا بِذِكْرِ اللّٰهِ۔

یعنی انسانوں کے دل اس طرح سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہا زنگار ہے، پس ذکر الٰہی سے ان کو مجلیٰ کرو۔

نواں مقام

یہ کہ ہر طرح کی عبادتوں اور بندگیوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور جاگزیں ہو۔

دسواں مقام

یہ کہ اپنے آپ کو تمام انسانوں سے ذلیل وخوار اور بدتر خیال کرے اور دوسروں

کو اپنے آپ سے بہت بلند اور بہتر جانے اور اپنے نفس کو کسی سے کسی حالت میں افضل نہ سمجھے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

وہ آداب جن کا بجالانا مرید کے لئے

بحق مرشد واجب ہے

مرید کو چاہئے کہ اعتقاد کامل اور اخلاص ومحبت اور دوستی سے صحبت مرشد میں رہ کر کام کرے اور کوئی فعل بد ہو یا نیک اور کوئی بات اچھی ہو یا بری، عزت افزا، ہو یا ہتک آمیز، جو بھی مرید کے دل میں ہو مرشد سے نہ چھپائے اور چاہئے کہ اپنے کام اور اپنی جان ومال اس کے سپرد کردے اور اس پر کسی حالت میں کوئی اعتراض نہ کرے، یعنی اپنے آپ کو مرشد کے تسلیم وتصرف میں دے دے اور ہر حال میں مطیع وفرمانبردار رہے اور کسی وجہ سے اپنے ظاہر وباطن میں مرشد کے تصرفات پر مجال اعتراض نہ لائے اور ہر حکم وفرمان کو ظاہراً وباطناً برضا ورغبت قبول کرے اور بحالت تنگدستی، غریبی، مفلسی اور عاجزی اس کے حکم سے روگردانی نہ کرے اور اپنا مال وجان وتن بلکہ جو کچھ بھی ملکیت میں ہو مرشد پر قربان کرنے والا ہو۔ چنانچہ مرید مرشد کے ہاتھ میں مانند مردہ کے ہو رہے تاکہ جدھر اس کی مرضی ہو ادھر پھیرتا رہے۔ نیز اس کے آگے نہ چلے بلکہ پیچھے چلے اور اس سے ڈرتا رہے اور اس کے ہر امر کی تعمیل کرنے والا ہو اور اس کی گفتگو سے رنجیدہ خاطر نہ ہو اور مرشد کے ایسا حکم فرمانے سے ڈرتا رہے جس کی تعمیل اس سے ناممکن ہو اور یہ بھی کہ مرشد کی حضوری میں دوسروں کو نصیحت کرنے کے لائق ہو کر نصیحت کرنے والا ہو اور خود فرمانبردار ہو اور اس کے ہر حال وقال اور معاملات میں خاص طور پر لحاظ رکھنے والا ہو اور تعمیل حکم کے لئے ہر وقت تیار رہے اور اپنے تمام کام مرشد کے سپرد کردے اور اس کے رازوں کو چھپائے اور جو کچھ مرشد فرمائے اس کو نگاہ میں رکھے اور کسی بات کو بے فائدہ سمجھ کر ترک

نہ کرے اور کسی بات یا حکم کو فراموش نہ کرے اور اس کے تمام آداب میں ادب ملحوظ رکھے اور اس کی ہر خصلت اپنائے اور اس کی ہر حالت میں یعنی حال وقال اور دیگر امور وغیرہ میں پیروی کرنے والا ہو اور وہ کام جس میں مرشد راضی نہ ہو ترک کردے اور کسی کام کو خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی بے اجازت و بے اشارت مرشد شروع نہ کرے اور نہ شروع کرنے کی جرأت کرے چنانچہ بلا اجازت مرشد، نہ کھائے نہ پیے نہ پہنے، نہ دے، نہ لے بلکہ اسی طرح عبادتوں کو بھی مثلاً روزہ رکھنے، افطار کرنے ،نفلوں میں بیشی کرنے ،فرائض پر قائم رہنے اور ذکر و تلاوت قرآن کریم و مراقبہ وغیرہ بلا اجازت مرشد،شروع نہ کرے اور جس کام کو مرشد ناپسند رکھے ہرگز نہ کرے بلکہ کوئی کام اپنی مرضی سے، بلا اجازت مرشد نہ کرے اور جو کچھ امر و نواہی سے فرمائے اس کی فوراً تعمیل کرے یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ کرے اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے نہ کرے۔ یہ بھی نہ کہے کہ میرے واسطے کس کس بات کی اجازت ہے اور کون کون سی ممانعت ہے؟ پس ایسی صورت میں کسی بات کے متعلق امر و نہی کا حکم دے گا تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ نیز اس کی مسند پر بھولے سے بھی قدم نہ رکھے اور نہ بیٹھے، نہ اس کے سرہانے پر سوئے اور نہ ہی اس کے کپڑوں میں سے کسی کپڑے کو پہنے اور نہ ہی اس کے کپڑوں میں بلا امر مرشد داخل ہو اور نہ ہی اس کے کھانوں میں سے خواہ کسی قسم کا ہو کھائے اگر ایسا نہ کرے گا تو فائدہ اور فیض سے محروم رہ جائے گا۔ مزید برآں مرشد کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی عورت سے نکاح نہ کرے۔ اگر ایسا کرے گا تو مرشد کے فیض روحانی سے دوری اور ناامیدی کا باعث ہوگا۔ نیز اس کے فرمان پر، خواہ جھڑکے، گالی دے یا سخت سست بولے، دل پر کدورت نہ لائے بلکہ اس کی محبت پر قائم رہے اور جو کچھ نیک یا بد اثر دل میں پیدا ہو فوراً نکال دے نیز اس کی مجلس میں ضرورت سے زیادہ بات نہ کرے خواہ وہ اس پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی کیوں نہ ہو اور جو زائد از ضرورت ہو چھوڑ دے۔ اگر مرشد کی مجلس

میں کوئی شخص مرید کی بات کا جواب دے تو اس سے لڑائی جھگڑائی نہ کرے، خواہ مرشد موجود ہو یا نہ ہو نیز یہ کہ اس پر یہ اعتقاد رکھے کہ وہ موجودہ زمانہ کے سب کاملوں سے زیادہ کامل ہے اور دشمنوں اور حاسدوں کی باتوں پر کان نہ رکھے، بلکہ اس کی عصمت پر گناہ کا اعتقاد نہ کرے۔

بے حیائی کی بات نہ کرے اور شطحیات یعنی جو باتیں باصطلاح صوفیا، ظاہراً غیر شرع ہیں اس کے حضور مجلس میں نہ کہے اور جو خطرہ یا خیال یا شوق یا وجد مرید کے دل میں پیدا ہو مرشد کے حضور میں بیان نہ کرے کیونکہ وہ خود جانتا ہے اور اس کے حضور میں ہنسی، جنگ وجدال یعنی لڑائی جھگڑائی اور گفتگو میں پہل بالکل ترک کر دے بلکہ خاموشی سے، جو کچھ بیان ہو رہا ہے سنے بلکہ اپنی نظر جس وقت مجلس میں حاضر ہو مرشد کی طرف لگائے رکھے اور مجلس میں قعدہ نماز کی شکل بیٹھے اور یہی ادب ہے جو مرید پر بحاضری مرشد واجب ہوتا ہے اور اسی طرح ماں باپ کے حضور میں بھی اولاد پر مودب رہنا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے اور اس پر قادر ہے۔

جاننا چاہئے کہ ادب سے مراد یہ ہے کہ ناپسندیدہ باتوں پر نگاہ رکھے اور اعضاء کو ناشائستہ حرکات سے باز رکھے اور اپنے اور غیر کے مرتبہ کو حسب المراتب ملحوظ رکھے اور اپنی اور دوسروں کی عزت کو برباد نہ کرے۔ پس جو کوئی ان اوصاف سے متصف ہو وہی مؤدب کہلانے کا مستحق ہے اور ہر خاص و عام کے دلوں میں مقبول ہوگا اور مدارج دنیوی اور مراتب دینی میں کامیاب اور سعادت مند رہے گا۔

نقل ہے کہ حضرا میر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب شام کی نماز ادا کرنے مسجد نبوی ﷺ کو تشریف لے جا رہے تھے، ایک ضعیف العمر آتش پرست بڑھاپے کی کمزوری کے باعث نہایت آہستگی سے آنحضرت کے آگے آگے چلا جا رہا تھا آنجناب ولایت مآب نے اس وقت تک اس سے پیش قدمی نہ فرمائی جب تک کہ وہ حد مسجد سے نہ گزر گیا حالانکہ ادائیگی نماز میں اس توقف کی وجہ سے تاخیر واقع ہوگئی۔

دیگر سلطان محمود غزنوی سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے حضور میں اتنے صاحب جمال غلام موجود ہیں مگر جناب والا کار۔جحان طبیعت جتنا ایاز کی طرف ہے دوسروں کی طرف نہیں حالانکہ وہ اتنا حسین بھی نہیں؟ سلطان محمود نے جواباً فرمایا کہ زیادہ تر توجہ اس پر اس وجہ سے ہے کہ وہ آداب خدمت بڑھ چڑھ کر بجالاتا ہے جب کہ دوسروں میں یہ خاصیت نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ ایک روز شکارگاہ میں ایک ہُما نکلا اور پرواز کرنے لگا۔تمام غلام اور ملازم مجھے چھوڑ کر ہما کے سایہ کی طلب میں دوڑے مگر ایاز گھوڑے سے نیچے اتر پڑا اور نزدیک آ کر میری رکاب میں ہاتھ ڈال دیا۔ میں نے کہا تو ہما کے سایہ کے طلب میں کیوں نہیں گیا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے تمام دوست ہما کے سایہ کے طالب ہیں اور مجھے محض حضور کے سایہ کی تمنا ہے۔اس حسنِ ادب کی وجہ سے اس کی قدر میرے دل میں اس قدر بڑھ گئی، کیونکہ حسن ادب اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت مقبول ہے۔

دیگر ایک شخص نے اپنی تمام عمر گناہوں اور نافرماں برداری میں گزاردی تھی اور کوئی ثواب کا کام اس سے سرزد نہ ہوا تھا۔ایک روز راستہ سے ایک کاغذ اس نے اٹھایا، دیکھا تو اس پر نام حق سبحانہ لکھا ہوا تھا۔ بلحاظ ادب اس نے کاغذ کو بوسہ دیا اور آنکھوں اور سر پر لگایا اور تعویذ بنا کر باندھ لیا۔ جب وہ مر گیا، کسی بزرگ نے خواب میں اسے دیکھا کہ بہشت بریں میں مقیم ہے اور نعمت ہائے گوناگوں میں مشغول ہے۔اس بزرگ نے پوچھا کہ کس عمل صالح کے عوض تو نے یہ بلند مرتبہ حاصل کیا؟ اس نے جواب دیا کہ محض اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم وتکریم کے آداب بجالانے کی خاطر جو تمام عمر میں ایک دفعہ واقع ہوا تھا جس کی وجہ سے میری تمام عمر کے گناہ بخشے گئے اور بہشت کی نعمت اور دولت سے فائز وواصل ہوا لہذا جاننا چاہئے کہ علم کے لئے ادب لازم ہے مگر ادب کے لئے علم ضروری نہیں ہے حالانکہ علم اشرف اور اعظم ہے۔اگر صاحب علم بے ادب ہوگا وہ کچھ حاصل نہ کر سکے گا اور اہل ادب کی نظروں میں بے توقیر ہوگا اور اگر بے علم باادب ہوگا وہ ہرجگہ باعزت اور مکرم ہوگا اور دلوں میں مقبول ہوگا۔

وہ آداب جو مرید کو اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ادا کرنے واجب ہیں

یہ ہیں کہ ان تمام کے ساتھ بدرجۂ اتم محبت اور دوستی رکھے اور ان کا مطیع اور فرماں بردار رہے تاکہ وہ اس سے راضی رہیں۔ نیز ان کی حاجت روائی میں ہر ممکن کوشش کرے اور ان کی نیک حاجتوں کے پورا کرنے یا کرانے میں پورے طور پر امداد کرے بلکہ اپنی حاجت برآری سے ان کی حاجت روائی مقدم جانے اور جو جو پندو نصائح ان کو سمجھا دیے گئے ہیں ان کے متعلق کوشش یہ کرے کہ وہ ان کو پورا کریں اور جہاں تک ممکن ہو ان کی خدمت کرے اور اپنے نفس کے لئے ان سے بڑھ کر فائدہ ملحوظ نہ رکھے بلکہ ان کے فائدے کو اپنے فائدے پر مقدم جانے اور جو کچھ اپنے لئے پسند کرے وہ ان کے لئے پیش کردے۔ نیز یہ کہ چھوٹے بڑے کے ساتھ مکمل ادب سے بیٹھے اور چھوٹے بڑے سے تکبر نہ کرے اور یہ کہ ان کے احوال اور گفتار و کردار سے روگردانی نہ کرے بلکہ ان کے ساتھ تمام باتوں میں جو مذکور ہوئیں موافقت کرے مگر شرط یہ ہے کہ ان حالات و گفتار اور کردار میں جو مطابق شریعت ہوں۔ اور جب کوئی ان سے فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ پیچھے پیچھے جائے اور اگر کوئی ان کے احوال و اقوال و افعال کے متعلق دریافت کرے تو نیکی اور اچھائی سے ان کی تعریف کرے اور ان کی غیر حاضری میں ان کے اسباب کو حتی الامکان ہاتھ نہ لگائے اور ان کے ساتھ ظاہری و باطنی طور پر موافقت کرے اور جب ان سے ملاقات کرے تو ان کے حق میں دعائے خیر کرے اور ان کے متعلق کسی جھوٹے اور حاسد کی بات نہ سنے نہ مانے، بلکہ جو ان کو تکلیف پہنچائے ان سے کنارہ کشی کرے، نہ ہی آزار دہندہ سے بدلہ لینے کی ہدایت کرے اور ان میں سے کسی سے بھی انتقام نہ لے، اگرچہ اس کو اس پر بدلہ لینے کا حق بھی ہو اور یہ کہ مال و اسباب کو جو ان کے

قبضہ میں ہو ان کی ملکیت سمجھے اور اگر کوئی برا کام ان کا دیکھ لے تو پردہ پوشی کرے۔ ان کے حال و راز کو فاش نہ کرے اور نہ ہی ان کو ان کے گناہوں اور برائیوں کی وجہ سے شرمندہ و رسوا کرے مگر جب وہ بدیاں اور گناہ ظاہر ہو رہے ہوں تو ان گناہوں پر اس کو لعن طعن اور جھڑک اور تنبیہ کرے تاکہ وہ ان برے کاموں سے رجوع اور توبہ کرے۔ نیز ان کے حق میں خفیہ طور پر اور ظاہر طور پر بحضور خدا دعا مانگے اور یہ کہ خلوص نیت سے ان کے ساتھ دوستی اور محبت رکھے اور جب چاہے کہ ان میں سے کسی کو کوئی نصیحت کرے تو نہایت نرمی اور محبت سے پیش آئے اور یہ کہ اگر ان میں سے کسی کا مقصد حاصل ہو جائے تو اس پر حسد نہ کرے۔ پس اگر وہ واقعی ان یارانِ طریقت میں سے کسی کو تکلیف و رنج پہنچائے گا تو وہ ایذا رسانی اپنی ہی خواری اور ناامیدی کا باعث ہوگی۔ نیز کوئی چیز اپنے لئے بلا شرکت ان کے روا نہ رکھے اور اگر ان میں سے کوئی اس کے ساتھ فخر و تکبر سے پیش آئے تو اس کی مانند ہو کر اس کا مقابلہ نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ پہلے سے زیادہ خندہ پیشانی اور خوش کلامی سے پیش آئے اور یہ کہ اگر ان میں کوئی ایک ان ہی کے ساتھ بدی کرے تو اس بدی کنندہ کا ساتھ نہ دے اور اگر وہ ان برادرانِ طریقت میں سے کسی کو نسبی یا کسبی طعنہ دیتا ہو تو اس کو لعنت ملامت کرے اور ایسا کرنے سے منع کرے۔ اس صورت میں کہ وہ ان کی نیکی بدی سے پورا واقف ہو اور یہ کہ جس طرح ان پیر بھائیوں میں سے جو بلحاظ عمر یا رتبہ بڑے ہیں ان کے ساتھ سلوک یا برتاؤ کرتا ہے، اسی طرح چھوٹوں اور کم حیثیت پیر بھائیوں کے ساتھ پیش آئے اور اگر ان سے کوئی غائب یا غیر حاضر ہو تو جس طریقہ سے ممکن ہو دوسروں سے دریافت کرے۔ اگر اس کو ضرورت در پیش ہو تو اس کی مدد کرے اور زور لگائے جتنی کہ اس میں سکت و طاقت ہو اور یہ کہ ان میں سے کوئی ایک بوجہ عدم ادائیگی قرض بر تاریخ معینہ یا غیر معینہ کے قید ہو تو اس کو چھڑانے کے لئے اس کا قرضہ ادا کرنے میں امداد کرنے کی کوشش کرے اور یہ کہ جس کسی کو مرشد نے ان میں سے مقدم مقرر کیا ہو اس کی پیروی

کرے اور اس کی خدمت گزاری میں کوشش کرے خواہ وہ عمر میں اس سے کتنا ہی چھوٹا ہو اور تمام مریدوں پر یہی واجب ہے کہ جس کو مرشد نے مقدم کیا ہو اس کی اقتداء کریں اور اس کے گذشتہ گناہ اور بدکاریاں اس کو نہ جتائیں اور یہ کہ اپنے نفس کے متعلق یہ مکمل اعتقاد رکھے کہ میرا نفس ان سب سے کمتر ہے۔ نہ یہ کہے کہ میں اس سے اچھا ہوں نہ یہ کہے کہ فلاں فلاں سے اچھا ہوں۔

وہ آداب جو مرید کو اپنے نفس اور ذات کے متعلق واجب الادا ہیں

یہ وہ آداب ہیں کہ جن پر مرید کو بذات خود قائم رہنا اور عمل کرنا ضروری ہے چنانچہ وہ آداب عاجزی، بھوک و تذلیل نفس خود ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ نفس کو تمام نیک اعمال سے قابو میں لانا اور اس کے اثرات سے منہ موڑنا اور اس کی خواہشوں کو ترک کرنا بھی ہے، یہاں تک کہ اسی مخالفت کار نفس میں ہی موت آ جائے یعنی آخری دم مرگ تک نفسِ امارہ کی مخالفت میں کوشاں رہے اور یہ کہ اس دنیا میں مجاہدہ اور پرہیزگاری اختیار کرے تاکہ یہ نفسِ امارہ دنیا کی طرف راغب نہ ہونے پائے بلکہ اس کو ملعون و مبغوض جانے اور اس کی محبت نہ رکھے کیونکہ دنیا کی محبت سالک کو خدا تعالیٰ کے قرب سے دور رکھتی ہے اور یہ کہ اپنے نفسِ امارہ کے ساتھ اس طرح کا جہاد کرے جس طرح کا جہاد کرنے کا حق ہے کیونکہ جو کوئی مجاہدہ نہیں کرتا، مشاہدہ نہیں پا سکتا اور جو کوشش کرتا ہے مشاہدہ پا لیتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔

یعنی جو لوگ ہمارے دین کے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنا راستہ دکھا دیں گے۔

جو کوئی اپنے زعم میں خداوند تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کا یقین نہیں رکھتا یہ اس کی سراسر جہالت ہے۔اس کو سوائے لاحاصل کے کچھ حاصل نہیں ہوگا، اللہ حدود اور جہات سے پاک ہے۔کوئی ملک یا سمت یا ولایت نہیں ہے جس میں گھیرا ہوا ہو اور نہ ہی اس کا کوئی مکان ہے کہ فنا ہو۔

علاوہ ازیں یہ کہ نفس کی غفلت کے باعث عیش و آرام میں نہ پڑے اور نہ ہی عبادات اور عملیات کی بوجہ کمیابی مشاہدہ کے ترک کرے اور یہ کہ تہائی رات آخر میں نہ سوئے اور یہ کہ نوجوان اور بیگانہ عورتوں کی صحبت سے خواہ آپس میں بھائی بہن تصور کیا ہو ہمیشہ بچتا رہے، بجز اس صورت میں کہ نامزدگان خود اس کے حقیقی بھائی یا بہنیں ہوں اور یہ کہ ماسوائے حکم مرشد ایک قدم بھی خواہ وہ ماں باپ کی خدمت کے متعلق ہی ہو اٹھا کر نہ رکھے، کیونکہ سالک کے لئے ایسا فعل محبت الٰہی اور حقوق خلق سے گرا دیتا ہے۔اگر بالفرض دو حقوق باہم لاحق ہو جائیں تو اول حق خدا تعالیٰ کے لئے ہے، دوسرے کے حق سے اللہ تعالیٰ کا حق مقدم جانے۔نیز یہ کہ حقوق والدین سے حقوق مرشد کو ترجیح دینا اور فائق جاننا بہت سی وجوہ کے باعث ہے۔اول یہ کہ مرشد ان کی راہ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے، مگر والدین کو نہ تو قربِ خدا حاصل ہے اور نہ راہ کی واقفیت، دوم یہ کہ مرید کو گناہ کی خواری اور بربادی سے نکال کر عزت وطاعت حق کی طرف لاتا ہے مگر والدین میں یہ خاصیت نہیں۔سوم یہ کہ مرشد اس کو بدبختی کے راستہ سے جو اس نے جہل ونادانی کے باعث اختیار کیا ہوا ہے، ہٹا کر سعادتِ ابدی کی طرف لے آتا ہے مگر والدین ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔چہارم یہ کہ مرشد اس کو زندگانی دنیا میں زہد وعبادت اور مجاہدہ وریاضت کی ترغیب اور آخرت کے گھر کی رغبت دلاتا ہے مگر والدین میں یہ طاقت کہاں؟ پنجم یہ کہ مرشد قیامت کے روز کے مصائب اور خوف وہراس سے رہائی دلانے کا اور ہمیشگی اور سرمدی نعمتوں کے عطا کرانے کا ذریعہ ہے، حالانکہ والدین میں یہ طاقت نہیں بلکہ وہ

راہِ راست سے اس کو مخالف سمت کی طرف لے جانے والے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لَوْ جَازَ السُّجُوْدُ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَسَجَدَ الْمُتَعَلِّمُ لِلْمُعَلِّمِ وَ الْمَرْأَةُ لِزَوْجِهَا۔

یعنی اگر سجدہ غیر خدا تعالیٰ کے لئے جائز ہوتا تو شاگرد کے لئے استاذ کے حق میں اور عورتوں کے لئے خاوند کے لئے ہوتا۔

نیز دوسری روایت میں منقول ہے کہ:

لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمُتَعَلِّمَ اَنْ يَّسْجُدَ لِلْمُعَلِّمِ وَ الْمَرْأَةُ لِزَوْجِهَا لِكَثْرَةِ الْحُقُوْقِ الْوَاجِبَةِ عَلَيْهَا۔

اگر میں کسی کو دوسرے کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو شاگرد کو بحق استاذ اور عورت کو بحق خاوند، اُن کثیر حقوق کے باعث جو اِس پر واجب ہیں۔

نیز اپنے ورد و وظائف کو کبھی ترک نہ کرے، نہ ناغہ ہونے دے کیونکہ جس روز وظیفہ و ورد ترک ہو جائے گا اس روز امدادِ غیبی منقطع ہو جائے گی۔ پس جو شخص ورد کا تارک ہے اس کے لئے کوئی امدادِ غیبی نہیں ہے لہٰذا چاہئے کہ ہمیشہ ادب ورد و وظائف کو ملحوظِ خاطر رکھے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کو مکمل طور پر کرے۔ یُوَفَّقُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

وہ آداب جو ذکر، فکر، وِرد اور وظائف کی حالت میں واجب الادا ہیں

چنانچہ ذکر کے آداب بیس ہیں، پانچ شروع کرنے سے پہلے، بارہ ذکر کی حالت میں اور تین ذکر ختم کر لینے کے بعد۔ پس قبل از آغاز ذکر، پانچ آداب ذکر یہ ہیں۔

اول...... غسل و وضو۔ دوم...... توبہ واستغفار۔ سوم...... خاموشی۔ چہارم...... سکون۔

پنجم...... اپنے ہادی و مرشد کے وسیلہ سے امداد ملنے کا مکمل اعتقاد اور یہ بھی یقین رکھنا کہ اس کی امداد آنحضور ﷺ فرما رہے ہیں۔

نیز وہ جو بحالت ذکر، بارہ ہیں۔ ان میں سے پہلا ادب منہ قبلہ کی طرف کرنا اور قعدہ نماز کی صورت میں بیٹھنا۔ دوسرا اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھنا۔ تیسرا آنکھوں کو بند رکھنا۔ چوتھا پاک وصاف ہونا اور پانچواں اندھیرے مکان میں بیٹھنا۔ چھٹا اس ذکر معلم کے ذریعہ حصول مقصد پر کلی اعتماد رکھنا۔ ساتواں خلوص نیت۔ آٹھواں بدن اور کپڑوں کو خوشبو لگانا۔ نواں مکان (معبد خانہ) میں خوشبودار بتیاں جلانا۔ دسواں اپنے دل سے خطرات وخیال کا دور کرنا۔ گیارہواں خفی اشاعت یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنوں کو خیال میں رکھنا۔ بارہواں مرشد کے تصور کو دل میں قائم کرنا۔ اس طریقہ سے کہ ایک دم بھی غفلت نہ ہو۔ جاننا چاہئے کہ دل کا تعلق تصور شیخ کے ساتھ ہے اور اس راہِ سلوک میں وجودِ مرشد کا تصور تمام حالات میں مقدم ہے جیسا کہ کہا گیا ہے: پہلے مخلص ہمراہ، اس کے بعد راہ۔

پھر بعد از اختتامِ ذکر تین آداب یہ ہیں۔ اول...... خاموشی اور آرام۔ دوم...... تصور شیخ ہمراہ پاس انفاس اور اپنے نفس کو ذلیل وخوار جاننا، حقیر سمجھنا، مردود اور برا جاننا۔ سوم...... ذکر کے بعد پانی نہ پینا، کیونکہ پانی پینا گرمیٔ شوق و وجد کو سرد کر دیتا ہے۔ جاننا

چاہیے کہ وجد اگر زیر سے پڑھا جائے تو اس کے معنی طاقتور ہونے یا پالینے کے ہیں اور اگر زبر سے پڑھا جائے تو غمگین ہونے یا عاشق ہونے کے ہیں اور عام طور پر ذوق شوق کی حالت کو جو صوفیا کو بحالت سماع پسند ہوتی ہے اسے کہتے ہیں اور یہاں یہی مراد ہے۔

پس جہاں تک مجھے علم ہے کسی پیر کامل نے ذکر سے فارغ ہونے کے بعد کم از کم آدھ گھنٹہ سے پہلے کسی ذاکر کو پانی پینے کی اجازت نہیں دی، اس لئے تجھے لازم ہے کہ ذکر کرنے کے بعد ہرگز جلدی سے پانی نہ پینا ورنہ امداد غیبی سے محروم رہ جائے گا۔ ذکر کرنے کے بعد ایک گھڑی پانی میں صبر کرے تاکہ اپنے مقصود پانے میں فتح حاصل ہو اگر بفرض محال وجد و محبت، یا وجد و محبت کی آگ اس کے وجود میں اس قدر بڑھ جائے کہ صبر ناممکن ہو تو جس طریقہ سے ہمارے پیشواؤں نے اجازت دی ہے پانی کا استعمال کرے اور پانی پینے میں یہ احتیاط رکھنا لازمی ہے کہ سخت پیاس کی حالت میں بھی عادت سے زیادہ نہ پیئے۔ وَ اللّٰهُ الْهَادِیْ وَ مِنْهُ التَّوْفِیْقُ۔

تقربِ الٰہی کے لئے اسمائے اصول وفروع کا بیان

اسم اصول وتوجہ

اسمائے اصول وفروع بتقریب الی اللہ تعداد میں تیرہ ہیں چنانچہ اسمائے اصول سات اور اسمائے فروع چھ ہیں۔ پس سات اسمائے اصول جو ہیں وہ ساتوں نفسوں کے لئے ہیں اور ہر ایک نفس کا علیحدہ علیحدہ نام ہے۔ پس ہر اسم کے لئے تعداد مقرر ہے اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ہر ایک نفس کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر نفس کے متعلق سیر ہے عالم ہے، محل ہے، ورد ہے، نور ہے اور ذکر ہے۔

اسم اول...... برائے نفس امارہ

جو کہ سب سے زیادہ گناہوں کی طرف مائل کرنے والا نہایت سختی سے دنیاوی

لذتوں کی طرف کھینچ لے جانے والا اور بدکاریوں اور فواحش وغیرہ کی طرف راغب کرنے والا ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ۔

اسم دوم ...... برائے نفس لوامہ

نفس لوامہ وہ نفس ہے جو نورِ دل کی ہدایت کے باعث گناہ کے وقوع پذیر ہونے پر اپنے آپ کو سخت ملامت کرتا ہے اور یہ نفس صلحاء اور اولیاء کو حاصل ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم اٹھائی:

لَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔

اسم سوم ...... برائے نفس ملہمہ

نفس ملہمہ وہ نفس ہے جو از قسم نیکی کے خیالات دل میں ڈالتا ہے اور خواب میں ظاہر کرتا ہے۔

اسم چہارم ...... برائے نفس مطمئنہ

نفسِ مطمئنہ وہ نفس ہے جو بری خصلتوں سے پاک اور نیک خصلتوں سے متصف ہو کر حضورِ الٰہی میں فائز ہو کر اطمینان کو پہنچتا ہے، اس لئے اس کا نام نفس مطمئنہ رکھا گیا ہے مصداق آیہ کریمہ:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔

اسم پنجم ...... برائے نفس مرضیہ   اسم ہفتم ...... برائے نفس کاملہ

مرید کے لئے لازم ہے کہ پہلے مطابق تعداد معینہ اسم اصول متعلقہ ہر نفس کا ورد کرے اس کے بعد اسم توجہ کہ ورد شدہ اسم اصول کی طرف منسوب ہے۔ نیز یہ کہ جو اسم مقرر کئے گئے ہیں ان کی جگہ دوسرا اسم نہ بدلا جائے۔ جب تک اس اسم کی جگہ دوسرا اسم بدلنے کا مستحق نہ ہو جائے یعنی مرشد کے اشارہ سے جناب باری تعالیٰ کی امداد و فیض سے جو نشانوں اور علامتوں سے تجھ پر ظاہر ہوں یا بحکم خداوندی ظاہری مرشد کے جو اس نے بتلایا ہو تبدیل کر۔ پس یہ اسمائے متبرکہ ان طریقوں، ترکیبوں، علامتوں کے ساتھ پڑھ تاکہ پڑھنے والے کو مجلی و منور کر کے چمکا دیں اور ہر نفس کے متعلقہ اطوار، علامتیں اور رنگ وغیرہ مجھے معلوم ہیں۔ پس اس بھید کو یاد رکھ اور مخفی رکھ مگر جو مستحق ہے اس پر بے شک ظاہر کر۔ پھر جب ساتوں قسم کے اسماء اصول کے ورد سے فراغت حاصل کر لے تو پھر اسم فروع ہر شش قسم کے بعد دیگرے کا ورد شروع کر۔ جب ان کا ورد بھی ختم ہو جائے تو پھر شروع سے اسم اول اصول شروع کر دے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے راز کھول دے۔ پس لازمی امر یہ ہے کہ نیت خالص کے ساتھ اور تن تنہائی کی حالت میں عاجزی اور گڑگڑاہٹ کے ساتھ ذکر میں مشغول رہے۔ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ا ...... اسم اوّل

اصول یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کے ورد کی تعداد ایک لاکھ بار ہے اور اس کی توجہ یہ ہے:

اِلٰهِیْ اَظْهِرْ عَلٰی ظَاهِرِیْ سُلْطَانَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ حَقِّقْ

بَاطِنِیْ بِحَقَائِقِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْرِقْ فِيْكَ ظَاهِرِیْ بِاِحَاطَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحْفَظْنِیْ اَللّٰهُمَّ لَكَ فِیْ مَرَاتِبِ وُجُوْدِكَ بِشُهُوْدِكَ وَ صِفَاتِكَ حَتّٰی لَآ اَشْهَدُ غَيْرَ اَفْعَالِكَ وَ صِفَاتِكَ بِوَجْهِكَ الْحَقِّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

یہ اسم خاص نفسِ امارہ کے لئے ہے۔ سیر اس کی اِلَی اللّٰہِ یعنی اللہ کی طرف اور جہاں اس کا یہ جہاں اور جائے رہائش (محل) اس کی سینہ اور حال ہی اس کا توجہ وخواہش جانب خدا اور وارد اس کا شریعت ہے اور نور اس کا نیلا مائل سیاہی (کبود) ہے۔

۲......اسم دوم

اصول اللہ ہے۔ تعداد ورد اس کی (۷۸۰۸۴) اٹھہتر ہزار چوراسی بار ہے اور توجہ اس کی یہ ہے:

يَا اَللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اِلٰهِیْ دُلَّنِیْ بِكَ عَلَيْكَ وَ ارْزُقْنِیْ الثَّبَاتَ عِنْدَ وُجُوْدِكَ لِاَكُوْنَ مُتَاَدِّبًا

بِہٖ بَیْنَ یَدَیْكَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اِلٰھِیْ بِعَظْمَتِكَ وَ جَلَالِكَ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اِلٰھِیْ اِجْعَلْ قَلْبَ عَبْدِكَ الضَّعِیْفَ مَظْھَرًا لِذَاتِكَ وَ مُتَّبِعًا لِاٰیَاتِكَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ ۔

مذکورہ بالا اسم نفس لوامہ کے لئے ہے۔ پس سیر اس کی للہ ہے اور عالم اس کا برزخ ہے یعنی میانہ یا بینی وہ زمانہ کہ مرنے کے وقت سے لے کر قیامت تک ہے اور محل اس کا دل ہے جو بائیں پستان کے نیچے بقدر چار انگل یا دو انگل کے ہے اور حال اس کا محبت ہے اور وارد یعنی آنا اور راہ بتلانا اس کا طریقت ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

۳......اسم سوم:

اصول ھـــو ہے اور اس کے ورد کی تعداد (۴۴۶۳۶) چوالیس ہزار چھ سو چھتیس بار ہے اور توجہ اس کی یہ ہے:

یَا ھُوَ یَا ھُوَ یَا ھُوَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا ھُوَ یَا ھُوَ یَا ھُوَ حَقِّقْ بَاطِنِیْ بِسِرِّ ھُوِیَّةِ ذَاتِكَ وَ افْنِ مِنِّیْ اَنَا نِیَّتِیْ اِلٰی اَنْ تَصِلَ اِلٰی ھُوِیَّةِ ذَاتِكَ

الْعَلِيَّةِ يَا مَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ اَفْنِنِيْ عَنْ كُلِّ شَيْئٍ غَيْرِكَ وَ خَفِّفْ عَنِّيْ ثِقْلَ كَثَائِفِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَ امْحُ عَنِّيْ نُقْطَةَ الْغَيْرِيَّةِ لِاُشَاهِدَكَ وَ لَا اَوٰى غَيْرَكَ يَا هُوَ يَا هُوَ يَا هُوَ لَا سِوَاكَ مَوْجُوْدٌ لَا سِوَاكَ مَعْبُوْدٌ لَا سِوَاكَ مَقْصُوْدٌ يَا وَاجِبَ الْوُجُوْدِ يَا اللّٰهُ يَاهُوَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

مندرجہ بالا اسم ھُـــوَ نفس ملہمہ کے لئے ہے۔ اس کی سیر و رفتار علی اللہ، عالم اس کا ارواح ہے۔ عالم سے مراد اصطلاح صوفیہ کرام میں عالم حقیقت یا عالم غائب یا عالم ملائکہ و عالم ارواح سبھی پر حاوی ہے اور محل یا مقام اس کا روح ہے جو سینہ کے دائیں جانب عین قلبی لطیفہ کے مقابل ہے اور حال اس کا عشق ہے اور وارد (آنا اور راہ بتلانا) اس کا معرفت ہے اور نور اس کا سرخ ہے۔

۴......اسم چہارم

اصول یاحَیُّ ہے۔ اس کے ورد کی تعداد (۲۰۰۹۲) بیس ہزار بانوے بار ہے اور توجہ اس کی:

يَا حَیُّ يَا حَیُّ يَا حَیُّ اِلٰهِیْ اَحْیِنِیْ حَیٰوۃً
طَيِّبَةً وَّ اَسْقِنِیْ شَرَابَ مَحَبَّتِكَ اَعْذَبَه وَ
اَطْيَبَهُ يَا حَیُّ يَا حَیُّ يَا حَیُّ اِلٰهِیْ حَقِّقْ حَيَاتِیْ
يَا حَیُّ يَا حَیُّ يَا حَیُّ اِلٰهِیْ اَحْیِ رُوْحِیْ بِكَ
حَيَاةً اَبَدِيَّةً وَ مَتِّعْ سِرِّیْ بِسِرِّكَ فِی الْحَضْرَةِ
الشُّهُوْدِيَّةِ وَ امْلَاءْ قَلْبِیْ بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ
اَطْلِقْ لِسَانِیْ بِالْعُلُوْمِ اللَّدُنِّيَّةِ يَا حَیُّ يَا حَیُّ
يَا حَیُّ۔

یہ اسم چہارم خاص نفس مطمئنہ کے لئے ہے۔ سیر اس کی مِنَ اللّٰہِ ہے اور عالم اس کا حقیقت محمدی ہے اور محل یا جگہ یا لطیفہ اس کا سر ہے جو مابین دائیں اور بائیں پہلو کے کہ خم معدہ ہے اور حال اس کا وصل ہے اور وارد اس کا یعنی آنا اور راہ بتلانا حقیقت ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

۵......اسم پنجم

اصول یَا وَاجِدُ ہے اور تعداد اس نام کی (۹۳۴۲۰) ترانوے ہزار چار سو بیس ہے اور توجہ اس کی:

يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَوْجُوْدُ، اِجْعَلْنِيْ مَوْجُوْدًا بِنُوْرِ وَحْدَانِيَّتِكَ مُؤَيَّدًا لِشُهُوْدِ اُنْسِكَ يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ اِلٰهِيْ اَنْتَ الْمَوْجُوْدُ فِيْ ذَاتِكَ الْعَلِيَّةِ بِاُلُوْهِيَّتِكَ يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ يَا وَاحِدُ۔

یہ اسم مذکورۃ الصدر نفس راضیہ کے لئے مخصوص ہے اور سیر اس کی فی اللہ ہے اور عالم اس کا لاہوت یعنی عالم ذات الٰہی ہے جہاں سالک کو اس مقام میں مرتبہ فنافی اللہ کا حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ صفات کو جبروت اور مرتبہ اسماء کو ملکوت کہتے ہیں۔ محل اس کا سر اسر یعنی مغز ہے اور حال اس کا فنا ہے اور وارد اس کا نہیں ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

٦......اسم ششم

اصول یَا عَزِیْزُ ہے۔ اس کے ورد کی تعداد (۷۴۴۴۰) چوہتر ہزار چار سو چالیس ہے اور توجہ اس کی یہ ہے :

يَا عَزِيْزُ يَا عَزِيْزُ يَا عَزِيْزُ، اِجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الْعَزِيْزِيْنَ الذَّاكِرِيْنَ يَا عَزِيْزُ يَا عَزِيْزُ يَا اِلٰهِيْ عَزِّزْنِيْ بِعِزَّتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا

عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ اِلٰهِیْ وَ اجْعَلْنِیْ مُکَرَّمًا یَا
عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ۔

یہ اسم مذکورۃ الصدر نفس مرضیہ کے لئے ہے۔ سیر اس کی عَنِ اللّٰہِ ہے۔ عالم اس کا شہادت ہے۔ اس کو عالم مشاہدہ اور عالم مخلوق بھی کہتے ہیں، جو کہ عرش و کرسی سات آسمان اور ساتوں زمینوں مع اس کے فرشتے کے جو تمام زمین کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سنگ مرمر پر کھڑا ہے اور مع اس گائے کے کہ جو سنگ مرمر کو اپنے سینگوں پر رکھ کر ایک سیاہ پتھر پر کھڑی ہے، مع اس بڑی مچھلی کے کہ جس نے اس سیاہ پتھر کو اپنی گردن پر رکھا ہوا ہے اور مع ایک دریائے عظیم کے جو ساکن ہے، مع اس ہوا کے جس پر وہ دریا قائم ہے۔ یہ سب کچھ عالم مشاہدہ میں محسوس ہے۔ اور حال اس کا حیرت او ر وارد اس کا بعض اسرار شریف ہیں اور نور اس کا سیاہ ہے۔

۷......اسم ہفتم

اصول یَا وَدُوْدُ ہے اس کے ورد کی تعداد (۲۰۰۱۰) بیس ہزار دس ہے اور توجہ اس کی یہ ہے۔

یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ اِلٰهِیْ اَعْطِنِیْ وُدًّا
فِیْ قَلْبِیْ اِلٰهِیْ اِجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ عَهْدًا وَّ
اجْعَلْ لِّیْ فِیْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الْعَارِفِیْنَ
مَوَدَّةً اِلٰهِیْ اِکْفِنِیْ شَرَّ مَنْ کِفَایَتَه بِیَدِكَ۔

یہ اسم اصول مذکورۃ الصدر نفس کاملہ کے لئے ہے۔ سیر اس کی باللہ ہے اور عالم اس کا وحدت کو کثرت میں اور کثرت کو وحدت میں دیکھنا ہے۔ اس کی جگہ یا لطیفہ اخفا ہے اور مقام اس کا سر کی پیشانی یعنی سر کا اگلا حصہ ہے اور حال اس کا بقا ہے اور وارد اس کا تمام نیک اوصاف جو نفسوں کے ذکر میں بیان ہو چکے ہیں۔ اصول سبع ختم ہو چکے۔

اسمائے فروع کی تفصیل

اسمائے فروع یہ چھ ہیں۔ حَقٌّ، قَہَّارٌ، قَیُّوْمٌ، وَھَّابٌ، مُھَیْمِنٌ، بَاسِطٌ۔ پس اسمائے اصول و اسمائے فروع متذکرۃ الصدر کل تیرہ ہوئے اور انہی میں اسم اعظم ہے اور ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اسمائے فروع کے ہر ایک اسم کے ورد کی تعداد ایک ایک لاکھ ہے۔ یعنی حَقٌّ ایک لاکھ بار...... قَہَّارٌ، ایک لاکھ بار...... قَیُّوْمٌ ایک لاکھ بار...... وَھَّابٌ ایک لاکھ بار...... مُھَیْمِنٌ ایک لاکھ بار...... بَاسِطٌ ایک لاکھ بار۔

پس میرے مرید! اس کو غیر سے پوشیدہ رکھنا اور محفوظ رکھنا تم پر لازم ہے اور ہر ورد کو اس کے معینہ محل میں بطور امانت رکھنا اور پرہیزگاری پر قائم رہنا ضروری ہے، تا کہ اپنے مطلوب کو پہنچے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جاننا چاہئے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ فرمایا کرتے تھے اور جہان کے لئے نصیحت فرماتے تھے کہ اے مخلوق عالم! تمہارا رب ایک ہے، باپ تمہارا ایک ہے، عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں، نہ عجمیوں کو عربوں پر، ہر ایک کی بزرگی پرہیزگاری پر ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

یعنی تم میں سب سے بزرگ خداوند تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ

پرہیزگار ہے۔

پس سب سے زیادہ بزرگ وقابل تعظیم وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور نیکوکار ہے۔ان وجوہ کے باعث وہی خدا کا مخلص ہوگا۔ چنانچہ حضور مرشد پاک فرماتے ہیں اگر تقویٰ، عملِ ریاضت اور مجاہدہ کے ساتھ ہوتو وہ شخص یقیناً ولی حقانی ہے۔پس تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا ہے۔اس کے ہر حکم کی تعمیل پر مستعد رہنا اوراس کی رضا پر راضی رہنے کا نام ہے۔

بعض کتابوں میں اسمائے اصول ہفت گانہ اس طرح درج ہیں۔

اول...... لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ　　دوم...... اَللّٰهُ

سوم...... هُوَ　　چہارم...... حَقٌّ

پنجم...... حَیٌّ　　ششم...... قَیُّوْمٌ

ہفتم...... قَهَّارٌ یَا صَمَدُ

پس ان اسماء اصول وفروع کا ورد کرنے سے پہلے سالک کولازم ہے کہ اپنے مرشد سے اجازت حاصل کرے۔تفاوت الفاظی کو رفع کر کے حقیقی اسم کا سبق دے کر اجازت ورد دے دے گا۔ورد کرنے کے بعد یہ درود شریف جو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہے۔پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ن النُّوْرِ الذَّاتِیِّ

السَّارِیْ سِرُّهٗ فِیْ جَمِیْعِ اٰثَارِ السَّمَآءِ وَ

الصِّفَاتِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِکَ مُضَاعَفًا بِدَوَامِ مُلْکِکَ وَ اَمَدِ بَقَائِكَ

اس درود شریف کا ایک بار پڑھنا ثواب کے لحاظ سے ہزاروں درودوں کے پڑھنے کے برابر ہے۔اس کے متعلق بزرگوں اور اہل کشف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام دینی ودنیاوی مقاصد برآری کے لئے پڑھنا مجرب ہے۔وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق

نیز ایک اور روایت میں اسمائے فروع سات اور بھی ہیں۔پس دونوں مل کر چودہ ہوجاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

حَیٌّ ، قَیُّوْمٌ ،سَرِیْعٌ ،مُبِیْنٌ ،کَبِیْرٌ ،مُتَعَالٍ ، فَتَّاحٌ ،عَلِیْم ،عَزِیْزٌ ،قَدِیْرٌ ،مَلِکٌ ،قُدُّوْسٌ ،ھَادِیْ، خَبِیْرٌ۔ پس بروز اتوار حَیٌّ قَیُّوْمٌ کا ورد ۱۹۴ بار، بروز سوموار سَرِیْعٌ مُبِیْنٌ کا ورد ۴۴۲ بار، بروز منگل کَبِیْرٌ مُتَعَالٍ کا ورد ۳۷۷ بار، بروز بدھ فَتَّاحٌ عَلِیْمٌ کا ورد ۶۳۹ بار، بروز جمعرات عَزِیْزٌ قَدِیْرٌ کا ورد ۴۸۰ بار، بروز جمعۃ المبارک مَلِکٌ قُدُّوْسٌ کا ورد ۴۶۰ بار، بروز ہفتہ ھَادِیْ خَبِیْرٌ کا ورد ۸۳۲ بار ضروری ہے جو نمازِ تہجد

کے بعد ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جو راہِ مستقیم کی طرف جانا چاہے اپنے فضل و کرم سے راہ دکھائے گا۔

ساتوں نفسوں اور ان کی صفتوں کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

حمد و درود کے بعد جاننا چاہئے کہ اس قالب انسانی میں سات نفس ہیں اور ہر نفس اپنی اپنی صفت سے متصف ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام علیحدہ علیحدہ ہے اور ہر ایک کا کام بھی بلحاظ صفت جدا جدا ہے، چنانچہ ان سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ خلوت (چلہ کشی) ہی ہے۔

ا...... نفس امارہ

اس کی صفتیں کنجوسی، بخیلی، حرص و ہوا، بے وقوفی، بدی، کینہ اور غضب وغصہ وغیرہ ہیں اور ان صفات سے نجات حاصل کرنا اسم اول سے ممکن ہے۔ وہ اسم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

اس کے ورد کی تعداد ستر ہزار بار ہے، چنانچہ بعد طہارت وضو دو رکعت نماز نفل گزارے اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور بعد اس کے جو سورت چاہے پڑھے۔ پس سلام پھیرنے کے بعد یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِی الْاَمَّارَۃَ بِھٰذِہٖ السَّبْعِیْنَ اَلْفًا۔

یعنی اے خداوند تعالیٰ! میں ان ستر ہزار اسم گرامی کے عوض اپنا نفس امارہ تجھ سے خرید رہا ہوں۔

پھر فرمان مرشد کے مطابق روزانہ ورد کرے۔

۲...... نفس لوامہ

اس کی صفتیں مکر، ہوا، خود بینی، خواہشات نفسانی اور قہر ہے اور ان سے رہائی پانا اسم دوم سے ممکن ہے۔ وہ اسم اللہ ہے اور اس کا ورد ساٹھ ہزار بار ہے۔ پس اس کے ورد کرنے سے قبل پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِی اللَّوَّامَۃَ بِھٰذِہٖ السِّتِّیْنَ اَلْفًا۔

یعنی اے خداوند تعالیٰ! میں ساٹھ ہزار اسم کے عوض اپنا نفس لوامہ خرید رہا ہوں۔

پھر مطابق طریقہ اسم اور ورد شروع کر کے میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

۳......نفس ملہمہ

اس کی صفتیں قناعت، سخاوت، علم، تواضع، توبہ اور صبر وتحمل ہیں اور ان سے رہائی پانا اسم سوم سے ممکن ہے اور وہ اسم ھُــوَ ہے۔ تعداد اس ورد کی پچاس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز ادا کرے اور کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِی الْمُلْھِمَةَ بِھٰذِہِ الْخَمْسِیْنَ اَلْفًا۔

اے باری تعالیٰ! میں پچاس ہزار اسم کے عوض اپنا نفس ملہمہ خرید رہا ہوں۔

پھر مطابق طریقہ اسم اول ورد شروع کر کے میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

۴......نفس مطمئنہ

اس کی صفتیں بخشش، توکل، بردباری، حقیقت ورضا اور شکر ہے اور ان سے رہائی پانا اسم چہارم سے ممکن ہے اور وہ اسم حق ہے اور تعداد اس ورد کی چالیس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِی الْمُطْمَئِنَّةَ بِھٰذِہِ الْاَرْبَعِیْنَ اَلْفًا۔

یعنی اے خداوند تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفس مطمئنہ کو ان چالیس ہزار اسم کے عوض خریدتا ہوں۔

۵......نفسِ راضیہ

اس کی صفتیں کرامات، زہد و ریاضت، ذکر وفکر اور عشق ہے۔ اس سے رہائی پانا اسم پنجم سے ممکن ہے اور وہ اسم حَیّ ہے اور اس کے ورد کی تعداد تیس ہزار بار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِی الرَّاضِیَۃَ بِھٰذِہِ الثَّلَاثِیْنَ اَلْفًا۔

یعنی اے باری تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفس راضیہ کو ان تیس ہزار اسم کے عوض خریدتا ہوں۔

پھر مطابق طریقہ اسم اول میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

۶......نفسِ مرضیہ

اس کی صفتیں حسنِ خلق، نرمی، قرب خدا، متابعت سنت مصطفیٰ ﷺ ہیں اور اس سے رہائی پانا اسم ششم سے ممکن ہے اور وہ قَیُّوْمُ ہے اور اس کے ورد کی تعداد بیس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِی الْمَرْضِیَۃَ بِھٰذِہِ الْعِشْرِیْنَ اَلْفًا۔

یعنی اے باری تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفس مرضیہ کو ان بیس ہزار اسم کے عوض خریدتا ہوں۔

پھر مطابق طریقہ اسم اول میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

۷...... نفس کاملہ

جس کو صافیہ کہتے ہیں۔اس کی صفتیں گوشہ نشینی، عبادت، زن وفرزند سے مفارقت خاموشی، سچائی، مددگاری، وفائے عہد اور فرمانبرداری وغیرہ احکام الٰہی ہیں اور وہ اسم قَهَّارُ يَاصَمَدُ ہے۔اس سے رہائی پانا اسم ہفتم سے ہے اور اس کے ورد کی تعداد دس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز ادا کرے اور کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسِی الصَّبِحَةَ وَ الصَّافِیَةَ بِهٰذِهِ الْعَشَرَةِ الْاٰفِ۔

یعنی اے باری تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفس کاملہ کو جو کہ خالص وخلوص ومصفا ہے، ان دس ہزار اسم کے عوض خریدتا ہوں۔

جب تو ان نفسوں سے خلاص ہو جائے تو خاصوں اور کاملوں سے ہوگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

جدول مقاماتِ صوفیہ اور اسماء و صفات نفس ہائے ہفتگانہ

۱	مقام	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم	ہفتم
۲	نفس	امارہ	لوامہ	ملہمہ	مطمئنہ	راضیہ	مرضیہ	کاملہ
۳	سیر	الی اللہ	للہ	علی اللہ	مع اللہ	فی اللہ	عن اللہ	باللہ
۴	عالم	شہادت	برزخ	ارواح	ملک	ملکوت	جبروت	لاہوت
۵	محل	سینہ	دل	روح	سر	سر السر	خفی	اخفی
۶	حال	میل	محبت	عشق	وصل	فنا	حیرت	بقا
۷	وارد	شریعت	طریقت	معرفت	حقیقت	×	رازِ شریعت	تمام
۸	نور	نیلا	زرد	سرخ	سفید	سبز	سیاہ	×
۹	صفات	کنجوسی حرص	مکر، ہوا	سخاوت	بخشش	کرامات	حسن خلق	گوشہ نشینی
۱۰		ہوائی جہالت	خود بینی	قناعت	توکل	زہد، ذکر	و	زن و فرزند
۱۱		بدی کینہ	خواہشات نفس	علم	بردباری	عشق و	نرمی	سے تنہائی
۱۲		غصہ	قہر	تواضع	عبادت	پرہیزگاری	و	عبادت اور
۱۳		غفلت	غضب	توبہ صبر	رضا	و	اخلاق حسنہ	خاموشی سچائی
۱۴		اور	تکبر	تحمل مزاجی	اور	ترک ما سوائے اللہ	قرب الٰہی	وفا و عہد
۱۵		شہرت	اور	اور	شکر	اور	اور متابعت	فرمانبرداری
۱۶		×	اعتراض	خلوص	×	وفا	رسول اللہ	اللہ و رسول

بذریعہ خواب نفس ہائے ہفت گانہ کے حالات

کا اظہار اور ان کا علاج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ اَمَّابَعۡدُ......

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (اَیۡ لِیَعۡرِفُوۡنِ)

یعنی میں نے انسان اور جنوں کو پیدا نہیں کیا مگر عبادت اور پرستش کے لئے۔ تاکہ وہ مجھے پہچانیں اور میری طرف مشغول ہوں۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے پروردگار سے عرض کی کہ اے باری تعالیٰ خلقت کو کیوں پیدا کیا؟ جس کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

کُنۡتُ کَنۡزًا مَخۡفِیًا فَاَحۡبَبۡتُ اَنۡ اُعۡرَفَ فَخَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ۔

میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ مجھے محبت ہوئی کہ پہچانا جاؤں، بایں وجہ خلقت کو پیدا کیا۔

پس لفظ" خلق" کا اطلاق تمام مخلوق حتیٰ کہ پتھر، ریت، مٹی وغیرہ پر ہے مگر مقصود و مراد انسان ہے۔ اسی واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔

یعنی انسان کو ہم نے نہایت اعلیٰ ترکیب اور صورت پر پیدا کیا۔

پس انسان کو معرفت خداوندی کے قابل بنایا اور دل انسان کو اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے آئینہ بنایا تاکہ خداوند تبارک وتعالیٰ کے انوار جمال کے حصول کے لئے انسان نیکی اور صلاحیت کی طرف متوجہ ہوں۔

آدم علیہ السلام کی مٹی اللہ تبارک وتعالیٰ کے دست قدرت نے چالیس دن میں گوندھی اور خمیر کی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

اِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ۔

یعنی کہ جب شکل وصورت درست کرلوں اور اس میں پھونکوں اپنا روح (کہ میرا پیدا کردہ ہے۔)

انسان کے درجہ کمال و بلند ترین احوال اور روشن ترین مقال کی طرف اشارہ ہے۔ اسی واسطے انسان تمام موجودات بلکہ ملائکہ مقربین سے بھی مخصوص شدہ ہے۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ ان پر کتابیں بھیجی ہیں اور پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں جیسا کہ پیغمبروں میں سے ہر ایک پیغمبر نے ان کو راہ راست دکھایا اور سکھایا ہے اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو جملہ پیغمبروں سے افضل و اعلیٰ منتخب فرما کر ان کو راہ ہدایت وتوکل کی طرف لانے کے لئے بھیجا ہے، کیونکہ انسان

خود بخود اپنے نفس کی اصلاح نہیں کر سکتا اور معارف حقیقی کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔

یعنی جس کسی نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔

پس ہمارے نبی ﷺ کے بعد خلفائے راشدین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، اہل یقین ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمیشہ ان پر راضی ہو کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف خاص اسلام کا راستہ بتلایا۔ ان کے بعد مشائخ بزرگوار ہیں جنہوں نے پروردگار عالم کے راستہ حق کی طرف گمراہوں کو ہدایت فرمائی، جس طرح کہ انہوں نے امت ہائے گذشتہ کے حال وقال اور تعبیر رؤیاء اور حوادث واحوال کو دیکھا اور حاصل کیا۔ پس مریدوں میں سے کوئی مرید اپنے نفس کی شکل خواب میں دیکھے (خدا تعالیٰ ان کے اخلاق کو پاک کرے اور ان کے نفسوں کو صلاحیت بخشے) تو مرید فی الفور اپنے واقع کو اپنے مرشد کے حضور میں ظاہر کرے۔ مرشد اس واقع کی پہچان کرے کہ کس دائرہ کے متعلق ہے اور مرید کو بتلائے تا کہ اس کو اپنا حال کماحقہٗ ظاہر ہو جائے۔ پس دائروں کے نام اور صفتیں حسب ذیل ہیں۔

چنانچہ اول دائرہ امارہ ہے، دوم دائرہ لوامہ، سوم دائرہ ملہمہ، چہارم دائرہ مطمئنہ، پنجم دائرہ راضیہ، ششم دائرہ مرضیہ، ہفتم دائرہ کاملہ۔

اول دائرہ...... نفس امارہ

اول دائرہ نفس امارہ ہے جو بدی کی طرف سخت ترین مائل کرنے والا اور کفر و عناد کی صفتوں سے متصف ہے۔ پس جب انسان خواب میں سور یا کتا یا ہاتھی یا بچھو یا سانپ یا

چوپایا پسو یا جوں یا چڑیا یا گدیاٹی خانہ یا اصطبل یا شراب یا بھنگ یا افیون یا اس کی مثل کوئی چیز شراب سے ملتی جلتی ہو، گندا پانی یا کیچڑ یا ٹھہرا ہوا پانی مثلاً تالاب یا جوہڑ یا جاری پانی جس کا رنگ سیاہ یا مٹی کے رنگ کا ہو، دیکھے تو سمجھے کہ یہ تمام خاصیتیں نفس امارہ کی ہیں۔ پس انسان ان صفتوں سے متصف ہو تو وہ خاص طور پر اپنی نفسیاتی خواہشوں کے تابع ہے پس اس کو اپنے نفس امارہ کی صفائی کے لئے خدا کی یاد اور عبادت کی سخت ترین ضرورت ہے، نیز ذکر اور کلمہ پاک کی طرف متوجہ ہونا لازمی ہے۔ پس اس دائرہ امارہ کو اصول کے پہلے اسم سے منقطع کرے اور ذکر کے تین اصول ہیں:

اول اصول

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اس کا فروع

لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ لَا مُرَادَ اِلَّا اللّٰهُ۔

ان میں سے ہر ایک کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے۔ اسم نہ گانہ سے اسم اول ہے۔

دوسرا اصول: اللہ اور اس کا فروع:

یَا نُوْرُ یَا بَاسِطُ یَا اَللّٰهُ یَا نُوْرُ یَا هَادِیْ یَا اَللّٰهُ یَا نُوْرُ یَا اَللّٰهُ یَا هَادِیْ یَا اَللّٰهُ۔

اوران میں سے ہرایک کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے۔

تیسرا اصول: ھُوَ ہے اور اس کا فروع:

يَا هُوَ اَنْتَ هُوْ يَا هُوَ اَنْتَ هُوْ يَا هُوَ اَنْتَ هُوَ

يَا اَللّٰهُ۔

پس ان میں ہرایک کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے۔ یہ اصول اسمائے حسنہ سے ہے جو اپنے اپنے مواقع پر ذکر کئے جاتے ہیں۔ یہ نہ گانہ اسماء سے اسم دوئم ہے۔

مثال کے طور پر دائرہ نفس امارہ اگر خنزیر کو خواب میں دیکھے تو یہ صفت حرام ہے، اگر کتا دیکھے تو یہ صفت غضب وغصہ کی ہے، اگر ہاتھی دیکھے تو یہ صفت غرور کی ہے، سانپ صفت منافق کی ہے، بندر صفت سخن چینی کی ہے، بچھو صفت عذاب کی ہے اور چوہے کی صفت خلقت سے پوشیدہ رہتی ہے، محض اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوتی ہے لہذا وہ اپنے نفس کی خواہش کے تابع ہے اور چڑا اور جوں، چچڑی، پتو سے مراد ایسا گناہ کرنا ہے جو مکروہ ہو اور گدھی کے ساتھ مباشرت کرنا ایسا کام ہے جس سے اسے نفع نہ ہو اور ٹٹی خانہ سے مراد محبت دنیا میں غرق ہونا ہے۔ پس جب شراب کو چکھے تو یہ صفت حرام کاری پر دلالت کرتی ہے۔ اگر شراب دیکھے مگر اس کو نہ چکھے تو اس کے خیالات حرام کی طرف مائل ہوں گے، اگر شراب خانہ دیکھے تو اس کے خیالات فاسدہ موجزن رہیں گے۔ اسی قسم کی دوسری چیزیں خواب میں دیکھنے کا مطلب بھی دائرہ نفس امارہ سمجھ لیجئے۔ ہم نے کتاب ہذا کے طویل ہو جانے کے خوف سے قلیل الالفاظ اور کثیر المعنی عبارت پر اکتفا کیا ہے۔

دوم دائرہ ...... نفس لوامہ

دوم دائرہ نفس لوامہ ہے۔ اس کی شکلیں اور صورتیں یہ ہیں۔ بھیڑ، بکری، گائے اونٹ، مچھلی، کبوتر، بطخ، مرغی، درخت، کھجور، طعام ہائے پختہ، میوے، کپڑا سیا ہوا، گھوڑا

بے زین، یا بجھا ہوا دیا، یا لالٹین یا شمع یا پکی ہوئی روٹی یا مکانات یا عمارات یا محل یا ماڑی یا ان کی مانند دیگر عمارات یا شہد یا گنا یا شربت، تو ان کو دائرہ نفس لوامہ کہا جاتا ہے۔ پس جب ان صفتوں اور خیالات سے متصف ہو اور ساتھ ہی اس کا ارادہ دائرہ سوم کی طرف ہو تو وہ اصول سہ گانہ میں سے اسم الــــثـــہ کا ذکر کرے جس ترکیب سے مرقوم و مذکور ہو چکا ہے۔

اب دائرہ نفس لوامہ کے حالات کی تفصیل بیان کرتا ہوں، پس بھیڑ حلال ہے اور گائے کی صفت کام کرنا ہے جس سے انسان کو نفع پہنچتا ہے اور اونٹ کی صفت بوجھ اٹھانا اور تکلیف برداشت کرنا ہے جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے، یعنی مومن کی شرط یہ ہے کہ تکلیف برداشت کرے۔ مچھلی کی صفت یہ ہے کہ حلال روزی کھاتی ہے، نیز بطخ آبی مرغی، کبوتر اور ان کے مانند پاکیزہ جانور حلال ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور خرما اور شہد اخلاق پسندیدہ اور حمیدہ کی دلیل ہیں اور پکے ہوئے کھانے اپنے نفس کی خواہش کو ظاہر کرتے ہیں اور جملہ قسم کے میوے بے معنی کلام سے نجات پانے پر اور گھر اور دکانیں اپنے نفس کے عیش و آرام پر دلالت کرتے ہیں۔

سوم دائرہ...... نفس ملہمہ

جب خواب میں انسانوں میں سے ایسے ناقص انسان مثلاً عورتیں، کافر، ملحد، فاسق بے دین اور بد اعتقاد (یعنی ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف رغبت کرنے والا) یا سپاہی یا داڑھی منڈا یا لنگڑا یا بے ریش (کھودا) بہرا یا گونگا یا جاسوس یا مست یا ہیجڑا یا غلام آزاد شدہ یا ہنسی خانہ یا ایسی چیز جس کو دیکھنے پر ہنسی آوے یا پہلوان (کشتی گزیدہ) یا چوکیدار یا قصہ گو یا دلال یا قصاب یا بہانہ ساز یا بھینگا یا اندھا یا مریض دق یا بندر دیکھے تو یہ سب شکلیں دائرہ نفس ملہمہ پر دلالت کرتی ہیں۔ پس اس جیسے کے لئے ریاضت اور عبادت کرنے اور دنیاوی تعلقات سے باہر آنے کی ضرورت ہے اور اس سے رہائی پانا اسم ھو کے شغل سے ہے اور اس کا فروع یہ ہے:

یَا ھُوَ اَنْتَ ھُوَ یَا ھُوَ یَا ھُوَ یَا مَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَحَدٌ ھُوَ اَحَدٌ مَوْجُوْدٌ۔

ان ہر دو کے دور کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے پس جو کوئی شخص عورتوں کو خواب میں دیکھتا ہے تو اس شخص کے نقصان عقل کی دلیل ہے اور کافروں کو دیکھنا اس کے دین میں نقصان کی دلیل ہے اور بے دین سپاہی رافضی اس کے مذہب میں نقصان کی دلیل ہے اور داڑھی منڈا، یا تراشیدہ کا دیکھنا اس کی شرع میں نقصان کی علامت ہے اور لنگڑے کو دیکھنا یہ ہے کہ خلقت کو خدا کی طرف بلائے مگر خود اس کی فرمانبرداری نہ کرے اور کھودے کو دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل نہ کرے اور اندھے کا دیکھنا یہ کہ سچی گواہی کو چھپائے رکھے اور بہرے کا دیکھنا یہ کہ شریعت کی باتیں نہ سنے اور نہ وعظ کی طرف کان دھرے اور گونگے کا دیکھنا یہ کہ سچی بات نہ کہے اور غلام کا دیکھنا یہ کہ کسی کے روبرو جو بات کہے اس کے عیب ہی کی کہے اور جاسوس کا دیکھنا یہ کہ سنت کا تارک ہو اور مدہوش کا دیکھنا عشق مجازی میں مبتلا ہونا ہے اور قمار باز اور پہلوان، مسخرہ اور قصے گو کا دیکھنا ترک عبادت اور مباشرت بالزنا پر دلالت کرتا ہے اور چور کا دیکھنا یہ ہے کہ جو عبادت کرے دکھلاوے کی غرض سے خلقت کے سامنے کرے اور دلال کا دیکھنا یہ ہے کہ مجرموں سے اپنی نظر کو نہ روکنے اور دروغ گوئی پر دلالت کرتا ہے اور قصاب کا دیکھنا دل کی سیاہی پر اور بھنگے کا دیکھنا دیکھنے والے کی گمراہی پر دلالت کرتا ہے اور ان سے رہائی پانے کے لئے اسم ھو کا شغل لازمی ہے جو اسمائے ننانوے سے اسم موسوم ہے۔

چہارم دائرہ...... نفس مطمئنہ

جب کوئی شخص خواب میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے یا پیغمبر یا بادشاہ یا عالم یا پیر

یا قاضی یا کعبہ شریف یا مدینہ منورہ یا بیت المقدس یا جامع مسجد یا مدرسہ یا نیک لوگوں کا مکان یا ان کی جائے رہائش یا ان کی مانند اور چیزیں یا تیر وکمان یا تلوار یا خنجر یا بندوق یا کتابیں دیکھتا ہے تو اس کے نفس مطمئنہ پر دلالت کرتی ہیں اور اس سے رہائی پانا اسم حق کے ورد وظائف میں ہر وقت مشغول ومصروف رہنے سے ہے اور وہ اسم چہارم اصول نُہ گانہ کے نو اسموں میں سے ہے اور فروع اس کا یہ ہے:

یَا مُغِیْثُ ھُوَ الْحَقُّ یَا فَرْدُ ھُوَ اَنْتَ الْحَقُّ یَا حَقُّ اَنْتَ الْحَقُّ حَقُّ الْحَقِّ یَا مُجِیْبَ الْحَقِّ۔

پس ان میں سے ہر ایک کے ورد وظائف کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے۔ یہ صورتیں اور نشان اور علامتیں وہی مرید دیکھتا ہے جو صادق اور کامل ہوتا ہے۔ پس جب قرآن مجید دیکھتا ہے تو اس کے اپنے دل کی صفائی پر دلالت کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خواب میں قرآن مجید سے وہی سورت دیکھے یا تلاوت کرے جو اس کے مطابق حال ہو یا آئندہ کے لئے خوشخبری ہو۔ پیغمبروں کا دیکھنا ایمان اور اسلام کا نشان ہے اور بادشاہوں کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کی طرف رجوع کرنے کی علامت ہے اور عاشق حق یا شیفتہ وشیدائی کا دیکھنا خدا تعالیٰ کی عبادت میں استقامت اور توجہ باطنی کا رجوع کرنا ہے اور خیرات کرنا اور پیروں مرشدوں کا دیدار اپنے نفس کی رہنمائی کی علامت ہے اور قاضیوں کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کی نشانی ہے اور بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کی زیارت بحالت خواب اپنا دل، وہم اور وسوسوں سے پاک ہونے کی دلیل ہے اور جامع مسجد، مسجد، جھنڈا، کمربند اور تیر وکمان کا دیکھنا شیطانی وسوسوں پر دلالت کرتا ہے اور ان سے رہائی حاصل کرنا اسم حق کے شغل سے ممکن ہے جس طرح بیان کیا جا چکا ہے۔

پنجم ......دائرہ نفس راضیہ

جب کوئی شخص فرشتے، غلمان، حور، براق، جنت اور زیور خواب میں دیکھے پس وہ اسم حی کا ورد شروع کرے جو نہ گانہ اسماء کا اسم پنجم ہے اور فروع اس اسم کا یہ ہے:

يَا حَيُّ لَا غَيْرَهٗ يَا حَيُّ اَنْتَ الْحَيُّ يَا عَلِيُّ يَا جَمِيْلُ اَنْتَ الْحَيُّ يَا عَظِيْمَ الْاَلْطَافِ حَيٌّ يَا حَيُّ اَفْنِنِیْ عَنِّیْ اَنْقِنِیْ بِكَ وَ بَيَانَ ذٰلِكَ فَالْحُوْرُ وَ الْجَنَّةُ وَ الْمَلَائِكَةُ۔

اس خواب کی تشریح یہ ہے کہ جب کوئی حور یا جنت یا فرشتہ دیکھے تو اس کی عقل کل یا عقل تمام کے کمال اور تقرب خداوند تعالیٰ کے حصول پر دلالت کرتی ہے اور آفتاب و ماہتاب کا دیکھنا کبھی نہ کبھی معرفت خداوندی حاصل کرنے کی اور مرشد کے مرشدوں کی طرف رجوع کرنے کی دلیل ہے پس اسم حَیّ کا ورد کرے تاکہ مطلوب کو پہنچے۔

ششم دائرہ......نفس مرضیہ

ششم دائرہ نفس مرضیہ ہے اور اس کی صفات ہیں ساتوں آسمان، سورج، چاند، ستارے، رعد، جلتی ہوئی شمع اور مشعل یا قندیل جو کہ روشن ہوں خواب میں دیکھے۔ پس اسم قیوم کا ورد کرے۔ یہ اسم اسمائے نہ گانہ سے اسم ششم ہے اور اس کا فروع:

يَا كَافِیْ يَا عَلِیُّ يَا مُغْنِیْ يَا قَيُّوْمُ يَا قَادِرُ يَا

قَیُّوْمُ اَنْتَ الْاَزَلُ بِالْاَزَلِ یَاقَیُّوْمُ الْاَزَلِیُّ یَا اَللّٰہُ۔

اسم ہے اور بیان نفس مرضیہ کا یہ ہے کہ جب خواب میں سات آسمان دیکھے تو اس کی نظر ہمیشہ خداوند تعالیٰ کی طرف لگی رہتی ہے اور ستارے دیکھنا اس کے نفس کا نور ہے اور لوگ دیکھنا اپنے نفس کے فنا ہونے کی علامت ہے اور رعد کا سننا یا دیکھنا کسی چیز یعنی راہِ حق سے آگاہی پانے کی دلیل ہے اور آفتاب اور نور چراغ اور چاند کا دیکھنا دل کی روشنائی کی علامت ہے۔ پس مرید، کامل ہادی و رہنما کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اس کو دائرہ ہفتم کی طرف پہنچا دے اور اس کو اسم قیوم کی تلقین فرما دے۔

ہفتم دائرہ......نفس صافیہ کاملہ

اس کی صفات بارش، برف، اولے، ندی، چشمہ اور کنواں خواب میں دیکھنا ہے۔ اور یہ تمام راہِ حق کے کھل جانے کی نشانیاں ہیں۔ پس چاہئے کہ مرید، شیخ کامل کی طرف رجوع کرے اور مرشد کو چاہئے کہ اس کو قہار کی تلقین کرے جو کہ نہ گانہ سے ساتواں اسم ہے اور اس کا فروع یہ ہے:

قَیُّوْمٌ قَهَّارٌ، جَبَّارٌ، قَهَّارٌ، عَظِیْمٌ، قَادِرٌ، قَهَّارٌ، اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَّکَ فِی النَّوَائِبِ کُلُّ هَمٍّ وَّ غَمٍّ سَیَنْجَلِیْ بِقُدْرَتِکَ یَا اَللّٰہُ وَ بِنُبُوَّتِکَ

يَا مُحَمَّدُ وَ بِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

تفصیل اس دائرہ کی یہ ہے۔ بارش کا خواب میں دیکھنا رحمت کی دلیل ہے اور برف باری سے زیادہ رحمت کی نشانی ہے اور نہر اور دریا اور چشمہ سے مراد خدا تعالیٰ کی معرفت کے ذریعہ اخلاص حاصل کرنا ہے۔ پس مرید تصدیق اور رجوع اسم قہار کے ورد کی طرف کرے۔ بس یہی کافی ہے کیونکہ دائرہ ہائے ہفت گانہ مشکل ہیں۔

اسمائے نہ گانہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	۷۰۰۰۰ ہزار مرتبہ
اَللّٰهُ	۶۰۰۰۰ ہزار مرتبہ
هُوْ	۵۰۰۰۰ ہزار مرتبہ
حَقٌّ	۴۰۰۰۰ ہزار مرتبہ
حَيٌّ	۳۰۰۰۰ ہزار مرتبہ
قَيُّوْمٌ	۲۰۰۰۰ ہزار مرتبہ
قَهَّارٌ	۱۰۰۰۰ ہزار مرتبہ
دَائِمٌ	۵۰۰۰ ہزار مرتبہ
صَمَدٌ	۱۰۰۰ ہزار مرتبہ

دربیان اسمائے فروع

اسمائے فروع کا ذکرو ترکیب وردو غیرہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔ اب پھر مختصر طور پر ان کا تذکرہ مرشد و مریداں کی ہدایت کے لئے کیا جاتا ہے اس کو مدنظر رکھیں اور پوشیدہ اور چھپا کر رکھیں اور امانت سمجھیں اور موزوں جگہوں پر استعمال کریں۔ وہ اسمائے فروع یہ ہیں۔

حَــقٌّ ......قَهَّــارٌ ......قَیُّــوْمٌ ......وَهَّــابٌ

......مُهَیْمِنٌ......بَاسِطٌ

اور سات اسم اصول ہیں۔ پس دونوں مل کر ۱۳ ہوئے اور انہی میں اسم اعظم ہے۔ پس اے بھائی تجھ پر ان کو پوشیدہ لکھنا اور چھپا رکھنا اور اپنی اپنی جگہ پر امانت رکھنا لازم ہے اور تجھے تقویٰ اور اخلاص اختیار کرنا ضروری ہے تاکہ مطلوب کو پہنچے جو کہ سب سے بڑا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

بیانِ تصورِ شیخ

تصورِ شیخ ذکر سے افضل ہے یعنی صورتِ مرشد کو نگاہ میں رکھنا اور خیال میں یاد کرنا تصور کہلاتا ہے اور یہ امر مرید کے لئے سب سے زیادہ بمقابلہ ذکر مفید اور مناسب تر ہے۔ کیونکہ مرید کے لئے جناب الٰہی کی طرف واصل ہونے کا یہی ذریعہ ہے اور صحیح وسیلہ ہے جوں جوں مرید کا تعلق اور نسبت مرشد کے ساتھ زیادہ ہوتی جائے گی اسی قدر باطن میں اس کو فیض بڑھتا جائے گا اور تھوڑی مدت میں وہ اپنے مطلوب تک ان شاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائے گا۔ پس مرید کو لازم ہے کہ وہ مرشد میں فنا ہو جانے کی کوشش کرے۔ اگر ذات مرشد میں فنا ہو جائے گا تو خدائے تعالیٰ تک پہنچ جائے گا۔

باب نہم

شریعت اور حقیقت کا تعلق

شریعت اور حقیقت

شریعت اور حقیقت اہل طریقت کے لئے دو اصطلاحات ہیں۔ شریعت تو ظاہری عمل اور حال کی صحت کو ظاہر کرتی ہے اور حقیقت باطن کے احوال کی صحت اور ہونے یا نہ ہونے کو، اس لئے ایک مؤمن حقیقی میں ان ہر دو کا اجتماع ضروری ہے مگر آج کل شریعت اور طریقت کے قائل اور متبع دو الگ الگ گروہ ہیں۔ ایک تو ظاہری علماء ہیں جو شریعت کو ہی حقیقت سمجھتے ہیں۔ دوسرا گروہ ملحدوں کا ہے جو حقیقت کو جائز اور صحیح سمجھتا ہے اور اسی کو روا رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ حقیقت سمجھ میں آ گئی تو شریعت اٹھ گئی اور یہ عقیدہ کلام مشتبہ قرامطہ، موسوساں، حلولیوں، اتحادیوں وغیرہ کا ہے، حالانکہ حقیقت کتنی ہی قوت سے منکشف کیوں نہ ہو بجز شریعت حقیقت کا منکشف ہونا قطعی ناممکن ہے، کیونکہ حقیقت تو شریعت پر مکمل طور پر مطابق سنت نبی اکرم ﷺ عمل درآمد کر کے نور باطنی پا لینے کا نام ہے۔ شریعت کسی بھی حال میں کسی شخص سے، خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو، ساقط نہیں ہو سکتی اور اس کی تعمیل ہر حالت میں فرض ہے۔ پس حقیقت سے مراد باطنی اور حقیقی صفات کی تکمیل اور تزکیۂ قلب اور مخالفتِ نفس مراد ہے جو تصوف یا حقیقت کا بنیادی منشاء ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک اس حکم میں تغیر و تبدل نہیں اور حصولِ اخلاص کے لئے ہمیشہ لازمی رہے گا کیونکہ اخلاص بھی حسنِ نیت کے بغیر ناممکن ہے۔ بس یہی حقیقت ہے اور دوسری شریعت، یہ بندہ کے افعال و اعمال ظاہری ہیں چونکہ حقیقت خداوند تعالیٰ کی نگہداشت، توفیق، رہنمائی اور عفت و حفاظت کا نام ہے لہذا وجود حقیقت کا قیام شریعت کے بغیر محال ہے اور اسی طرح شریعت کا قیام حقیقت کے روحانی اور اخلاقی آداب بجا لانے کے بغیر محال ہوگا۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے کوئی شخص جب تک کہ روح اس کے جسم میں باقی و دائر رہتی ہے وہ زندہ ہے مگر جب وہ علیحدہ ہو جاتی ہے تو وہ بے جان بلکہ مردار ہو جاتا ہے، لہذا شریعت اور حقیقت ایمان

وانسان کے لئے بمنزلہ روح وجسم کے ہیں۔ جیسے کہ جسم اور روح کی تمام قدر و قیمت ایک دوسرے کے وصل واتحاد سے ہوتی ہے، اسی طرح شریعت بلا حقیقت ریا اور حقیقت بلا شریعت منافقت اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔

اور جو لوگ ہماری راہ راست پانے میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کو اپنا صحیح راستہ دکھا دیتے ہیں۔

پس شریعت مجاہدہ ہے اور ہدایت ومشاہدہ اس کی حقیقت ہے، جو بالفاظ دیگر ظاہر کی باطنی راہنمائی ہے، جب مجاہدہ نہ ہوگا تو مشاہدہ کہاں سے ملے گا، جب شریعت ترک کر دی جائے گی تو حقیقت کے وارد ہونے کے کیا معنیٰ ؟ لہذا شریعت ایک دینی چیز ہے اور حقیقت سراسر دینی ہے اس لئے ہر دو لازم وملزوم ہیں۔ جب نبی ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و بزرگانِ عظام اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز جیسے خدا رسیدہ اور واقفانِ حقیقت نے آخری دم تک شریعت کے احکام سے کسی حکم کو نظر انداز نہیں کیا تو صرف باطنی نماز اور روزہ کا سبق دینے والے اور شریعت پر عمل نہ کرنے والے پیر نہیں بلکہ ملحد، کافر، بے دین، عیش پرست، تن پرور اور شہوت پرست ہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو گناہگار بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مکر وشر سے بچائے، رسول اللہ ﷺ اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے قدم بقدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تنزیہہ باری تعالیٰ کے متعلق

حضور قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ وہ یعنی خدا ہمارے قریب تر ہے، وہ خالق کل ہے، اس نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور مقدر کر دیئے ہیں اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت سب پر عام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ لوگ جھوٹے

ہیں جو اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر جانتے ہیں یا کسی کو اس کا شریک یا کسی کو اس کا شبیہ یا نظیر ٹھہراتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔

وہ ظاہر اور باطن کی تمام چیزوں کا جاننے والا اور ان پر مہربانی اور کرم کرنے والا ہے وہ واحد ہے، صمد ہے، نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ اس کی عورت ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ بے مثل بے مانند بے چون وچگون ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔

کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔

نہ کوئی اس کی شبیہ ونظیر ہے اور نہ کوئی معاون نہ مددگار نہ وزیر نہ نائب، وہ کوئی شے نہیں ہے کہ جسے کوئی چھو سکے، نہ جوہر ہے کہ چمک اٹھے، نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے، نہ وہ ذی ترکیب وتالیف اور نہ ذی ماہیت ہے کہ محدود ہو سکے۔ نہ وہ طبائع سے کوئی طبیعت ہے اور نہ طلوع ہونے والی چیزوں سے کوئی طالع ہے۔ نہ وہ ظلمت ہے کہ ظاہر ہو، نہ وہ نور ہے کہ روشن ہو، تمام چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں وہ سب کو دیکھ رہا ہے، بدوں اس کے کہ وہ اس کو چھو سکیں، وہ قاہر وحاکم ہے وہی سب کا معبود ہے۔ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، نہ اسے موت ہے نہ فنا، وہ حاکم اور عادل ہے، وہ قادر، رحیم، غافر، ستار، خالق اور قادر مطلق ہے، اس کی سلطنت ابدی اور اس کی عظمت اور جلال دائمی ہے۔ نہ کسی کے وہم اور خیال میں آ سکتا ہے نہ کسی کے فہم وقیاس میں سما سکتا ہے۔ عقلیں اس کی حقیقت دریافت کرنے سے قاصر ہیں۔ نہ وہ تشبیہ دیا جا سکتا ہے نہ وہ کسی شے کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ وہ حلول واتحاد سے پاک اور منزہ ہے۔ تمام سانسیں اس کے شمار میں اور سب کے اعمال واقوال اس کی گنتی میں ہیں، آسمان اور زمین کی کل چیزوں کو اس نے گن رکھا ہے وہ کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا، وہ سب کو روزی دیتا ہے اور خود اس کو روزی کی

ضرورت نہیں وہ جو چاہے سو کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اس نے بدوں کسی فکر وخیال اور نظیر ومثال محض اپنے ارادہ سے مخلوقات پیدا کیں، نہ اس سے کچھ فائدہ اٹھانے کی غرض ہے اور نہ کوئی ضرر دور کرنے کی نیت سے، بلکہ اس بنا پر کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔

یعنی مالک تخت بلند کا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے وقت مقرر پر ضرور جاری کرتا ہے۔ اس کی تدبیر مملکت میں کوئی اس کا معین ومددگار نہیں، عالم الغیب ہے وہ پوشیدہ متناہی اور محدود نہیں۔ قادر مطلق ہے اس کی قدرت کی کوئی حد نہیں، مدبر ہے اس کا کوئی ارادہ پوشیدہ اور ناقص نہیں، یاد رکھتا ہے بھولتا نہیں، قیوم ودانا ہے اسے غفلت نہیں، حلیم وبردبار ہے جلدی نہیں کرتا، گرفت کرتا ہے پھر مہلت نہیں دیتا، وہی کشائش کرتا ہے وہی تنگی دیتا ہے، غضب فرماتا ہے اور پھر وہی نرمی بھی کرتا ہے، پیدا کرنے والا اور فنا کرنے والا ہے، وہ ایسا قادر ہے کہ اس نے مخلوقات کو کامل الوصف پیدا کیا، وہ ایسا پروردگار ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے افعال اپنے حسب ارادہ ان سے جاری کرائے ہیں۔

اس کا علم حقیقی ہے نہ کوئی اس کے مشابہ ہے نہ اس کی مثال ہے، نہ اس کی ذات میں کوئی اس سے مشابہ ہے نہ صفات میں، عقلیں اس کی روئے معرفت میں پھنس کر رہ جاتی ہیں اور آگے نہیں بڑھ سکتیں کہ اس کی کنہ ذات کو دریافت کر سکیں۔ آنکھیں اس کے نور لقا کے سامنے بند ہو جاتی ہیں اور نہیں کھل سکتیں کہ اس کی حقیقت احدیت کو معلوم کر سکیں، علوم وحقائق ومعارف کی انتہا اور غایتیں ہاتھ باندھ کر کھڑی رہ جاتی ہیں کہ کوئی خبر معلوم ہو اور کسی نشانی کا پتہ لگے مگر کچھ معلوم نہیں ہوتا اور تمام قویٰ بیکار رہ جاتے ہیں اور حضرت القدس سے ہیبت طاری ہوتی ہے جو تمام عقل کو معدوم کر دیتی ہے اور علم ظاہر ہوتا

ہے جو آسمان اور زمین کو اور جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور جو کچھ زمینوں کے نیچے اور سمندروں کی گہرائی میں اور جو کچھ کہ بالوں اور رونگٹوں اور درختوں اور پودوں کی جڑوں کے نیچے ہے اور ہر ایک لگے اور گرے ہوئے پتوں اور کنکریوں اور ریتوں کی تعداد کو اور پہاڑوں کے ذروں اور سمندروں کے قطروں اور بندوں کے کاموں اور ان کے وقتوں، غرض کہ سب کو اس کا علم محیط ہے۔ کوئی شے اس کے علم سے خارج نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کیفیت اور مثلیت کسی طرح سے اس کی تقدیس اور تنزیہ میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اپنی صفات سے خلق پر ظاہر ہے تا کہ وہ اسے ایک جانیں اور اس کے موجود ہونے کا اقرار کریں، نہ اس لئے کہ وہ کسی شے سے تشبیہ دیں۔ ایمان کامل اس کی صفات کو یقیناً ثابت کرتا ہے اور عقل اس کی ماہیت دریافت کرنے سے قاصر ہے۔ جو کچھ وہم وفہم میں یا خیال وذہن وتصور میں لائیں ان سب سے اس کی عظمت وکبریائی اور ذات بلند اور بالا ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ۔

وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا اپنی قدرتوں سے ظاہر اور اپنی ذات اور صفات سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے واقف ہے۔

روح کی حقیقت

روح کی ہستی اور کیفیت کے متعلق علم ہر مومن کے لئے ضروری ہے، چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس کی ماہیت معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ قریش مکہ نے یہودیوں کے سکھلانے پر نضر بن حارث کو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس

میں بمراد استفسار کیفیت روح بھیجا اور اس نے آنحضور ﷺ سے ماہیت روح دریافت کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور فرمایا کہ اے حبیب ﷺ!

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔

یعنی یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق دریافت کرتے ہیں

کہ کیا ہے؟

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔

آپ ان کو فرمادیں کہ روح میرے خالق حقیقی کا ایک حکم (کن) ہے۔

اور حکم میں حیات بخشی اور زندگی کے غیر فانی عناصر موجود ہیں جو مُردہ و بے جان جسم میں داخل ہو کر زندہ بلکہ زندہ تر کر دینے والی چیز ہے، بلکہ بذات خود ایک دائمی اور ناقابل تسخیر زندگی ہے اور ہر مادی جسم کی نشو ونما اور زندگی اسی سے قائم ہے اور ساتھ ہی روح کی تمام فاعل اور غالب قوتیں جسم ہی میں رہ کر جسم ہی کے ذریعہ ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور جد وجہد، حرکات وسکنات، گفت وشنید، خورد ونوش، ہوش وحواس وغیرہ کے لئے دونوں عناصر یعنی روح وجسد کا یکجا ہونا لازمی امر ہے، کیونکہ جب روح جسم عنصری سے جدا ہوتی ہے تو جسم بے کار اور بے حس وحرکت ہو کر بعد چندے مدت گل سڑ کر تلف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح روح بھی جو کار ہائے نمایاں اس جسم عنصری میں رہ کر دکھاتا ہے اس کا قطعاً خاتمہ ہو جاتا ہے۔ غرض یہ کہ زندگی کے لئے روح اور جسم عنصری کا باہمی تعلق لازم وملزوم ہے۔ مزید برآں روح جوہر ہے۔ جوہر اس طاقت کا نام ہے جو اس چیز یا جسم کو جس سے اس کا لگاؤ یا تعلق ہوتا ہے قائم رکھے، جب تک کہ بحکم الٰہی واپس جانے کا اس کو حکم نہ ہو اور چلا نہ جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ۔

یعنی روح حرکت کرنے والے لشکر ہیں۔

جناب رسول اکرم ﷺ نے حدیث شریف میں فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْاَرْوَاحَ قَبْلَ الْاَجْسَامِ بِمِائَتَیْ اَلْفِ عَامٍ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جسموں سے روحوں کو دو لاکھ برس پہلے پیدا کیا۔

تو لامحالہ روح مخلوق ٹھہری اور حادث ہوئی، لہٰذا جو بے دین اور ملحد روح کو قدیم جانتے ہیں بلکہ قُلِ الرُّوْحُ هُوَ اللّٰہُ کہتے ہیں وہ کافر، ملحد اور لعنتی ہیں۔ قرآن پاک وحدیث شریف سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہے، نہ بزرگانِ دین میں سے کسی بزرگ نے بحالتِ صحو یا سُکر ایسا فرمایا ہے۔

توحید باری تعالیٰ کے متعلق

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں بارہا فرمایا ہے:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔

یعنی تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

پھر فرمایا:

لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔

یعنی کسی حالت میں دو معبود مت بناؤ۔ بلاشبہ تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے۔

پھر واضح طور پر فرمایا کہ کہو:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

یعنی بصدقِ دل زبانِ حال سے گواہی دو کہ تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اور یہ بھی بصدق دل گواہی دو کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر کلمہ طیبہ میں بھی جو کہ اسلام کا جزو اعظم ہے اور جس کے کہنے اور تصدیق کرنے کے بغیر، مسلمان ہی نہیں ہوسکتا، فرمایا:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

توان کلماتِ ربانیہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک ماننا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے برگزیدہ اور اپنا حبیب خاص اور شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ، نورٌ علیٰ نور فرمایا ہے وہ بھی ایک بندہ ہے اور اس کا بھیجا ہوا پیغمبر برحق ہے۔ آپ کی پیدائش بھی ایک انسان کی مانند ہوئی ہے اور زندگی بھی انسان کی مانند گزاری ہے اور وفات بھی اسی کی طرح۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اپنی ذات وصفات میں یکتا بے مثل اور یگانہ ہے۔ حدوث اور حلول سے پاک، بے مثل، بلاشبیہ، ایک جوہر وعرض سے مبرا ہستی ہے جس کا بدوں دیدار وہم وگمان میں آنا ناممکن ہے۔ عارف باللہ سب سے پہلے خدا کی وحدانیت پر ایمان لانے اور یقین کرنے کو سب عبادتوں پر مقدم جانتے ہیں۔ یہ اچھی طرح سمجھ لیں اور بلاشک وشبہ مطابق حکم قرآن پاک وحدیث شریف یقین کرلیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ وصل وفصل سے پاک ہے۔

دوئی کا اطلاق اس پر ہرگز جائز نہیں ، وہ قید مکانی یا زمانی میں محدود نہیں، وہ لا مکانی اور دائمی ہستی ہے۔ جیسا کہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز نے بارگاہ الٰہی میں سوال کیا کہ اے رب کریم! کیا تیرا کوئی ٹھکانہ (مکان) ہے؟ فرمایا:

يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا مُكَوِّنُ الْمَكَانِ وَ لَيْسَ لِيْ مَكَانٌ۔

یعنی میں ہر مکان میں ہوں مگر میرا کوئی مکان نہیں ہے۔

لہذا سمجھ لیجئے کہ نہ وہ جوہر ہے نہ عرض ہے نہ روح ہے نہ جسم ہے نہ کسی چیز سے پیوند ہے نہ وصل ہے بلکہ حلول واتحاد سے مبرا ہے۔ وہ کسی جسم مادی میں یا روحی میں یا جوہر میں یا عرض میں یا ہیولیٰ میں نہ داخل ہے نہ حلول ہے بلکہ وہ تمام نقائص سے بری اور تمام آفتوں سے پاک، زن وفرزند، باپ بیٹے، انگ ساک، ناطہ رشتہ برادری کے جھمیلے سے مبرا اور:

اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَ لَمْ يَكُ زَوَالًا۔

ہے۔ اس کے مانند ہر دو جہاں میں کوئی نہیں۔ اس کی کوئی مثال نہیں، نہ مشابہ نہ ہم شکل یا نمونہ ہے۔ اس کی ذات پر تغیر روا نہیں جو بچپن جوانی بڑھاپا نمودار ہو۔ وہ ان صفات سے موصوف ہے جن کا ذکر اس نے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ اور جن کی وضاحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمائی ہے وہ حَیٌّ قَیُّوْمٌ ہے، رؤف ورحیم ہے وہ کریم وقدیر ہے، وہ سمیع وبصیر ہے غرضیکہ تمام صفات مندرجہ قرآن پاک وحدیث شریف سے متصف ہے۔ اس کی صفتیں ہمیشہ قدیم ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے اس کو ازل سے جانتا ہے۔ اس کا کوئی حکم بلا مقصد اور بلا نتیجہ نہیں۔ نیکی وبدی

کا مقدر ہونا اس کی مشیت سے ہے، نفع وضرر کا خالق اور مختار وہی ہے بجز آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے دنیا میں کسی شخص کو نہ تو اس کے دیدار اور وصل کی بات ہے نہ ہی اس تک پہنچنے کی طاقت۔ اس کی تشبیہ اور جہت نہیں کہ کہا جاسکے کہ ایسا ہے یا اس جیسا ہے۔ اولیاء اللہ کو اس دنیا میں اس کی تجلیات کا مشاہدہ جائز اور درست ہے مگر چادر نور کی آڑ میں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے آپ کے ایک مرید کے متعلق دریافت کیا کہ آپ کا مرید یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا دیدار کرتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ دیدار الٰہی کی تاب بجز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں کسی کو نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کو نور کی چادر کی آڑ میں دیکھتا ہے۔ جس کو یہ سمجھ رہا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے توحید کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ توحید قدیم کو حادث سے جدا اور تمیز کرنے کا نام ہے یعنی قدیم کو حادث کا محل اور حادث کو قدیم کا محل نہ سمجھ لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور دیگر تمام خلائق حادث ہیں۔ اس لئے تیری جنس کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ چسپاں نہیں ہوسکتی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> وہ ذات مقدس ہر کفر وشرک سے پاک ہے، جس نے اپنے بندوں کو تحصیل وتکمیل معرفت کا ذریعہ عجز وانکسار اور تسلیم ورضا بنایا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں توحید کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

> توحید خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بھید کا وارد ہونا یا ظاہر ہونا ہے۔ عبادت میں اس کا اظہار نہیں ہوسکتا۔ تقریر وتحریر اس کے احاطہ بیان سے عاجز ہے کیونکہ بیان اور بیان کرنے والا دونوں غیر (حادث) ہیں اور غیر کا ثابت کرنا توحید کے ثبوت میں شرک کے مساوی ہے۔ موحد، الٰہی ضرور ہوتا ہے مگر لا ہی نہیں ہوتا۔

ایمان وایقان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔

یعنی اے ایماندارو! خدا اور اس کے رسول پر ہر حیثیت سے پختہ یقین لاؤ۔

اس پر آنحضور ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے:

ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر، اس کی وحدانیت پر، اس کے تمام رسولوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، اس کے تمام فرشتوں پر، روز قیامت پر، حشر ونشر پر، حساب ومیزان پر، جزا وسزا پر، جنت ودوزخ پر اور تقدیر کے عوامل پر محکم اور غیر متزلزل یقین رکھے۔

یعنی دل سے تصدیق محکم اور زبان سے اقرار کرتا ہے یعنی قول باللسان وتصدیق بالقلب اور اطاعت احکام کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ الغرض حقیقت میں ایمان یہ ہے کہ بندہ کے تمام اوصاف واعمال خدا کی طلب اور جستجو میں لگے ہوئے ہوں کیونکہ ایمان کا غلبہ برے اوصاف محو کر دیتا ہے۔ جس جگہ ایمان کامل ہوتا ہے وہاں سے برے اعمال از خود نیست ونابود ہو جاتے ہیں اور تمام شکوک وشبہات محو ہو جاتے ہیں اور ذات حق سے اس قدر پیوست ہو جاتا ہے کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے یا سنتا ہے یا کہتا ہے یا کرتا ہے سب امر الٰہی کے دائرہ میں ہوتا ہے۔ مومن کی شناخت حضور سرور کائنات، فخر موجودات آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمائی ہے کہ آپ کے صحابی حضرت حارث رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں بھری مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: اے حارث! تو نے صبح کس طرح کی۔؟ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک مومن صادق کی حیثیت سے صبح کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پھر اچھی طرح غور

کر کہ تو کیا کہہ رہا ہے دنیا میں ہر شے کے لئے ایک حقیقت اور دلیل ہوتی ہے تیرے ایمان کے لئے دلیل و برہان کیا ہے؟ حارث نے عرض کی کہ میں نے اپنے نفس کی اس دنیا میں اچھی طرح پہچان کر لی ہے، اس کا اثر یہ ہے کہ میرے نزدیک پتھر، سونا، چاندی مٹی کا ڈھیلا وغیرہ تمام چیزیں یکساں ہو چکی ہیں پس رات کو ذکر وعبادت کے لئے جاگتا ہوں، دن کو پیاسا رہتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اب میں اپنی روحانی تجلیات اور کشف کے باعث گویا اہل جنت کو ایک دوسرے کی زیارت کرتے دیکھتا ہوں اور دوزخیوں کو دوزخ میں گریہ وزاری کرتے دیکھتا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہیں آپس میں لڑتے جھگڑتے دیکھ رہا ہوں۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صاحب ایمان کا کیا مرتبہ اور کیا شان ہے۔ پس ایمان کی روح توکل کی حفاظت ہے اور ترک ماسوا اور احکام الٰہیہ کی تکمیل و بجا آوری اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر متوکل رہنا ہی ایمان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

یعنی اگر تم سچے ایماندار ہو تو اللہ پر ہی مکمل بھروسہ رکھنا چاہئے۔

پس جو شخص دل کو خدا کی معرفت کے ساتھ وابستہ کرتا ہے وہ مومن ہوتا ہے اور خدا کی ذات سے واصل ہوتا ہے۔

عشق ومحبت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا

يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

یعنی لوگوں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوقات میں سے اوروں کو معبود بنالیتے ہیں اور ان سے اتنی محبت کرتے ہیں جتنی خدا سے کرنی چاہئے۔

لیکن جو سچے ایماندار ہیں ان کی تمام محبت خدا کے لئے وقف ہوتی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سنا اور جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سنا وہ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی کی توہین کی گویا اس نے میری توہین کی اور میرے دوست کی تذلیل سے میرے مقابلہ پر اتر آیا۔ میرا بندہ یا عاشق یا محب فرائض اور نوافل ادا کرنے سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اپنا دوست بنالیتا ہوں، تو جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور قدرتی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کی محبت بندہ کو اور بندہ کی محبت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں محبت کا نام اس لئے محبت رکھا گیا ہے کہ محبت دلوں کے سوا سب کچھ مٹا دیتی ہے یعنی محبوب کی ملاقات کے لئے دل کا شوق و اضطراب اس حد تک ہو جیسا کہ تمام جسم کا روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح حب کا قیام بھی محبوب کے دیدار اور وصل سے ہوتا ہے۔ الحاصل بندہ کی محبت یا عشق خاص اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ہے کہ وہ اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور اس کے تمام اوامر و احکام کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت یا عشق اپنے معنی میں تعظیم و احترام الٰہی کا خاص تقاضا کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ بندہ کی توجہ اور محویت ذات الٰہی کے لئے خاص ہو جائے اور اس کے ذکر و فکر کی عادت پیدا کرے اور غیر اللہ کے ذکر سے

بیزاری ظاہر کرے۔ پس حق تعالیٰ کے محب اس کے عشق میں محو رہتے ہیں اور اس کی محبت کو اس کے لئے خاص رکھتے ہیں، اس کے قرب و وصل کی راحت طلب کرنے والے ہوتے ہیں۔ محبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک محبت جنس کی اپنی جنس کے ساتھ، اس میں محب اپنے دلی اطمینان اور قرار کی جستجو کرتا ہے تاکہ محبوب کے ساتھ آرام پائے، جیسے اس کا دیدار کرنا ہمکلام ہونا اور اس کے نزدیک ترین ہو کر محرم اور راز دار بننا یہ سب چیزیں نفسانی خواہشات کے ماتحت پیدا ہوتی ہیں جو کہ آج کل عام ہے۔

دوسری قسم خدا کی محبت، یعنی جو اس کی تمام بخششوں اور رحمتوں کو دوستی کی وجہ سے حجاب کے محل میں رکھیں اور نعمتوں کو بھی منعم اور اس کی رضا کے حصول کا ذریعہ سمجھیں، یہ بہت بلند رتبہ ہے اور صاحب توحید کو عطا ہوتا ہے۔

الغرض محبت ایک حالی چیز ہے جو کبھی فانی نہیں ہو سکتی، یہ سراپا عشق ہے اگر تمام جہان چاہے کہ محبت کو تکلیف اور کوشش سے اپنا بنا لے تو ہرگز نہیں کر سکتا۔ نیز جن دلوں میں محبت اپنا مسکن بنا لے ان سے تکلیف اور کوشش سے بھی دور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کشف و حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ کسب و محنت سے کیونکہ محبت ایک خالصتاً الٰہی شے ہے اور آدمی لہو و لعب میں مصروف رہنے والا ہے اور کوئی بھی (لاہی) محض کوشش سے نعمت الٰہی نہیں پا سکتا۔ حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محبت یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کی ذات کے اثبات کے لئے اپنی صفات بشری اور خواہشات کو نابود کر دے۔

جب حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے سولی پر چڑھایا تو ان کا آخری کلام یہ ہے:

حُبُّ الْوَاحِدِ اِفْرَادُ الْوَاحِدِ لَهٗ۔

یعنی ایک ہی ذات کی محبت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ اس کی ذات کو ہر جہت سے یگانہ سمجھا جائے اور ذات و صفات میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ

کیا جائے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ محبت یہ ہے کہ محبت کے احترام میں اس کے اوامر واحکام کی مکمل اطاعت کی جائے اور اس کے (نواہی) منع کئے ہوئے کاموں سے ہمیشہ پرہیز واجتناب کیا جائے۔

حضرت سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

محبت کرنے والوں نے دنیا اور عاقبت میں اللہ تعالیٰ کے نیک اور مطیع بندوں ہی کی محبت اختیار کی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ حشر میں بھی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا ہے۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی فرماتے ہیں:

حقیقی محبت یہ ہے کہ جس میں نہ تو جور وجفا وظلم وستم سے کمی ہو نہ رحم وکرم اور بخشش وعطا سے اضافہ ہو۔

حقیقتِ انسان

سبحان اللہ! اس خالق کون ومکان نے انسان کو کس عمدہ اور بہترین صورت میں بنایا اس نے اس ضعیف البنیان کے وجود میں کیا کیا اپنی حکمتیں اور صنعتیں دکھلائی ہیں۔ اگر انسان اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرے تو وہ اپنی فضیلت عقل کی وجہ سے انسان نہیں بلکہ فرشتے سے افضل ہے۔ اگر اس میں کثافت طبعی نہ ہوتی یعنی مٹی، پانی، آگ، ہوا اس کی طینت میں نہ ملائی جاتی تو یہ نہایت ہی لطیف ہوتا۔ یہ ایک خزانہ ہے کہ عجیب ترین حسیات اور اسرار غیبی، جمیع اصناف غیب اس میں رکھے گئے ہیں۔ اس کا وجود ایک مکان ہے جو نور اور ظلمت دونوں سے بھرا ہے۔ یہ ایک ایسا پردہ ہے کہ جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو غیروں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ۔ فرما کر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں سے اس کی فضیلت کو بالا و برتر کر دیا ہے۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ سے ہے یعنی عالم علوی وسفلی سے مرکب ہے، اس کے اجسام کی پستیاں ارواح کے موتیوں سے بھری ہوئی ہیں جو دریائے وجود میں علم کی کشتیوں پر لدی ہوئی باد روح کے ذریعہ ریاضت اور مجاہدہ کی طرف اور باد نفس کے باعث خواہشات نفسانی کی جانب کھینچا تانی میں زور آزما ہیں۔ سلطان خواہش کے لشکر کا سردار نفس اور سلطان عقل کے لشکر کا سردار روح ہے۔ اب فریقین کو آمنے سامنے آنے کے بعد موذن الٰہی نے پکار کر کہہ دیا۔ مقابلہ کے لئے جوانمرد آگے بڑھو۔ اب جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کے لئے طرح طرح کے مکروحیلہ کئے جانے لگے۔ اس وقت توفیق الٰہی نے بزبان غیب پکار کر دونوں لشکروں سے کہہ دیا کہ جس کی مدد میں کروں گا فتح کا میدان اسی کے ہاتھ میں ہوگا، جس کے ہمراہ میں جاؤں گا، پھر کبھی بھی اس سے مفارقت نہیں کروں گا اور اسے مقام اعلیٰ پر پہنچا کر رہوں گا۔ توفیق الٰہی پر غور کر کہ روح کو جو سماوی اور عالم غیب سے ہے اور نفس کو جو ارضی اور عالم شہود سے ہے دونوں کو یکجا کر دیا ہے، چاہئے کہ یہ طائر لطیف عنایت الٰہی کے بازوؤں پر اس کثیف پنجرہ کو چھوڑ کر حضرت القدس کے درخت پر اپنا آشیانہ بنائے اور تقرب الٰہی کی شاخوں پر بیٹھ کر چہچہائے اور معارف کے میدان سے جواہرات چنے اور نفس کثیف کو ظلمت وجود میں پڑا رہنے دے۔ پس جب اجسام خاکی فنا ہو جائیں گے تو اسرار قلبی باقی رہ جائیں گے۔ اگر توفیق الٰہی ایک لحہ بھر کے لئے شامل حال ہو جائے تو اس کی نظر توجہ ہی انہیں عرش تک پہنچا دے اور تمہارے دل میں حقائق علوم بھر کر اسے اسرار معرفت کا خزانہ بنا دے۔ اس وقت عقل کی آنکھوں سے جمال ازلی نظر آئے گا۔ تقرب الٰہی کے آئینہ میں مقام سبز کی آنکھوں سے عالم ملکوت تم کو نظر آنے لگے گا اور آثار ظاہری تمہارے لوح دل سے محو ہو جائیں گے۔ ظلمت افکار میں جوانمردوں کا چراغ ان کی عقل ہوتی ہے۔ وہ ارباب معارف وحقائق کی دلیل ہے۔ جب دلیلیں ناقص رہ جاتی ہیں تب ہی توفیق الٰہی شامل حال ہو کر افکار باطلہ کو دست قدرت سے مٹا دیتی ہے۔

معرفتِ نفس

نفس بھی روح کی مانند ایک لطیف ہستی ہے جو وجودِ انسان میں قدرت نے ودیعت کی ہوئی ہے چنانچہ جسم انسان تین چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک روح دوسرا نفس اور تیسرا جسم، چنانچہ ہر عین یعنی جوہر کے لئے ایک عرض یعنی صفت ہوتی ہے جس سے وہ قائم ہوتا ہے۔ روح کے لئے عقل (تلاش خدا) اور نفس کے لئے ہوا وہوس اور جسم کے لئے حواس خمسہ صفات مخصوص ہیں۔ محققین کی آراء سے عیاں ہے کہ نفس بمثل روح تب بھی موجود تھا جب کہ اس نے جسم ظاہری نہ پایا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا۔

یعنی کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گزرا کہ وہ ذکر کی ہوئی شے نہ تھا۔

یعنی وہ وجود نفس رکھتے ہوئے جسمانی وجود نہ رکھتا تھا۔ اور اس بات پر بھی سبھی متفق ہیں کہ دلی اخلاق واعمال کا اظہار اسی سے ہوتا ہے اور ظہور کی دو ہی صورتیں ہیں ایک تو نیکی کی صورت اور دوسری بدی کی شکل، بدی کو اخلاق رذیلہ قرار دیتے ہوئے کہہ لیجئے کہ تکبر، حسد، بخل، غصہ، غضب، بغض، کینہ، کذب، افتراء، عیب، بددیانتی، چوری، جھوٹ وغیرہ اسی طرح کی ناستودہ صفات اور نیکی کی صورت میں تمام اخلاقِ حمیدہ مثلاً حسن خلق پابندی شریعت، نیکی، ایثار، عدل، انصاف، جود وسخاوت، پرہیزگاری، اکلِ حلال غرضیکہ اخلاقِ رذیلہ کے بالکل برعکس تمام عادات وخصائل حمیدہ سمجھ لیجئے۔ نفس کی بھی سات قسمیں ہیں جو الگ الگ اثرات کی حامل ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱...... نفس امارہ ۲...... نفس ملہمہ ۳...... نفس لوامہ ۴...... نفس مطمئنہ

۵...... نفس راضیہ ۶...... نفس مرضیہ

۷......نفس کاملہ۔

ان سب کے افعال وخواص کی علیحدہ علیحدہ تشریح حصہ گذشتہ میں کی جاچکی ہے اوران کے متعلق علاج بھی بتایا جاچکا ہے۔ چنانچہ ان سب میں سے سب سے قوی اور بدی کی طرف راغب کرنے والا بلکہ کھینچ لے جانے والا نفسِ امارہ ہے جو انسان کو برائی کرنے اور احکاماتِ الٰہیہ سے انحراف کرانے کی ترغیب دلاتا ہے اور عیش پرستی، بدکاری، بداخلاق وغیرہ افعال مذمومہ کی طرف کھینچ لے جاتا ہے، جس کے مکروفریب سے بچنا بجز فضل وکرم ایزدی کے ممکن نہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیسے پاک سیرت ونیک طینت پیغمبر وپسر زادہ پیغمبر نے بھی اس نفس امارہ کی طاقت کو ناقابل برداشت تصور کرتے ہوئے:

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ۔

یعنی میں اس نفسِ امارہ کو برائی سے پاک نہیں سمجھتا مگر جس پر میرا رب رحم فرمادے۔

زبان مبارک سے فرمایا لہٰذا جب تک تائیدِ الٰہی شامل حال نہ ہو اس نفسِ امارہ کے شر سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ ابلیس بھی اسی نفس امارہ کی وجہ سے راندۂ درگارہ الٰہی وملعون ہوا۔ پس شرِ نفس سے محفوظ رہنے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت کے لئے نفس کی شناخت کرنا لازمی اور لابدی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ۔

ملت ابراہیمی سے وہی شخص روگردانی اختیار کرتا ہے جس کا نفس جہالت اور سفاہت سے موصوف ہوا۔

نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ ۔

یعنی جس کسی نے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ نفس کی پہچان کا کون کون سا طریقہ ہے اور اس کی کیا کیا صورتیں وشکلیں ہیں؟ یادرہے کہ ہر انسان کے لئے نفس کی علیحدہ علیحدہ شکلیں ہیں اور علیحدہ علیحدہ تاثرات، وہ شکلیں عموماً مجاہدہ اور ریاضت اور زہد وتقویٰ وغیرہ غرضیکہ مکمل طور پر ارشادات الٰہی کی تعمیل وفرمانبرداری کے باعث اخلاق حمیدہ سے مؤثر ہو کر نیک صورت پاکیزہ شکلوں میں اور احکام الٰہی ومتابعت رسول کریم ﷺ سے روگردانی اور عدم تعمیل کی صورت میں قبیح مناظر کی شکل میں متشکل ہو کر خواب میں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ جنہیں عموماً اڑتے خوابوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پس ابتداء میں انہیں خوابوں سے اپنے اپنے نفس کو شناخت کیا جا سکتا ہے کہ کون سے دائرہ میں محیط ہے۔ اس کے متعلق مفصل تعریف فصل باب نمبر ۸ میں کر دی گئی ہے۔

اس کے بعد جوں جوں سالک راہ حقیقت مرشد کامل کی راہنمائی سے زہد وریاضت، مجاہدہ وتقویٰ اور پابندی احکام الٰہی ومتابعت شریعت پر دل لگاتا ہے تو اس پر اس کا نفس جسم ظاہری میں متشکل ہو کر سامنے بھی آموجود ہوتا ہے، چنانچہ حضرت محمد بن علیان نسوی جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ ساتھیوں سے ہوئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی حالات میں مَیں اپنے نفس پر آگاہ ہوا، اس طرح کہ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لومڑی کے بچے کی مثال میرے حلق سے باہر نکلا میں نے سمجھ لیا کہ یہ میرا نفس ہی ہے۔ چونکہ میرے دل میں اس کی جانب سے پہلے سے ہی نفرت تھی۔ میں نے اسے فوراً لتاڑنا

شروع کیا۔ میں جتنے زیادہ پاؤں مارتا تھا وہ اتنا ہی بڑا ہوتا جاتا تھا۔ میں نے اس سے وجہ پوچھی، اس نے جواب دیا کہ میری ساخت ہی خداوند تعالیٰ نے اس قسم کی بنائی ہوئی ہے کہ جن چیزوں سے اوروں کو تکلیف پہنچتی ہے، مجھے ان سے راحت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ خاصہ میرے خمیر میں موجود ہے کہ میں مخالفت سے اور زیادہ تقویت پکڑتا ہوں۔ اسی طرح شیخ ابوالقاسم گورگانی رضی اللہ عنہ اپنے ابتدائی حال کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو سانپ کی صورت میں دیکھا اور ایک درویش نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں نفس ہوں۔ میں خام طبع اور غافل لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں، کیونکہ میں برائی اور گناہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور خدا کے سچے طالبوں کو نجات دلانے والا بھی ہوں کیونکہ وہ مجھے برائی کی ترغیبات پر لعنت و ملامت کرتے ہیں اور میرے خلاف جہاد و مجاہدہ کر کے راہِ حق تلاش کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کہ تمام دشمنوں سے بدترین دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دنوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

اب سمجھ لیں کہ نفس کی شناخت اور اس کے عیوب سے آگاہ ہو جانے پر طالب کو اس کی موجودگی سے کچھ خوف و ہراس نہیں ہوتا کیونکہ نفس ایک بھونکنے والے کتے کی مانند ہے جس کی وحشت پر ریاضت اور مجاہدہ کی برکت سے قابو پالینا بلا شک و شبہ ممکن ہے، جیسا کہ اولیائے کرام اور بزرگان عظام کے حالات سے ظاہر ہے۔

باب دہم

وظائف واَوراد

وظائف القادریہ (سہل العمل)

۱...... ہر فرض نماز کے بعد ۱۱ مرتبہ الحمد شریف۔ ۱۱ مرتبہ سورہ اخلاص شریف، اول وآخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف تحفہ یعنی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ۔

۲...... ہر فرض نماز کے اختتام پر ۷۵ مرتبہ نفی اثبات "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ ضروری طور پر اور دیگر اوقات فرصت میں جتنا بھی ہو سکے ورد کرے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا ہے کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا قلعہ ہے پس جو کوئی اس قلعہ میں داخل ہوا اس نے میرے عذاب سے نجات پائی۔

۳...... عموماً فرصت ورغبت کے اوقات میں ۱۱۱ مرتبہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

۴...... بعد نماز عشاء ۱۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ وَ تَبَعِ التَّابِعِیْنَ بِاِحْسَانِکَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

۵...... کم از کم ایک تسبیح روزانہ ضرور پڑھا کریں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰـہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ
الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

۲......اَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّ
الْعَالَمِیْنَ ۔اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ،
اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ
الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ،اَلْوَدُوْدُ ذُو الْجَلَالِ
وَ الْاِکْرَامِ ،یَاکَرِیْمُ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ
خَلْقِہٖ النَّبِیِّ الصَّادِقِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ
الطَّاھِرِیْنَ وَ اَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ
ذُرِّیَّتِہٖ وَ التَّابِعِیْنَ وَ تَبَعِ التَّابِعِیْنَ وَ مَنِ
اتَّبَعَھُمْ بِالْاِحْسَانِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَ عَلٰی
وَارِثِ حَالِہٖ سَیِّدِنَا الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ مَوْلَانَا

السَّیِّدِ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَ

سَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ط

اگر یہ وظیفہ 111 دفعہ روزانہ بعد نماز عشاء یا بعد نماز تہجد پڑھا جائے تو ہر ایک مقصد بر آ سکتا ہے۔ تمام حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے یہی کافی ہے۔

۷...... درود ہزارہ ہر مقصد کے لئے اور خاص طور پر حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کے لئے اکسیر ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ یَا شَیْخُ

عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِّلّٰہِ۔

۸...... ہر قسم کے دکھ اور مرض سے بچاؤ کے لئے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ

رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ط سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ ط

سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ط سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَ

ھَارُوْنَ ط سَلٰمٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ ط سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ

طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ ۔ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

۹...... یہ وظیفہ صبح و شام تین تین دفعہ، اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ دفعہ پڑھا جائے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہر مصیبت اور بلا سے محفوظ رہے گا۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ العزیز کے اسرار سے ہے:

اَللّٰهُمَّ صَحًّا صَحًّا وَحًّا وَحًّا حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ كٓهٰيٰعٓصٓ حٰمٓعٓسٓقٓ لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

ختم القادریہ

۱۰......ترکیب اس کے پڑھنے کی شام کے بعد سے لے کر عشاء کی نماز تک ایک دفعہ بطریق بلاناغہ روزانہ اور تمام مہمات ظاہری و باطنی جبکہ کوئی مہم درپیش ہو تمام رات میں ایک دفعہ درمیان شام و عشاء، جب تک یہ کام سرانجام نہ ہو جائے یا مصیبت دور نہ ہو جائے۔ ختم شریف یہ ہے۔

111 مرتبہ......اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ۔

111 مرتبہ......سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔

111 مرتبہ......شَیْئًا لِّلّٰہِ یَا حَضْرَتْ سُلْطَان شَیْخ سَیِّد عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ

سورہ یٰسین شریف ...... ایک مرتبہ

سورہ الم نشرح ...... 141 مرتبہ

یَا بَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ ...... 111 مرتبہ

یَاغَوْثُ اَغِثْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ...... 111 مرتبہ

یَا حَضْرَتْ مُحیِ الدِّیْنَ مشکل کشا بالخیر 111 مرتبہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلِّمْ۔...... 111 مرتبہ

دستر خوان قادری

اس ورد کا نام دستر خوان قادری ہے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے خاص اوراد سے ہے۔ فراخی رزق اور تمام دنیوی کاروبار اور حصول مراتب اخروی کے لئے اس سے بہتر وظیفہ کم ملے گا۔ ترکیب یہ ہے کہ ۴۱ روز اول تو 11 بار یومیہ کم از کم 41 بار کسی ایسی جگہ میں خلوت کے اندر جہاں کسی کی آواز نہ پہنچتی ہو ورد کرے۔ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لے جلالی و جمالی اشیاء سے پرہیز رکھے اور وقت اس کا تہجد کے بعد صبح طلوع ہونے تک ہے۔ اگر باروزہ رہے تو بہت جلدی مراد کو پہنچے، تمام حاجات سے مستغنی کر دے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اَجِبْ يَا اِسْرَافِيْلُ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ الْقَائِمُ الدَّائِمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ حَاضِرًا نَاظِرًا وَّلَا نَوْمٌ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ قَادِرٌ قَدِيْرٌ عَلٰى كُلِّ مَخْلُوْقٍ مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ كَرِيْمٌ رَحِيْمٌ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا خِلَافٌ وَّلَا كَذِبٌ غَفَّارٌ سَتَّارٌ

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ
وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ لَا یَئُوْدُہٗ
حِفْظُھُمَا وَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۔حَافِظٌ حَفِیْظٌ
عَلٰی کُلِّ رَقِیْبٌ وَکِیْلٌ نَاصِرٌ نَصِیْرٌ عَلٰی
کُلِّ اَمْرٍ بِحَقِّ اللّٰہِ الَّذِیْ یَا اِسْرَافِیْلُ لَا
زَوَالَ لِمُلْکِہٖ وَ لَا فَنَاءَ لِحُکْمِہٖ حَکَمٌ حَکِیْمٌ
حَاکِمٌ بِحَقِّ اللّٰہِ الَّذِیْ وَ بِحَقِّ النَّبِیِّ نَبِیِّ اللّٰہِ
حَبِیْبِ اللّٰہِ مَحْبُوْبِ اللّٰہِ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ مُحَمَّدٌ
مَحْمُوْدٌ حَامِدٌ فِی التَّوْرَاۃِ وَا لْاِنْجِیْلِ وَ
الْفُرْقَانِ الْاَعْظَمِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ
الصِّدِّیْقِ وَ الْفَارُوْقِ وَ ذِی النُّوْرَیْنِ وَ
الْمُرْتَضٰی وَ الْفَاطِمَۃِ وَ الْحَسَنَیْنِ وَ الْاَئِمَّۃِ
رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ اِلٰھِیْ

بِحَقِّ حَضْرَتْ شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِی
سَخِّرْ لِیْ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضِیْنَ
بِقُدْرَتِكَ یَا اَقْدَرَ الْقَادِرِیْنَ بِقُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی
وَ بِحُكْمِكَ یَا اَحْكَمَ الْحَاكِمِیْنَ بِحُكْمِ اللّٰهِ
تَعَالٰی اَغِثْنِیْ یَاقَادِرُ یَا قَدِیْرُ یَا حَاكِمُ
یَاحَكِیْمُ یَا فَاتِحُ یَا فَتَّاحُ یَا عَالِمُ یَا عَلِیْمُ یَا
حَافِظُ یَا حَفِیْظُ یَا نَاصِرُ یَا نَصِیْرُ یَا رَازِقُ یَا
رَزَّاقُ یَا مَالِكُ یَا مَلِیْكُ یَا رَاحِمُ یَا رَحِیْمُ یَا
غَافِرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفَّارُ یَا اَللّٰهُ یَا بَاسِطُ یَا
رَقِیْبُ یَا قَرِیْبُ بِحُرْمَةِ نَبِیِّ وَّ اٰلِهِ الْاَمْجَادِ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

یہ سورہ فاتحہ کامل ہے اس کو روزانہ ہر نماز پنجگانہ کے بعد بہ ترتیب ذیل بعد نماز صبح 30 مرتبہ۔ بعد نماز ظہر 25 مرتبہ۔ بعد نماز عصر 20 مرتبہ۔ بعد نماز مغرب 15 مرتبہ۔ بعد نماز عشاء 10 مرتبہ پڑھتے اور جب سو بار پڑھ چکے تو دعا مخصوص جو آخر میں درج ہے تین

بار پڑھے اور ہمیشہ اس کا ورد رکھے ان شاء اللہ تعالیٰ عجائب وغرائب فوائد ہوں گے۔ اول عروج ماہ شروع کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ مُنَوِّرِ اَبْصَارِ الْعَارِفِیْنَ بِنُوْرِ الْمَعْرِفَةِ وَ الْیَقِیْنِ وَ جَاذِبِ اَزِمَّةِ اَسْرَارِ الْمُحَقِّقِیْنَ بِجَذْبَاتِ الْقُرْبِ وَ التَّمْکِیْنِ فَاتِحِ اَقْفَالِ قُلُوْبِ الْمُوَحِّدِیْنَ بِفَاتِحَةِ التَّوْحِیْدِ وَ الْفَتْحِ الْمُبِیْنِ الَّذِیْ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِیْنٍ (الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الْاَوَّلِ الْقَدِیْمِ خَاطَبَ مُوْسٰی الْکَلِیْمِ بِخِطَابِ التَّکْرِیْمِ وَ شَرَّفَ نَبِیَّهٗ الْکَرِیْمَ

بِالنَّصِّ الشَّرِيْفِ وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ
الْمَثَانِىْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (مَالِكِ يَوْمِ
الدِّيْنِ) طُغَاةَ الْجَبَابِرَةِ وَالْمُتَمَرِّدِيْنَ وَ
مُبِيْدِ الطُّغَاةِ الْمُجَاهِدِيْنَ ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُم
فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ فَيَامَنْ لاَ
شَرِيْكَ لَهُ وَلاَ مُعِيْنَ (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ) مُعْتَرِفِيْنَ عَنِ الْقِيَامِ بِحَقِّكَ فِىْ
كُلِّ وَقْتٍ وَّحِيْنٍ ۔ يَا بَاعِثَ الرِّيْحِ الْعَقِيْمِ يَا
مُحْيِ الْعِظَامِ وَهِىَ رَمِيْمٌ (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ) صِرَاطَ اَهْلِ الْاِخْلَاصِ وَ
التَّسْلِيْمِ (صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ)
صِرَاطَ الَّذِيْنَ تَسَلَّوْا بِالْهُدٰى وَفَرِحُوْا بِمَا

لَدَیْهِمْ (غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ) هَبْنَا اللّٰهُمَّ
مِنْكَ مَوَاجِبَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ اَشْهِدْنَا مَشَاهِدَ
الشُّهَدَآءِ وَلَا تَجْعَلْنَا ضَآلِّیْنَ وَلَا مُضِلِّیْنَ وَ
لَا تَحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَةِ الظَّالِمِیْنَ (وَلَا
الضَّآلِّیْنَ اٰمِیْنَ)

ایک سو بار ختم ہونے پر تین بار یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذِهِ الْفَاتِحَةِ، اِفْتَحْ لَنَا فَتْحًا قَرِیْبًا
اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذِهِ الشَّافِیَةِ، اِشْفِنَا مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ
وَ عَاهَةٍ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ بِحَقِّ هٰذِهِ
الْكَافِیَةِ اِكْفِنَا مَا اَهَمَّنَا مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَ
الْاٰخِرَةِ وَ اَجْرِ تَعَلُّقَاتِیْ وَ تَعَلُّقَاتِ عِبَادِكَ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی اَجَلِّ عَوَائِدِكَ وَ اشْفَعْ لَنَا
بِنَفْسِكَ عِنْدَ نَفْسِكَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ اِذْ

لَا اَرْحَمَ بِنَا وَ بِهِمْ مِنْكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمَاتٍ كَثِيْرًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

(چہل قاف)

نماز تہجد کے بعد کا وظیفہ

ترکیب

نماز تہجد کے بعد روزانہ بلاناغہ ۴۱ بار اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ ورد کیا جائے ، بدبودار اشیائے خوردنی سے پرہیز لازمی ، صدق مقال واکل حلال کا ہونا لازمی ہے۔ روبقبلہ ہونا چاہئے بلکہ جتنے وظائف درج ہیں یا آئندہ کسی جگہ بھی درج ہوں گے سب کے لئے یہ شرط لازمی ہے۔ زیارت حضرت غوث پاک قدس سرہ العزیز ودیگر اولیاء کرام کے لئے ورد کیا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ قَادَرَ رَبَّ قَدَّرَ قَضَاءِ فَقَهْقَرَ اَقُوْلُ بِقَرْقَارٍ مَعَ قُرْقَشٍ فِيْ قَيْقُوْشٍ بِحَقِّ قِلَاشِ الْقُطْبِ الْقَمْقَامِ الْقَنَاقِنْ

فَقَرْ قَرِيْرِيْ تَقَبُّلَ بِقَبُوْلٍ قُرْبِ قَدَّسَ عَنِ الْقَوَامِ بِقَوْقَامِهَا فِيْ فَيْقَانٍ بِقَفْقَفَةٍ فَقْفَقَةً فَقَهَرَ قَطَاطِيْ وَ قَسْمٍ فُقْنَةُ يَاقَوِيُّ۔

(چہل کاف)

جنات اور جادو ٹونہ کے شر سے محفوظ رہنے کا وظیفہ

ترکیب:

نماز مغرب کے بعد ۴۱ بار یومیہ اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف روزانہ ورد کرے۔ جنات وغیرہ کے شر اور جادو ٹونہ کے شر سے خود بلکہ تمام گھر محفوظ رہے گا بلکہ مداومت کرنے سے جنات مطیع ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت با پرہیز چلہ میں بیٹھ کر عمل کرنا پڑے گا اور تا حصول مطلب کوئی آواز کان میں نہ پڑنی چاہئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيْكَ وَاكِفَةً كِفْكَافُهَا كَكَمِيْنَ كَانَ مِنْ كَكُكَ تَكَرُّ كَرٍّ كَكَرِّ الْكَرِّ فِيْ كَبْدِيْ تَحْكِيْ مُشَكْشَكَةٍ كَلَّتْ لَكَ الْكَلَكَ كَفَاكَ مَا بِيْ كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتُهٗ كَانَ يَحْكِيْ كَوْكَبَ

اَلْفَلَکَا کَفَاکَ اَلْکَافُ کُرْبَتُہٗ کَانَ یُحْکِیْ

کَوْکَبَ الْفَلَکَا۔

(سبع کاف)

دینی اور دنیوی مرادوں کے حصول کا وظیفہ

ترکیب:

نماز تہجد کے بعد روزانہ ہر نیک مقصد کے لئے ایک ہزار ایک سو بار ورد کرے۔ اعمال موافق شریعت رکھے، دینی و دنیوی مرادوں کے حصول کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔قَصَدْتُ الْکَافِیْ وَجَدْتُ الْکَافِیْ نِعْمَ الْکَافِیْ لِکُلِّ کَافِیْ کَفَانِیَ الْکَافِیْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اوراد الاسبوع (یعنی ہفتہ وار اوراد)

یہ اوراد بھی بمثل اوراد سابقہ مصنفہ حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے معمولات میں سے ہیں۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد شام تک یوم وار اس کے ورد کی اجازت ہے۔ شروع کرنے سے پہلے سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ الناس ایک ایک دفعہ اور سورۃ البقرہ الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ سے اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک ایک بار اور آیۃ الکرسی ایک بار پڑھ کر ہر روز کا ورد پڑھنا چاہئے اور ختم ہونے پر اس

کا ثواب آنحضور ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین وتبع تابعین اور ائمہ اربعہ مجتہدین اور حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور آپ کی ذریت اور آپ کے خلفاء ومریدوں اور تمام عمال اور بزرگان تمام مسلمین او رمسلمات اور بادشاہان اسلام اور لشکر اسلام بلکہ تمام مؤمنین ومؤمنات کے ارواح مبارکہ کو پہنچا دینا چاہئے۔

وِرْدُ الْاَحَدْ (یعنی اتوار کے روز کا وظیفہ)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْجَلِیْلُ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِیْمُ اللَّطِیْفُ الْحَکِیْمُ الرَّءُوْفُ الْعَفُوُّ
الْمُؤْمِنُ النَّصِیْرُ الْمُجِیْبُ الْمُغِیْثُ الْقَرِیْبُ
السَّرِیْعُ الْکَرِیْمُ ذُوالْاِکْرَامِ ذُو الطَّوْلِ رَبِّ
اکْسُنِیْ مِنْ جَمَالِ بَدِیْعِ الْاَنْوَارِ الْجَمَالِیَّةِ مَا
یُدْهِشُ اَبْوَابَ الذَّرَّاتِ الْکَوْنِیَّةِ فَتَتَوَجَّهُ
اِلٰی حَقَائِقِ الْمُکَوَّنَاتِ تَوَجُّهَ الْمَحَبَّةِ الذَّاتِیَّةِ
الْجَاذِبَةِ اِلٰی شُهُوْدِ مُطْلَقِ الْجَمَالِ الَّذِیْ لَا

يُضَارُهُ قُبْحٌ وَّ لَا يَقْطَعُ عَنْهُ اِيْلَامٌ وَّ اجْعَلْنِيْ
مَـرْحُوْمًـا مِّنْ كُلِّ رَاحِمٍ بِحُكْمِ الْعَطْفِ
الْحُبِّيِّ الَّذِىْ لَا يَشُوْبُهُ اِنْتِقَامٌ وَلَا يَنْقُصُهُ
غَضَبٌ وَلَا يَقْطَعُ مَدَدَهُ سَبَبٌ وَ تَوَلَّ ذٰلِكَ
بِحُكْمِ اَبَدِيَّةٍ وَ ارِثِيَّتِكَ اِلٰى غَيْرِ نِهَايَةٍ
تَقْطَعُهَا غَايَةٌ يَآ رَحِيْمُ هُوَ الرَّحِيْمُ رَبَّاهُ رَبَّاهُ
غَوْثَاهُ يَا خَفِيًّا لَا يَظْهَرُ يَا ظَاهِرًا لَا يَخْفٰى
لَطُفَتْ اَسْرَارُ وُجُوْدِكَ الْاَعْلٰى فَتَرٰى فِيْ
كُلِّ مَوْجُوْدٍ وَ عَلَتْ اَنْوَارُ ظُهُوْرِكَ الْاَقْدَسِ
فَبَدَتْ فِيْ كُلِّ مَشْهُوْدٍ فَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الْمَنَّانُ
بِالرَّاْفَةِ وَ الْعَفْوِ السَّرِيْعِ بِالْمَغْفِرَةِ مُؤْمِنُ
الْخَائِفِيْنَ نَصِيْرُ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ الْقَرِيْبُ بِمَحْوِ

جِهَاتِ الْقُرْبِ وَ الْبُعْدِ عَنْ عُيُوْنِ الْعَارِفِيْنَ

يَا كَرِيْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ سَلٰمٌ قَوْلًا

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

وِرْدُ الْاِثْنَيْنِ

(سوموار کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ

لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَكِيْمُ الرَّحِيْمُ الْفَعَّالُ

اللَّطِيْفُ الْوَلِیُّ الْحَمِيْدُ الصَّبُوْرُ الرَّشِيْدُ

الرَّحْمٰنُ رَبِّ اَذِقْنِیْ بَرْدَ حِلْمِكَ عَلَیَّ حَتّٰی

اَبْتَهِجَ بِهٖ فِیْ عَوَالِمِیْ فَلَا اَشْهَدُ فِی الْكَوْنِ

اِلَّا مَايَقْتَضِیْ سُكُوْتِیْ وَ رِضَائِیْ فَاِنَّكَ الْحَقُّ

وَ اَمْرُكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّحِيْمُ ٥ رَبِّ

اَشْهِدْنِیْ مُطْلَقَ فَاعِلِيَّتِكَ فِیْ كُلِّ مَفْعُوْلٍ

حَتّٰی لَا اَرٰی فَاعِلًا غَیْرَکَ لِاَ کُوْنَ مُطْمَئِنًّا
تَحْتَ جَرَیَانِ اَقْدَارِکَ مُنْقَادًا لِکُلِّ حُکْمٍ وَ
وُجُوْدٍ عَیْنِیٍّ وَ غَیْبِیٍّ وَ بَرْزَخِیٍّ یَا نَافِخًا رُوْحَ
اَمْرِہٖ فِیْ کُلِّ عَیْنٍ اِجْعَلْنِیْ مُنْفَعِلًا فِیْ کُلِّ
حَالٍ لِمَا یُحَوِّلُنِیْ عَنْ ظُلُمَاتِ تَکْوِیْنَاتِیْ وَ
اَمْحَقْ فِعْلِیْ وَ فِعْلَ الْفَاعِلِیْنَ فِیْ اَحَدِیَّةِ
فِعْلِكَ وَ تَوَلَّنِیْ بِجَمِیْلِ حَمِیْدِ اخْتِیَارِکَ لِیْ
فِیْ تَوَجُّهَاتِیْ وَاَفْنِ مِنِّیْ اِرَادَتِیْ وَ صَبِّرْنِیْ وَ
سَدِّدْنِیْ وَ ارْحَمْنِیْ وَاصْحَبْنِیْ بِاللُّطْفِ وَ
الْعِنَایَةِ بِمَعِیَّةٍ خَاصَّةٍ مِّنْكَ وَ حَقِّقْنِیْ بِقُرْبِكَ
الَّذِیْ لَا وَحْشَةَ مَعَهٗ یَا رَحْمٰنُ یَا سَلَامُ وَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

وِرْدُ يَوْمِ الثَّلَاثَاءِ
(یعنی منگل وار کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِلٰهِيْ مَا اَحْلَمَكَ
عَلٰى مَنْ عَصَاكَ وَ مَا اَقْرَبَكَ مِمَّنْ دَعَاكَ وَ
مَا اَعْطَفَكَ عَلٰى مَنْ سَئَلَكَ وَ مَا اَرْاَفَكَ
بِمَنْ اَمَلَكَ مَنْ ذَا الَّذِيْ سَئَلَكَ فَحَرَمْتَهٗ اَوِ
الْتَجَاَ اِلَيْكَ فَاَسْلَمْتَهٗ اَمْ تَقَرَّبَ مِنْكَ فَاَبْعَدْتَّهٗ
اَوْ هَرَبَ اِلَيْكَ فَطَرَدْتَّهٗ لَكَ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ
اِلٰهِيْ اَتَرَاكَ تُعَذِّبُنَا وَ تَوْحِيْدُكَ فِيْ قُلُوْبِنَا وَ
مَا اِخَالُكَ تَفْعَلُ وَ لَئِنْ فَعَلْتَ اَتَجْمَعُنَا مَعَ
قَوْمٍ طَالَ مَا بَغَضْنَاهُمْ لَكَ فَبِالْمَكْنُوْنِ مِنْ
اَسْمَآئِكَ وَ مَا وَارَتْهُ الْحُجُبُ مِنْ بَهَائِكَ اَنْ

تَغْفِرَ لِهٰذَا النَّفْسِ الْهَلُوْعِ وَ لِهٰذَا الْقَلْبِ
الْجَزُوْعِ الَّذِیْ لَا یَصْبِرُ لِحَرِّ الشَّمْسِ
فَكَیْفَ یَصْبِرُ لِحَرِّ نَارِكَ یَاحَلِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا
كَرِیْمُ یَا رَحِیْمُ -اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ
الذُّلِّ اِلَّا اِلَیْكَ وَ مِنَ الْخَوْفِ اِلَّا مِنْكَ وَ
مِنَ الْفَقْرِ اِلَّا اِلَیْكَ- اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ
وُجُوْهَنَا اَنْ تَسْجُدَ لِغَیْرِكَ فَصُنْ اَیْدِیَنَا اَنْ
تَمْتَدَّ بِالسُّؤَالِ لِغَیْرِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ وَ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ-

وِرْدُ یَوْمِ الْاَرْبَعَاء

(بدھ کے دن کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔اِلٰهِیْ عَمَّ قِدَمُكَ
حَدَثِیْ وَلَا اَنَا وَ اَشْرَقَ سُلْطَانُ نُوْرِ وَجْهِكَ
فَاَضَاءَ هَيْكَلَ بَشَرِيَّتِیْ فَلَا سِوَاكَ فَمَا دَامَ
مِنِّیْ فَبِدَوَامِكَ وَ مَافَنِیَ عَنِّیْ فَبِرُؤْيَتِیْ
اِلَيْكَ وَ اَنْتَ الدَّائِمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ
بِالْاَلِفِ اِذَا تَقَدَّمَتْ وَ بِالْهَآءِ اِذَا تَاَخَّرَتْ وَ
بِالْبَاءِ مِنِّیْ اِذَا انْقَلَبَتْ لَامًا اَنْ تُفْنِيَنِیْ بِكَ
عَنِّیْ حَتّٰی تَلْتَحِقَ الصِّفَةُ بِالصِّفَةِ وَ تَقَعَ
الرَّابِطَة بِالذَّاتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَاحَیُّ
يَاقَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ

سَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اس کے بعد ۳ دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ کا ورد کرے۔

وِرْدُ یَوْمِ الْخَمِیْسِ

(جمعرات کے دن کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الٓمّٓ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ بِمَا سَأَلَكَ بِهٖ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاوَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَاوَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَامُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا فَعَّالًا لِّمَا یُرِیْدُ اَسْأَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَ بِقُدْرَتِكَ الَّتِیْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰى

جَمِیْعِ خَلْقِكَ وَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ
شَیْئٍ عِلْمًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنَا
(تین بار) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ یَا لَطِیْفًا قَبْلَ كُلِّ
لَطِیْفٍ وَ یَالَطِیْفًا بَعْدَ كُلِّ لَطِیْفٍ وَیَا لَطِیْفًا
لَطُفْتَ بِخَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ اَسْئَلُكَ
رَبِّ كَمَا لَطُفْتَ بِیْ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَحْشَاءِ
اُلْطُفْ بِیْ فِیْ قَضَائِكَ وَ قَدْرِكَ وَ فَرِّجْ عَنِّیْ
مِنَ الضِّیْقِ وَلَا تُحَمِّلْنِیْ مَا لَا اُطِیْقُ بِحُرْمَةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ اَبِیْ بَكْرِن
الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَالَطِیْفُ (تین بار)
اُلْطُفْ بِیْ بِخَفِیِّ خَفِیِّ خَفِیِّ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ
الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ اِنَّكَ قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ اَللّٰهُ

لَطِیْفٌ ۢبِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَ ھُوَ الْقَوِیُّ

الْعَزِیْزُ وَ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ وَ الْحَمْدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

وِرْدُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ

(جمعہ کے دن کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

اَسْئَلُکَ بِعَظِیْمِ قَدِیْمِ کَرِیْمِ مَکْنُوْنِ

مَخْزُوْنِ اَسْمَآئِکَ وَ بِاَنْوَاعِ اَجْنَاسِ رُقُوْمِ

نُقُوْشِ اَنْوَارِکَ وَ بِعِزَّتِکَ وَ بِحَوْلِ طَوْلِ

جَوْلِ شَدِیْدِ قُوَّتِکَ وَ بِقُدْرَۃِ مِقْدَارِ

اقْتِدَارِ قُدْرَتِکَ وَ بِتَایِیْدِ تَحْمِیْدِ تَمْجِیْدِ

عَظْمَتِکَ وَ بِسُمُوِّ عُلُوِّ نُمُوِّ رِفْعَتِکَ وَ بِقَیُّوْمِ

دَیْمُوْمِ دَوَامِ مُدَّتِکَ وَ بِرِضْوَانِ غُفْرَانِ

أَمَانِ مَغْفِرَتِكَ وَ بِرَفِيْعِ بَدِيْعِ مَنِيْعِ
سُلْطَانِكَ وَ سَطْوَتِكَ وَ بِرَهَبُوْتِ عَظَمُوْتِ
جَبَرُوْتِ جَلَالِكَ بِصَلَاةِ سُعَاةِ سَعَةِ بَسَاطِ
رَحْمَتِكَ وَ بِلَوَامِعِ بَوَارِقِ صَوَاعِقِ عَجِيْجِ
هَجِيْجِ رَهِيْجِ وَهِيْجِ بَهِيْجِ نُوْرِ ذَاتِكَ وَ بِبَهْرِ
قَهْرِ جَهْرِ مَيْمُوْنِ ارْتِبَاطِ وَحْدَانِيَّتِكَ وَ
بِهَدِيْرِ هَيَّارِ تَيَّارِ اَمْوَاجِ بَحْرِكَ الْمُحِيْطِ
بِمَلَكُوْتِكَ وَ بِاتِّسَاعِ انْفِسَاحِ مَيَادِيْنِ بَرَازِخِ
كُرْسِيِّكَ وَ بِهَيْكَلِيَّاتِ عُلْوِيَّاتِ رُوْحَانِيَّاتِ
اَمْلَاكِ اَفْلَاكِ عَرْشِكَ وَ بِاَمْلَاكِ
الرُّوْحَانِيِّيْنَ الْمُدَبِّرِيْنَ لِلْكَوَاكِبِ الْمُنِيْرَةِ
بِاَفْلَاكِكَ وَ بِحَنِيْنِ اَنِيْنِ تَسْكِيْنِ قُلُوْبِ
الْمُرِيْدِيْنِ لِقُرْبِكَ وَبِخَضَعَاتِ حَرَقَاتِ

زَفَرَاتِ الْخَائِفِیْنَ مِنْ سَطْوَتِكَ وَ بِآمَالِ
نَوَالِ اَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِیْنَ فِیْ مَرْضَاتِكَ وَ
بِتَخْضِیْعِ تَفْظِیْعِ تَفَظُّعِ مَرَائِرِ الصَّابِرِیْنَ
بَلْوَائِكَ وَ بِتَعَبُّدِ تَمَجُّدِ تَجَلُّدِ الْعَابِدِیْنَ
عَلٰی طَاعَتِكَ یَا اَوَّلُ یَا آخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا
قَدِیْمُ یَا مُقِیْمُ اِطْمِسْ بِطِلِسْمِ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شَرَّ سَوْدَاءِ قُلُوْبِ اَعْدَائِنَا وَ
اَعْدَائِكَ وَ دُقَّ اَعْنَاقَ رُءُوْسِ الظَّلَمَةِ
بِسُیُوْفِ نَمَشَاتِ قَهْرِكَ وَ سَطْوَتِكَ وَ احْجُبْنَا
بِحُجُبِكَ الْكَثِیْفَةِ بِحَوْلِكَ وَ قُوَّتِكَ عَنْ
لَحَظَاتِ لَمْحَاتِ لَمَعَاتِ اَبْصَارِهِمُ الضَّعِیْفَةِ
بِعِزَّتِكَ وَ سَطْوَتِكَ وَ احْجُبْنَا یَا اَللّٰهُ ۔(تین بار)
وَ صُبَّ عَلَیْنَا مِنْ اَنَابِیْبِ مَیَازِیْبِ التَّوْفِیْقِ

فِیْ رَوْضَاتِ السَّعَادَاتِ اٰنَآءَ لَیْلِکَ وَ اَطْرَافَ
نَهَارِكَ وَ اغْمِسْنَا فِیْ حِیَاضِ سَوَاقِیْ مَسَاقِیْ
بِرِّ بِرِّكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ قَیِّدْنَا بِقُیُوْدِ السَّلَامَةِ
عَنِ الْوُقُوْعِ فِیْ مَعْصِیَتِكَ یَا اَوَّلُ یَا آخِرُ یَا
ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا قَدِیْمُ یَا قَوِیْمُ یَا مَوْلَائِیْ
یَا قَادِرُ وَ یَا مَوْلَائِیْ یَا غَافِرُ یَالَطِیْفُ یَا
خَبِیْرُ ط اَللّٰهُمَّ ذَهَلَتِ الْعُقُوْلُ وَانْحَصَرَتْ
اَفْهَامُ الْاَبْصَارِ وَ حَارَتِ الْاَوْهَامُ وَ بَعُدَتِ
الْخَوَاطِرُ وَ قَصُرَتْ عَنْ اِدْرَاكِ كُنْهِ كَیْفِیَّةِ
ذَاتِكَ وَ مَا ظَهَرَ مِنْ بَوَادِیْ عَجَائِبِ اَصْنَافِ
قُدْرَتِكَ دُوْنَ الْبُلُوْغِ اِلٰی تَلَأْلُؤِ لَمَعَاتِ بُرُوْقِ

شُرُوْقِ اَسْمَائِکَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَوَّلُ
یَا آخِرُ یَا ظَاھِرُ یَا بَاطِنُ یَا قَدِیْمُ یَاقَوِیْمُ
یَامُقِیْمُ یَانُوْرُ یَا ھَادِیْ یَا بَدِیْعُ یَا بَاقِیْ یَا ذَ
الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ
اَسْتَغِیْثُ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا لَا اِلٰہَ
اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ اِرْحَمْنَا اَللّٰھُمَّ مُحَرِّکُ
الْحَرَکَاتِ وَ مُبْدِئُ نِھَایَاتِ الْغَایَاتِ وَ
مُخْرِجُ یَنَابِیْعِ قَضْبَانِ قَصَبَاتِ النَّبَاتِ وَ
مُشَقِّقُ صُمِّ جَلَامِیْدِ الصُّخُوْرِ الرَّاسِیَاتِ وَ
الْمُنْبِعُ مِنْھَا مَاءً مَّعِیْنًا لِّلْمَخْلُوْقَاتِ وَ الْمُحْیِیْ
مِنْھَا سَائِرَ الْحَیَوَانَاتِ وَ النَّبَاتَاتِ وَ الْعَالِمُ بِمَا

اِخْتَلَجَ فِیْ صُدُوْرِہِمْ مِنْ اَسْرَارِہِمْ وَ اَ
فْکَارِہِمْ وَ فُكَّ رَمْزَ نُطْقِ اِشَارَاتِ خَفِیَّاتِ
لُغَاتِ السَّارِحَاتِ یَا مَنْ سَبَّحَتْ وَ قَدَّسَتْ وَ
مَجَّدَتْ وَ كَبَّرَتْ وَ حَمَّدَتْ لِجَلَالِ جَمَالِ
كَمَالِ اَقْدَامِ اَقْوَالِ اَعْظَامِ عِزِّكَ وَ
جَبَرُوْتِكَ مَلَائِكُ سَمٰوَاتِكَ، اِجْعَلْنَا فِیْ هٰذَا
الْعَامِ وَ فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ وَ فِیْ هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَ
فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ وَ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَ فِیْ هٰذَا
الْوَقْتِ الْمُبَارَكِ مِمَّنْ دَعَاكَ فَاَجَبْتَه وَ سَئَلَكَ
فَاَعْطَیْتَه وَ تَضَرَّعَ اِلَیْكَ فَرَحِمْتَه وَ اِلٰی
دَارِكَ دَارِ السَّلَامِ اَذِنْتَه بِفَضْلِكَ یَا جَوَادُ یَا

جَوَادُ یَا جَوَادُ جُدْ عَلَیْنَا وَ عَامِلْنَا بِمَا اَنْتَ
اَهْلُهٗ وَ لَا تُقَابِلْنَا بِمَا نَحْنُ اَهْلُهٗ اِنَّكَ اَنْتَ
اَهْلُ التَّقْوٰی وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَوَّلُ یَا
آخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا قَدِیْمُ یَاقَوِیْمُ
یَامُقِیْمُ یَانُوْرُ یَا هَادِیْ یَا بَدِیْعُ یَا بَاقِیْ یَا
ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِیْثُ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ
اَغِثْنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ اِرْحَمْنَا اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَ

سَلِّمْ وَ اَنْ تَقْضِیَ حَوَائِجَنَا یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا
اَللّٰهُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

وِرْدُ یَوْمِ السَّبْتِ
(ہفتہ کے دن کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ یَا مَنْ نِّعَمُهٗ لَا تُحْصٰی وَ اَمْرُهٗ لَا یُعْصٰی وَ نُوْرُهٗ لَا یُطْفٰی وَ لُطْفُهٗ لَا یُخْفٰی یَا مَنْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰی وَ اَحْیَا الْمَیِّتَ لِعِیْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَ جَعَلَ النَّارَ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا ۔ اَللّٰهُمَّ بِتَلَأْلُؤِ نُوْرِ بَهَاءِ حُجُبِ عَرْشِكَ مِنْ اَعْدَائِیْ اِحْتَجَبْتُ وَ بِسَطْوَةِ الْجَبَرُوْتِ مِمَّنْ یَّكِیْدُنِیْ تَحَصَّنْتُ

وَ بِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلِ شَدِیْدِ قُوَّتِكَ مِنْ كُلِّ
سُلْطَانٍ تَحَصَّنْتُ وَ بِدَیْمُوْمِ قَیُّوْمِ دَوَامِ
اَبَدِیَّتِكَ مِنْ كُلِّ شَیْطَانٍ اِسْتَعَذْتُ وَ
بِمَكْنُوْنِ السِّرِّ مِنْ سِرِّكَ مِنْ كُلِّ حَامَّةٍ
تَخَلَّصْتُ وَ تَحَصَّنْتُ یَا حَابِسَ الْوَحْشِ یَا
شَدِیْدَ الْبَطْشِ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْكَ اُنِیْبُ
اِحْبِسْ عَنِّیْ مَنْ ظَلَمَنِیْ وَ اَغْلِبْنِیْ عَمَّنْ
غَلَبَنِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ
قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۔اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَ
كْبَرُ وَ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِیْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا
اَخَافُ وَ اَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ مُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ اَنْ تَقَعَ عَلَی
الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَ

جُنُوْدِہٖ وَ اَتْبَاعِہٖ وَ اَشْیَاعِہٖ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ۔

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ ھِمْ۔ جَلَّ ثَنَاءُ کَ وَعَزَّ جَارُکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ تَفْعَلُ مَا تَشَآءُ وَ اَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

وِرْدُ الصَّلٰوۃِ الْکُبْرٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ اَعْبُدُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ لَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ
عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلِّمْ تَسْلِيْمًا وَ صَلَّى اللّٰهُ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً هُوَ
اَهْلُهَا - اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْزِ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ - اَللّٰهُمَّ رَبَّ
السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط
رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، وَّ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَ
الْاِنْجِيْلِ وَ الزَّبُوْرِ وَ الْفُرْقَانِ الْعَظِيْمِ ط اَللّٰهُمَّ
اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَ اَنْتَ
الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ

فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْئٌ، وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ
دُوْنَكَ شَيْئٌ، فَلَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ۔ مَا شَآءَ
اللّٰهُ كَانَ وَ مَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔ لَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ
نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ صَلٰوةً مُّبَارَكَةً طَيِّبَةً كَمَا
اَمَرْتَ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَ سَلِّمْ تَسْلِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ صَلٰوتِكَ
شَيْئٌ، وَ ارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ
رَحْمَتِكَ شَيْئٌ، وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا
يَبْقٰى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْئٌ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ
وَ اَفْلِحْ وَ اَنْجِحْ وَ اَتِمَّ وَ اَصْلِحْ وَ زَكِّ وَ اَرْبِحْ
وَ اَوْفِ وَ اَرْجِحْ وَ اَعْظِمْ وَ اَفْضِلِ الصَّلٰوةَ وَ

اَجْزَلِ الْمِنَنَ وَ التَّحِيَّاتِ عَلٰى عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَلَّذِىْ هُوَ فَلَقُ صُبْحِ اَنْوَارِ الْوَحْدَانِيَّةِ وَ طَلْعَةُ شَمْسِ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ بَهْجَةُ قَمَرِ الْحَقَائِقِ الصَّمَدَانِيَّةِ وَ عَرْشُ حَضْرَتِ الْحَضَرَاتِ الرَّحْمَانِيَّةِ نُوْرُ كُلِّ رَسُوْلٍ وَّ سَنَاهُ "يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" (سِرُّ كُلِّ نَبِيٍّ وَّ هُدَاهُ) ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَ جَوْهَرُ كُلِّ وَّلِيٍّ وَ ضِيَاهُ "سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ الْاَبْطَحِيِّ التِّهَامِيِّ

الْمَكِّيِّ صَاحِبِ التَّاجِ وَ الْكَرَامَةِ، صَاحِبِ الْخَيْرِ وَ الْبِرِّ، صَاحِبِ السَّرَايَا وَ الْعَطَايَا وَ الْغَزْوِ وَ الْجِهَادِ وَ الْمَغْنَمِ وَ الْمَقْسَمِ، صَاحِبِ الْاٰيَاتِ وَ الْمُعْجِزَاتِ وَ الْعَلَامَاتِ الْبَاهِرَاتِ صَاحِبِ الْحَجِّ وَ الْحَلْقِ وَ التَّلْبِيَةِ، صَاحِبِ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَ الْمَقَامِ وَ الْقِبْلَةِ وَ الْمِحْرَابِ وَ الْمِنْبَرِ، صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَ الشَّفَاعَةِ وَ السُّجُوْدِ لِلرَّبِّ الْمَعْبُوْدِ ،صَاحِبِ رَمْيِ الْجَمَرَاتِ وَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ، صَاحِبِ الْعِلْمِ الطَّوِيْلِ وَ الْكَلَامِ الْجَلِيْلِ صَاحِبِ كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَ الصِّدْقِ وَ التَّصْدِيْقِ ط اَللّٰهُمَّ

صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا
بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْمِحَنِ وَ الْاِحَنِ وَ الْاَهْوَالِ وَ
الْبَلِیَّاتِ، وَ تُسَلِّمُنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْفِتَنِ وَ
الْاَسْقَامِ وَ الْاٰفَاتِ وَ الْعَاهَاتِ، وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا
مِنْ جَمِیْعِ الْعُیُوْبِ وَ السَّیِّئَاتِ، وَ تَغْفِرُلَنَا بِهَا
جَمِیْعَ الذُّنُوْبَاتِ، وَ تَمْحُوْبِهَا عَنَّا جَمِیْعَ
الْخَطِیَّاتِ، وَ تَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ مَا نَطْلُبُهٗ
مِنَ الْحَاجَاتِ، وَ تَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَی
الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ
جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاۃِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ۔
یَا رَبِّ یَا اَللّٰهُ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ط اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ فِیْ مُدَّۃِ حَیَاتِیْ وَ

بَعْدَ مَمَاتِیْ اَضْعَافَ اَضْعَافِ ذَالِكَ اَلْفَ اَلْفِ
صَلَاةٍ وَّ سَلَامٍ مَضْرُوْبِیْنِ فِیْ مِثْلِ ذَالِكَ وَ
اَمْثَالَ اَمْثَالِ ذَالِكَ عَلٰی عَبْدِكَ وَ نَبِیِّكَ وَ
رَسُوْلِكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ
الرَّسُوْلِ الْعَرَبِیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ
اَوْلَادِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ وَ اَنْصَارِهٖ وَ اَشْیَاعِهٖ وَ اَتْبَاعِهٖ وَ
مَوَالِیْهِ وَ خُدَّامِهٖ وَ حُجَّابِهٖ اِلٰهِیْ! اِجْعَلْ كُلَّ
صَلٰوةٍ مِّنْ كُلِّ ذَالِكَ تَفُوْقُ وَ تَفْضُلُ صَلَاةَ
الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْهِ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَ اَهْلِ
الْاَرْضِیْنَ اَجْمَعِیْنَ كَفَضْلِهِ الَّذِیْ فَضَّلْتَهٗ
عَلٰی كَافَّةِ خَلْقِكَ یَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِیْنَ وَ یَا

اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ تُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ كَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ
مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ وَ
حَآءِ الرَّحْمَةِ وَ مِيْمِ الْمُلْكِ وَ دَالِ الدَّوَامِ
لِبَحْرِ اَنْوَارِكَ وَ مَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَ لِسَانِ
حُجَّتِكَ وَ عَرُوْسِ مَمْلُكَتِكَ وَ عَيْنِ اَعْيَانِ
خَلِيْقَتِكَ وَ صَفِيِّكَ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهُ
الرَّحْمَةُ لِلْعَالَمِيْنَ ظُهُوْرُهُ الْمُصْطَفَى ا
لْمُجْتَبٰى الْمُنْتَقٰى الْمُرْتَضٰى عَيْنُ الْعِنَايَةِ وَ

زَیْنُ الْقِیَامَةِ وَ کَنْزُ الْهِدَایَةِ وَاِمَامُ الْحَضْرَةِ وَ اَمِیْنُ الْمَمْلُکَةِ وَطِرَازُ الْحُلَّةِ وَ کَنْزُ الْحَقِیْقَةِ وَ شَمْسُ الشَّرِیْعَةِ کَاشِفُ دَیَاجِی الظُّلْمَةِ وَ نَاصِرُ الْمِلَّةِ وَ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ وَ شَفِیْعُ الْاُمَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَوْمَ تَخْشَعُ الْاَصْوَاتُ وَ تَشْخَصُ الْاَبْصَارُ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدِ ۨالنُّوْرِ الْاَبْلَجِ وَ الْبَهَاءِ الْاَبْهَجِ نَامُوْسِ تَوْرَاةِ مُوْسٰی وَ قَامُوْسِ اِنْجِیْلِ عِیْسٰی صَلٰوةُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهٗ عَلَیْهِ وَ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ طِلَسْمِ الْفَلَكِ الْاَطْلَسِ فِیْ بُطُوْنِ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ، طَاوُوْسِ الْمَلِكِ الْمُقَدَّسِ فِیْ ظُهُوْرِ

فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَتَعَرَّفْتُ اِلَيْهِمْ فَبِىْ عَرَفُوْنِىْ،
قُرَّةِ عَيْنِ نُوْرِ الْيَقِيْنِ مِرْاٰةِ اُولِى الْعَزْمِ مِنَ
الْمُرْسَلِيْنَ اِلٰى شُهُوْدِ الْمَلِكِ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ
نُوْرِ اَنْوَارِ اَبْصَارِ بَصَائِرِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ
وَ مَحَلِّ نَظَرِكَ وَ سَعَةِ رَحْمَتِكَ مِنَ الْعَوَالِمِ
الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى
اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ
سَلِّمْ وَ اَتْحِفْ وَ اَنْعِمْ وَ اَمْنِحْ وَ اَكْرِمْ وَ
اَجْزِلْ وَ اَعْظِمْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ وَ اَوْفٰى
سَلَامِكَ صَلَاةً وَّ سَلَامًا يَّتَنَزَّلَانِ مِنْ اُفُقِ
كُنْهِ بَاطِنِ الذَّاتِ اِلٰى فَلَكِ سَمَآءِ مَظَاهِرِ

الْاَسْمَآءِ وَ الصِّفَاتِ وَ یَرْتَقِیَانِ عِنْدَ سِدْرَةِ
مُنْتَهَى الْعَارِفِیْنَ اِلٰی مَرْکَزِ جَلَالِ النُّوْرِ
الْمُبِیْنِ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ
نَبِیِّكَ وَ رَسُوْلِكَ عَلَمِ یَقِیْنِ الْعُلَمَاءِ
الرَّبَّانِیِّیْنَ وَ عَیْنِ یَقِیْنِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ
وَ حَقِّ یَقِیْنِ الْاَنْبِیَآءِ الْمُکَرَّمِیْنَ الَّذِیْ
قَامَتْ فِیْ اَنْوَارِ جَلَالِهٖ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ
الْمُرْسَلِیْنَ وَ تَحَیَّرَتْ فِیْ دَرْكِ حَقَائِقِهٖ
عُظَمَاءُ الْمَلَائِکَةِ الْمُهَیْمِنِ الْمُنَزَّلِ عَلَیْهِ فِی
الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ: لَقَدْ
مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَ

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ صَلَاةَ ذَاتِكَ عَلٰى حَضْرَةِ صِفَاتِكَ الْجَامِعِ لِكُلِّ الْكَمَالِ الْمُتَّصِفِ بِصِفَاتِ الْجَلَالِ وَ الْجَمَالِ مَنْ تَنَزَّهَ عَنِ الْمَخْلُوْقِيْنَ فِى الْمِثَالِ يَنْبُوْعِ الْمَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ حِيْطَةِ الْاَسْرَارِ الْاِلٰهِيَّةِ غَايَةِ مُنْتَهَى السَّائِلِيْنَ وَ دَلِيْلِ كُلِّ حَائِرٍ مِّنَ السَّالِكِيْنَ مُحَمَّدِ ۨالْمَحْمُوْدِ بِالْاَوْصَافِ وَ الذَّاتِ وَ اَحْمَدِ مَنْ مَضٰى وَ مَنْ هُوَاٰتٍ وَ سَلِّمْ تَسْلِيْمَ بِدَايَةِ الْاَوَّلِ وَ غَايَةِ الْاَبَدِ حَتّٰى لَا يَحْصُرُهٗ عَدَدٌ وَّ لَا يُنْهِيْهِ اَمَدٌ وَ ارْضَ عَنْ

تَوَابِعِهٖ فِی الشَّرِيْعَةِ وَ الطَّرِيْقَةِ وَ الْحَقِيْقَةِ
مِنَ الْاَصْحَابِ وَ الْعُلَمَاءِ وَ اَهْلِ الطَّرِيْقَةِ وَ
اجْعَلْنَا يَا مَوْلَانَا مِنْهُمْ حَقِيْقَةً اٰمِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فَتْحِ اَبْوَابِ حَضْرَتِكَ وَ عَيْنِ
عِنَايَتِكَ بِخَلْقِكَ وَ رَسُوْلِكَ اِلٰى جُنُبِكَ وَ
اُنْسِكَ وَحْدَانِيِّ الذَّاتِ الْمُنَزَّلِ عَلَيْهِ
الْاٰيَاتُ الْوَاضِحَاتُ مُقْبِلِ الْعَثَرَاتِ وَ سَيِّدِ
السَّادَاتِ مَاحِي الشِّرْكِ وَ الضَّلَالَاتِ
السُّيُوْفِ الصَّارِمَاتِ الْاٰمِرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
النَّاهِيْ عَنِ الْمُنْكَرَاتِ الثَّمِيْلِ مِنْ شَرَابِ
الْمُشَاهَدَاتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى مَنْ
لَهُ الْاَخْلَاقُ الرَّاضِيَةُ وَ الْاَوْصَافُ الْمَرْضِيَّةُ
وَ الْاَقْوَالُ الشَّرْعِيَّةُ وَ الْاَحْوَالُ الْحَقِيْقِيَّةُ وَ
الْعِنَايَاتُ الْاَزَلِيَّةُ وَ السَّعَادَاتُ الْاَبَدِيَّةُ وَ
الْفُتُوْحَاتُ الْمَكِّيَّةُ وَ الظُّهُوْرَاتُ الْمَدَنِيَّةُ وَ
الْكَمَالَاتُ الْاِلٰهِيَّةُ وَ الْمَعَالِمُ الرَّبَّانِيَّةُ وَ سِرُّ
الْبَرِيَّةِ وَ شَفِيْعُنَا يَوْمَ بَعْثِنَا الْمُسْتَغْفِرُ لَنَا عِنْدَ
رَبِّنَا الدَّاعِيْ اِلَيْكَ وَ الْمُقْتَدٰى لِمَنْ اَرَادَ
الْوُصُوْلَ اِلَيْكَ الْاَنِيْسُ وَ الْمُسْتَوْحِشُ مِنْ
غَيْرِكَ حَتّٰى تَمَتَّعَ مِنْ نُّوْرِ ذَاتِكَ وَ رَجَعَ بِكَ
لَا بِغَيْرِكَ وَ شَهِدَ وَحْدَتَكَ وَ كَثْرَتَكَ وَ
قُلْتَ لَهُ بِلِسَانِ حَالِكَ وَ قَوَّيْتَهُ بِجَمَالِكَ

"فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ" الذَّاكِرُ لَكَ ذِكْرَكَ وَالصَّائِمُ لَكَ نَهَارَكَ الْمَعْرُوْفُ عِنْدَ مَلَائِكَتِكَ اِنَّهُ خَيْرُ خَلْقِكَ - اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِالْحَرْفِ الْجَامِعِ لِمَعَانِيْ كَمَالِكَ نَسْئَلُكَ اِيَّاكَ بِكَ اَنْ تُرِيَنَا وَجْهَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنْ تَمْحُوَ عَنَّا وُجُوْدَ ذُنُوْبِنَا بِمُشَاهَدَةِ جَمَالِكَ وَ تُغَيِّبَنَا عَنَّا فِيْ بِحَارِ اَنْوَارِكَ مَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الشَّوَاغِلِ الدُّنْيَوِيَّةِ رَاغِبِيْنَ اِلَيْكَ غَائِبِيْنَ بِكَ يَا اَللّٰهُ (ثلاثه) لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ، اِسْقِنَا مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِكَ وَ اغْمِسْنَا فِيْ بِحَارِ اَحَدِيَّتِكَ حَتّٰى نُرْفَعَ فِيْ

بِحُبُوْحَةِ حَضْرَتِكَ وَ تُقْطَعَ عَنَّا اَوْهَامُ
خَلِيْقَتِكَ بِفَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ نَوِّرْنَا بِنُوْرِ
طَاعَتِكَ وَاهْدِنَا وَلَا تُضِلَّنَا وَ بَصِّرْنَا
بِعُيُوْبِنَا عَنْ عُيُوْبِ غَيْرِنَا بِحُرْمَةِ نَبِيِّنَا وَ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ عَلٰى
اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْوُجُوْدِ وَ اَهْلِ
الشُّهُوْدِ۔ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ نَسْئَلُكَ اَنْ
تُلْحِقَنَا بِهِمْ وَ تَمْنَحَنَا حُبَّهُمْ يَا اَللّٰهُ يَاحَيُّ يَا
قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ تُبْ عَلَيْنَا
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَهَبْ لَنَا مَعْرِفَةً
نَافِعَةً اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ۔ يَا رَبّ

الْعَالَمِيْنَ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ نَسْئَلُكَ اَنْ
تَرْزُقَنَا رُؤْيَةَ وَجْهِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فِىْ مَنَامِنَا وَ يَقَظَتِنَا وَ اَنْ تُصَلِّىَ وَ
تُسَلِّمَ عَلَيْهِ صَلَاةً دَائِمَةً اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَ
اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى خَيْرِنَا وَ كُنْ لَّنَا ۔ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوٰتِكَ اَبَدًا وَّ اَنْمٰى
بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَّ اَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا وَّ
عَدَدًا عَلٰى اَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَ
الْجَانِّيَّةِ وَ مَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ وَ طُوْرِ
التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ وَ مَهْبِطِ الْاَسْرَارِ
الرَّحْمَانِيَّةِ وَ عَرُوْسِ الْمَمْلُكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ
اسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّنَ وَ مُقَدَّمَةِ جَيْشِ

الْمُرْسَلِیْنَ وَ قَائِدِ مَرْکَبِ الْاَوْلِیَاءِ وَ
الصِّدِّیْقِیْنَ وَ اَفْضَلِ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ
حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰی وَ مَالِكِ اَزِمَّةِ
الْمَجْدِ الْاَسْنٰی شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ وَ
مُشَاهِدِ اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاُوَلِ وَ تَرْجُمَانِ
لِسَانِ الْقِدَمِ وَ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَ الْحِكَمِ وَ مَظْهَرِ
سِرِّ الْوُجُوْدِ الْجُزْئِیِّ وَ الْكُلِّیِّ وَ اِنْسَانِ عَیْنِ
والْوُجُوْدِ الْعُلْوِیِّ وَ السُّفْلِیِّ رُوْحِ جَسَدِ
الْكَوْنَیْنِ وَ عَیْنِ حَیَاةِ الدَّارَیْنِ وَ الْمُتَحَقِّقِ
بِاَعْلٰی مَرَاتِبِ الْعُبُوْدِیَّةِ وَ الْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ
الْمُقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِیَّةِ الْخَلِیْلِ الْاَعْظَمِ
وَالْحَبِیْبِ الْاَكْرَمِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا الْحَبِیْبِ

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ عَدَدَ
مَعْلُوْمَاتِکَ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَ
ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَ
ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ وَ سَلِّمْ تَسْلِیْمًا دَائِمًا کَثِیْرًا ـ
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنُوْرِہِ السَّارِیْ فِی
الْوُجُوْدِ اَنْ تُحْیِیَ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِحَیَاۃِ قَلْبِہِ
الْوَاسِعِ لِکُلِّ شَیْئٍ رَحْمَۃً وَ عِلْمًا وَھُدًی وَ
بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ وَ تَشْرَحَ صُدُوْرَنَا بِنُوْرِہِ
الْجَامِعِ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْئٍ ،وَ
ضِیَاءً وَ ذِکْرٰی لِلْمُتَّقِیْنَ وَ تُطَھِّرَ نُفُوْسَنَا
بِطَھَارَۃِ نَفْسِہِ الزَّکِیَّۃِ الْمَرْضِیَّۃِ وَ تُعَلِّمَنَا

بِاَنْوَارِ عُلُوْمِ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ
مُبِيْنٍ وَ تُسْرِيَ سَرَائِرَهٗ فِيْنَا بِلَوَامِعِ اَنْوَارِكَ
حَتّٰى تُغْنِيَنَا مِنَّا فِيْ حَقِّ حَقِيْقَةٍ فَيَكُوْنُ هُوَ
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ فِيْنَا بِقَيُّوْمِيَّتِكَ السَّرْمَدِيَّةِ
فَنَعِيْشُ بِرُوْحِهٖ عَيْشَ الْحَيَاةِ الْاَبَدِيَّةِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا
كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۔ بِفَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ عَلَيْنَا يَا
حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا رَحْمٰنُ وَ بِتَجَلِّيَاتِ
مَنَازَلَاتِكَ فِيْ مِرْاٰةِ شُهُوْدِهٖ لِمُنَازِلَاتِ
تَجَلِّيَاتِكَ فَنَكُوْنَ فِي الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ فِيْ
وَلَايَةِ الْاَقْرَبِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى
سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ جَمَالِ لُطْفِكَ وَ حَنَانِ

عِطْفِكَ وَ جَمَالِ مُلْكِكَ وَ كَمَالِ قُدْسِكَ
النُّوْرِ الْمُطْلَقِ بِسِرِّ الْمَعِيَّةِ الَّتِىْ لَا تَتَقَيَّدُ
الْبَاطِنُ مَعْنًى فِىْ غَيْبِكَ وَ الظَّاهِرُ حَقًّا فِىْ
شَهَادَتِكَ شَمْسُ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ مَجْلٰى
حَضْرَةِ الْحَضَرَاتِ الرَّحْمَانِيَّةِ مَنَازِلِ الْكُتُبِ
الْقَيِّمَةِ وَنُوْرِ الْاٰيَاتِ الْبَيِّنَةِ الَّذِىْ خَلَقْتَهٗ مِنْ
نُّوْرِ ذَاتِكَ وَ حَقَّقْتَهٗ بِاَسْمَآئِكَ وَ صِفَاتِكَ وَ
خَلَقْتَ مِنْ نُّوْرِهٖ الْاَنْبِيَآءَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ
تَعَرَّفْتَ اِلَيْهِمْ بِاَخْذِ الْمِيْثَاقِ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِكَ
الْحَقِّ الْمُبِيْنِ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ
لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ
رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ

لَتَنْصُرُنَّـهٗ قَـالَ ءَ اَقْـرَرْتُـمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى
ذَالِـكُـمْ اِصْـرِیْ قَـالُوْٓا اَقْـرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ
اَنَـا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ
عَـلٰى بَهْجَةِ الْـكَـمَالِ وَ تَـاجِ الْجَلَالِ وَ بَهَاءِ
الْـجَـمَالِ وَ شَمْسِ الْوِصَالِ وَ عَبَقِ الْوُجُوْدِ وَ
حَیَاتِ كُـلِّ مَـوْجُـوْدٍ عِـزِّ جَلَالِ سَلْطَنَتِكَ وَ
جَلَالِ عِـزِّ مَـمْـلُكَتِكَ وَ مَلِیْكِ صُنْعِ قُدْرَتِكَ
وَ طِـرَازِ الـصَّفْوَةِ مِنْ اَهْلِ صَفْوَتِكَ وَ
خُلَاصَةِ الْـخَاصَّةِ مِنْ اَهْـلِ قُـرْبِكَ سِرِّ اللّٰـهِ
الْاَعْـظَـمِ وَ حَبِیْبِ اللّٰهِ الْاَكْـرَمِ وَ خَلِیْلِ اللّٰهِ
الْـمُـكَـرَّمِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَـلَیْهِ وَ سَلَّـمَ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِهٖ اِلَیْكَ وَ

نَتَشَفَّعُ بِهٖ لَدَيْكَ صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرٰى وَ
الْوَسِيْلَةِ الْعُظْمٰى وَ الذَّرِيْعَةِ الْغَرَّاءِ وَ
الْمَكَانَةِ الْعُلْيَا وَ الْمَنْزِلَةِ الزُّلْفٰى وَ قَابَ
قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى اَنْ تُحَقِّقَنَا بِهٖ ذَاتًا وَّ اَسْمَآءً وَ
اَفْعَالًا وَّ اٰثَارًا حَتّٰى لَا نَرٰى وَلَا نَسْمَعَ وَلَا
نُحِسَّ وَلَا نَجِدَ اِلَّا اِيَّاكَ اِلٰهِيْ وَ سَيِّدِيْ
بِفَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ اَنْ تَجْعَلَ هُوِيَّتَنَا عَيْنَ
هُوِيَّتِهٖ فِيْ اَوَائِلِهٖ وَ نِهَايَتِهٖ بِوُدِّ خُلَّتِهٖ وَ صَفَاءِ
مَحَبَّتِهٖ وَ فَوَاتِحِ اَنْوَارِ بَصِيْرَتِهٖ وَ جَوَامِعِ
اَسْرَارِ سَرِيْرَتِهٖ وَ رَحِيْمِ رُحَمَائِهٖ وَ نَعِيْمِ
نُعَمَائِهٖ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِجَاهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْمَغْفِرَةَ وَ الرِّضَا وَ

اَلْقَبُوْلَ قَبُوْلًا تَامًّا لَا تَکِلْنَا فِیْهِ اِلٰی اَنْفُسِنَا
طَرْفَةَ عَیْنٍ یَا نِعْمَ الْمُجِیْبُ فَقَدْ دَخَلَ
الدَّخِیْلُ یَا مَوْلَایَ بِجَاهِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَاِنَّ غُفْرَانَ ذُنُوْبِ الْخَلْقِ
بِاَجْمَعِهِمْ وَ اَوَّلِهِمْ وَ اٰخِرِهِمْ بَرِّهِمْ وَ فَاجِرِهِمْ
کَقَطْرَةٍ فِیْ بَحْرِ جُوْدِكَ الْوَاسِعِ الَّذِیْ لَا
سَاحِلَ لَهٗ فَقَدْ قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ وَ
مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ
شَیْبًا وَّ لَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا رَبِّ اِنِّیْ
مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ رَبِّ

اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ یَا عَوْنَ
الضُّعَفَاءِ یَا عَظِیْمَ الرِّضَاءِ یَا مُنْقِذَ الْغَرْقِ یَا
مُنَجِّیَ الْھَلْکٰی یَانِعْمَ الْمَوْلٰی یَا اَمَانَ
الْخَائِفِیْنَ ۔لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَکِیْمُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ
الْکَرِیْمِ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی الْجَامِعِ
الْاَکْمَلِ وَ الْقُطْبِ الرَّبَّانِیِّ الْاَفْضَلِ طِرَازِ
حُلَّةِ الْاِیْمَانِ وَمَعْدِنِ الْجُوْدِ وَ الْاِحْسَانِ
صَاحِبِ الْھِمَمِ السَّمَاوِیَّةِ وَ الْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّةِ ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی مَنْ خَلَقْتَ الْوُجُوْدَ
لِاَجْلِهٖ وَرَخَصْتَ الْاَشْیَآءَ بِسَبَبِهٖ مُحَمَّدٍ

الْمَحْمُوْدِ صَاحِبِ الْمَكَارِمِ وَ الْجُوْدِ وَ عَلٰى
اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الْاَقْطَابِ السَّابِقِيْنَ اِلٰى جَنَابِهٖ
ذَالِكَ الْجَنَابِ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الْبَهِيِّ وَ الْبَيَانِ الْجَلِيِّ وَ
اللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ وَ الدِّيْنِ الْحَنَفِيِّ رَحْمَةً
لِّلْعَالَمِيْنَ الْمُؤَيَّدِ بِالرُّوْحِ الْاَمِيْنِ وَ الْكِتٰبِ
الْمُبِيْنِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ رَحْمَةِ اللّٰهِ لِلْعٰلَمِيْنَ
وَ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى
مَنْ خَلَقْتَهٗ مِنْ نُّوْرِكَ وَ جَعَلْتَ كَلَامَهٗ مِنْ
كَلَامِكَ وَ فَضَّلْتَهٗ عَلٰى اَنْبِيَآئِكَ وَجَعَلْتَ
السَّعَايَةَ مِنْكَ اِلَيْهِ وَ مِنْهُ اِلَيْهِمْ كَمَالِ كُلِّ
وَلِيٍّ لَكَ وَ هَادِيْ كُلِّ مُضِلٍّ عَنْكَ هَادِيْ

الْخَلْقِ اِلَى الْحَقِّ تَارِكِ الْاَشْيَاءِ لِاَجْلِكَ وَ
مَعْدِنِ الْخَيْرَاتِ بِفَضْلِكَ وَ خَاطَبْتَهٗ عَلٰى
بَسَاطِ قُرْبِكَ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
عَظِيْمًا۔ اَلْقَائِمِ لَكَ فِيْ لَيْلِكَ وَ الصَّائِمِ لَكَ
فِيْ نَهَارِكَ وَ الْهَائِمِ بِكَ فِيْ جَلَالِكَ ۔اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ الْخَلِيْفَةِ فِيْ خَلْقِكَ
الْمُشْتَغِلِ بِذِكْرِكَ الْمُتَفَكِّرِ فِيْ خَلْقِكَ وَ
الْاَمِيْنِ بِسِرِّكَ وَ الْبُرْهَانِ لِرُسُلِكَ الْحَاضِرِ
فِيْ سَرَائِرِ قُدْسِكَ وَ الْمُشَاهِدِ لِجَمَالِ
جَلَالِكَ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الْمُفَسِّرِ
لِاٰيَاتِكَ وَ الظَّاهِرِ فِيْ مُلْكِكَ وَ النَّائِبِ فِيْ
مَلَكُوْتِكَ وَ الْمُتَخَلِّقِ بِصِفَاتِكَ وَ الدَّاعِيْ

اِلٰی جَبَرُوْتِكَ الْحَضْرَةِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَ الْبُرْدَةِ
الْجَلَالِيَّةِ وَ السَّرَابِيْلِ الْجَمَالِيَّةِ الْعَرِيْشِ
السَّقِيِّ وَ النُّوْرِ الْبَهِيِّ وَ الْحَبِيْبِ النَّوِيِّ وَ
الدُّرِ النَّقِيِّ وَ الْمِصْبَاحِ الْقَوِيِّ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَ سَلِّمْ عَلَيْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ
نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَ مَعْدِنِ اَسْرَارِكَ
وَ رُوْحِ اَرْوَاحِ عِبَادِكَ الدُّرَّةِ الْفَاخِرَةِ وَ الْعَقَبَةِ
النَّافِخَةِ وَ الْمَوْجُوْدَاتِ وَ حَاءِ الرَّحْمَاتِ وَ
جِيْمِ الدَّرَجَاتِ وَ سِيْنِ السَّعَادَاتِ وَ نُوْنِ
الْعِنَايَاتِ وَ كَمَالِ الْكُلِّيَّاتِ وَ مَنْشَاِ

الْاَزَلِیَّاتِ وَ خَتْمِ الْاَبَدِیَّاتِ الْمَشْغُوْلِ بِكَ
عَنِ الْاَشْیَاءِ الدُّنْیَوِیَّاتِ الطَّاعِمِ مِنْ ثَمَرَاتِ
الْمُشَاهَدَاتِ وَ الْمُسْتَقِیْ مِنْ اَسْرَارِ
الْقُدْسِیَاتِ الْعَالِمِ بِالْمَاضِیْ وَ الْمُسْتَقْبِلَاتِ
سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهِ الْاَبْرَارِ وَ
اَصْحَابِهِ الْاَخْیَارِ ۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی
رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَ عَلٰی
جَسَدِهٖ فِی الْاَجْسَادِ وَ عَلٰی قَبْرِهٖ فِی الْقُبُوْرِ وَ
عَلٰی سَمْعِهٖ فِی الْمَسَامِعِ وَ عَلٰی حَرَكَتِهٖ فِی
الْحَرَكَاتِ وَ عَلٰی سُكُوْنِهٖ فِی السَّكَنَاتِ وَ
عَلٰی قُعُوْدِهٖ فِی الْقُعُوْدَاتِ وَ عَلٰی قِیَامِهٖ فِی
الْقِیَامَاتِ وَ عَلٰی لِسَانِهِ الْبَشَّاشِ الْاَزَلِیِّ وَ

الْخَتْمِ الْاَبَدِیِّ صَلِّ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ ۔ وَ
عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَ مِلْءَ مَا
عَلِمْتَ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَعْطَیْتَہٗ وَ کَرَّمْتَہٗ وَ فَضَّلْتَہٗ
وَ نَصَرْتَہٗ وَ اَعَنْتَہٗ وَ قَرَّبْتَہٗ وَ اَدَّبْتَہٗ وَ سَقَیْتَہٗ
وَ مَکَّنْتَہٗ وَ مَلَّاتَہٗ بِعِلْمِکَ الْاَنْفَسِ وَ بَسَطْتَّہٗ
بِحُبِّکَ الْاَطْوَسِ وَ زَیَّنْتَہٗ بِقَوْلِکَ الْاَقْبَسِ،
فَخْرِ الْاَفْلَاکِ وَ عَذْبِ الْاَخْلَاقِ وَ نُوْرِکَ
الْمُبِیْنِ وَ عَبْدِکَ الْقَدِیْمِ وَ حَبْلِکَ الْقَدِیْمِ وَ
حِصْنِکَ الْحَصِیْنِ وَ جَلَالِکَ الْحَکِیْمِ وَ
جَمَالِکَ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ مَصَابِیْحِ الْھُدٰی وَ

قَنَادِيلِ الْوُجُودِ وَ كَمَالِ السُّعُوْدِ الْمُطَهَّرِيْنَ
مِنَ الْعُيُوْبِ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلَيْهِ صَلَاةً
تَحِلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَ رِيْحًا تَقِلَّ وَ بِهَا الْكُرَبُ وَ
تَرَحُّمًا تَزِيْلُ بِهَا الْعُطَبِ وَ تَكْرِيْمًا تَنْقَضِيْ
بِهِ الْاَرَبُ يَا رَبُّ يَا اَللّٰهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَ
الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ نَسْئَلُكَ ذَالِكَ مِنْ
فَضَائِلِ لُطْفِكَ وَ غَرَائِبِ فَضْلِكَ يَا كَرِيْمُ يَا
رَحِيْمُ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَ
نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ الرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ
صَلَاةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّ لَهٗ جَزَاءً وَّ لِحَقِّهٖ

اَدَاءً وَّ اَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَ الشَّرَفَ وَ الدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَ ابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِىْ وَعَدْتَّهُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ وَ نَسْئَلُكَ وَ نَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِكِتَابِكَ الْعَزِيْزِ وَ نَبِيِّكَ الْكَرِيْمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ بِشَرَفِهِ الْمَجِيْدِ وَ اَبَوَيْهِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ سَيِّدِنَا اِسْمٰعِيْلَ وَ بِصَاحِبِهٖ اَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ ذِى النُّوْرَيْنِ عُثْمَانَ وَ اٰلِهٖ فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَّ وَلَدَيْهِمَا الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ وَ عَمَّيْهِ الْحَمْزَةِ وَ الْعَبَّاسِ وَ زَوْجَتَيْهِ خَدِيْجَةَ وَ عَائِشَةَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اَبَوَیْہِ سَیِّدِنَا
اِبْرَاھِیْمَ وَ سَیِّدِنَا اِسْمٰعِیْلَ وَ عَلٰی اٰلِ کُلٍّ وَّ
صَحْبِ کُلٍّ صَلَاۃً یُتَرْجِمُھَا لِسَانُ الْاَزَلِ فِیْ
رِیَاضِ الْمَلَکُوْتِ وَ عَلِیِّ الْمَقَامَاتِ وَ نَیْلِ
الْکَرَامَاتِ وَ رَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَ یَنْطِقُ بِھَا
لِسَانُ الْاَبَدِ فِیْ حَضِیْضِ النَّاسُوْتِ وَ
لِغُفْرَانِ الذُّنُوْبِ وَ کَشْفِ الْکُرُوْبِ وَ دَفْعِ
الْمُھِمَّاتِ کَمَا ھُوَ اللَّائِقُ بِاِلٰھِیَّتِکَ وَ شَاْنِکَ
الْعَظِیْمِ وَ کَمَا ھُوَ اللَّائِقُ بِاَھْلِیَّتِھِمْ وَ
مَنْصَبِھِمُ الْکَرِیْمِ بِخُصُوْصِ خَصَائِصِ
یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِیْمِ ۔

اَللّٰهُمَّ حَقِّقْنَا بِسَرَائِرِهِمْ فِیْ مَدَارِجِ مَعَارِفِهِمْ
بِمَثُوْبَةِ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنْكَ الْحُسْنٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ الْفَوْزَ
بِالسَّعَادَةِ الْكُبْرٰی بِمَوَدَّةِ الْقُرْبٰی وَ عُمَّنَا فِیْ
عِزَّةِ الْمَصْمُوْدِ فِیْ مَقَامِهِ الْمَحْمُوْدِ وَ تَحْتَ
لِوَائِهِ الْمَعْقُوْدِ وَ اسْقِنَا مِنْ حَوْضِ عِرْفَانِ
مَعْرُوْفِهِ الْمَوْرُوْدِ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِبُرُوْزِ بِشَارَةِ قُلْ
تُسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ بِظُهُوْرِ
بِشَارَةِ وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی تَبَارَكْتَ وَ
تَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا
نَعُوْذُ بِعِزِّ جَلَالِكَ وَ بِجَلَالِ عِزَّتِكَ وَ بِقُدْرَةِ

سُلْطَانِكَ وَ بِسُلْطَانِ قُدْرَتِكَ وَ بِحُبِّ نَبِيِّكَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ وَ
الْاَحْوَاءِ الرَّدِيَّةِ يَا ظَهِيْرَ الْاَجِيْنِ يَا جَارَ
الْمُسْتَجِيْرِيْنَ اَجِرْنَا مِنَ الْخَوَاطِرِ النَّفْسَانِيَّةِ
وَ احْفَظْنَا مِنَ الشَّهَوَاتِ الشَّيْطَانِيَّةِ وَ طَهِّرْنَا
مِنْ قَاذُوْرَاتِ الْبَشَرِيَّةِ وَ صَفِّنَا بِصَفَاءِ الْمَحَبَّةِ
الصِّدِّيْقِيَّةِ مِنْ صَدَءِ الْغَفْلَةِ وَوَهْمِ الْجَهْلِ
حَتّٰى تَضْمَحِلَّ رُسُوْمُنَا بِفَنَاءِ الْاَنَانِيَّةِ وَ
مُبَايَنَةِ الطَّمْعَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ فِیْ حَضْرَةِ الْجَمْعِ
وَالتَّخْلِيَةِ وَ التَّخَلِّیْ بِالُوْهِيَّةِ الْاَحَدِيَّةِ وَ
التَّجَلِّیْ بِالْحَقَائِقِ الصَّمَدَانِيَّةِ فِیْ شُهُوْدِ
الْوَحْدَانِيَّةِ حَيْثُ لَا حَيْثُ وَلَا اَيْنَ وَ لَا

كَيْفَ وَ يَبْقَى الْكُلُّ لِلّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ مِنَ اللّٰهِ وَ
اِلَى اللّٰهِ وَ مَعَ اللّٰهِ غَرْقًا ۔بِنِعْمَةِ اللّٰهِ فِيْ بَحْرِ
مِنَّةِ اللّٰهِ مَنْصُوْرِيْنَ بِسَيْفِ اللّٰهِ مَحْفُوْظِيْنَ
بِعِنَايَةِ اللّٰهِ بِعِصْمَةِ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ شَاغِلٍ
يَّشْغَلُ مِنَ اللّٰهِ وَ خَاطِرٍ يَّخْطُرُ بِغَيْرِ اللّٰهِ
يَارَبُّ يَا اَللّٰهُ (ثلاثا) رَبِّيَ اللّٰهُ وَ مَا تَوْفِيْقِيْ
اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ۔ اَللّٰهُمَّ
اشْغَلْنَا بِكَ وَ هَبْ لَنَا هِبَةً لاَ سَعَةَ فِيْهَا لِغَيْرِكَ
وَ لاَ مَدْخَلَ فِيْهَا لِسِوَاكَ وَسَعَةً ۔بِالْعُلُوْمِ
الْاِلٰهِيَّةِ وَ الصِّفَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ الْاَخْلَاقِ
الْمُحَمَّدِيَّةِ وَ قَوِّ عَقَائِدَنَا بِحُسْنِ الظَّنِّ
الْجَمِيْلِ وَ حَقِّ الْيَقِيْنِ وَ حَقِيْقَةِ التَّمْكِيْنِ وَ

سَدِّدْ اَحْوَالَنَا بِالتَّوْفِیْقِ وَ السَّعَادَةِ وَ حُسْنِ
الْیَقِیْنِ وَ شُدَّ قَوَاعِدَنَا عَلٰی صِرَاطِ الصِّدْقِ
وَ الاسْتِقَامَةِ وَ قَوَاعِدِ الْعِزِّ الرَّصِیْنَ صِرَاطَ
الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ
الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصَّالِحِیْنَ وَ شَیِّدْ
مَقَاصِدَنَا فِی الْمَحْدِ الْاَیْثَلِ عَلٰی اَعْلٰی ذِرْوَةِ
الْکِرَامِ وَ عَزَائِمِ اُولِی الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ
یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ یَا غِیَاثَ
الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا بِاَلْطَافِ رَحْمَتِكَ مِنْ
ضَلَالِ الْبُعْدِ وَ اشْمَلْنَا بِنَفَحَاتِ عِنَایَتِكَ فِیْ
مَصَارِعِ الْحُبِّ وَ اَسْعِفْنَا بِاَنْوَارِ هِدَایَتِكَ فِیْ
خَطَائِرِ الْقُلُوْبِ وَ اَیِّدْنَا بِنَصْرِكَ الْعَزِیْزِ

نَصْرًا مَّوْدُوْدًا ،بِالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِفَضْلِكَ وَ
رَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ
اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ۨ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ وَ اَزْوَاجِهٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهٖ
وَ اَھْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔یَا
عِمَادَ مَنْ لَّا عِمَادَ لَهٗ وَ یَا سَنَدَ مَنْ لَّا سَنَدَ لَهٗ
یَا ذُخْرَ مَنْ لَّا ذُخْرَ لَهٗ یَا جَابِرَ كُلِّ كَسِیْرٍ ،
یَا صَاحِبَ كُلِّ غَرِیْبٍ ،یَا مُوْنِسَ كُلِّ
وَحِیْدٍ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ

مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۔اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ
الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ
وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ
مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ مَلَائِكَتِہٖ وَ
اَنْبِیَآئِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ جَمِیْعِ خَلْقِہٖ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ
مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ وَ
عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَكَاتُہٗ ۔اَللّٰھُمَّ
اَدْخِلْنَا مَعَہٗ بِشَفَاعَتِہٖ وَ ضَمَانِہٖ وَ رِعَایَتِہٖ مَعَ
اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ بِدَارِكَ دَارِ السَّلَامِ فِیْ مَقْعَدِ
صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ،یَا ذَا الْجَلَالِ وَ
الْاِكْرَامِ وَ اَتْحِفْنَا بِمُشَاھَدَتِہٖ بِلَطِیْفِ
مَنَازِلَتِہٖ یَا كَرِیْمُ یَا رَحِیْمُ اَكْرِمْنَا بِالنَّظَرِ اِلٰی

جَمَالِ سُبُحَاتِ وَجْهِكَ الْعَظِيْمِ وَ احْفَظْنَا
بِكَرَامَتِهٖ بِالتَّكْرِيْمِ وَ التَّبْجِيْلِ وَ التَّعْظِيْمِ وَ
اَكْرِمْنَا بِنُزُلِهٖ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ فِيْ
رَوْضِ رِضْوَانِيْ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ فَلَا اَسْخَطُ
عَلَيْكُمْ اَبَدًا وَّ اُعْطِيْكُمْ مَّفَاتِيْحَ الْغَيْبِ
لِخَزَائِنِ السِّرِّ الْمَكْنُوْنِ جَنَّاتٍ صَفَاتِ
الْمَعَانِيِّ بِاَنْوَارِ ذَاتِ عَلَى الْاَرَائِكِ يَنْظُرُوْنَ
وَلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ
بِالْعَطَانِ رَأْفَةِ الرَّافَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ مِنْ عَيْنِ
عِنَايَةٍ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ
فِيْ مَحَاسِنِ قُصُوْرِ ذَخَائِرِ سَرَائِرِ فَلَا تَعْلَمُ
نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فِىْ مِنَصَّةِ مَحَاسِنِ خَوَاتِمِ دَعْوَاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

درود شریف مذکورہ بالا کم از کم ایک بار یومیہ بعد نماز صبح یا بعد از تہجد پڑھے اور ثواب اس کا حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرے، نفع ہائے گوناگوں سے مستفید اور زیارت سے مشرف ہو۔

وردُ صلوۃ کنز الاعظم

یہ درود شریف بھی صلوۃ الکبرٰی کی طرح حضور غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کی تصنیف ہے، ایک دفعہ اس کا ورد کرنا ہزار دفعہ دوسرے درود شریف پڑھنے سے افضل ہے، روزانہ کم از کم ایک بار پڑھنا چاہئے۔ زیارت آنحضرت ﷺ و حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے لئے زود اثر ہے۔ عروج ماہ جمعہ کی رات کو شروع کرنا چاہئے، جسم و کپڑے ہر وقت صاف رکھے جائیں۔ درود شریف درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ اَبَدًا وَّ اَنْمٰى بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَّ اَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا وَّ عَدَدًا عَلٰى اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَ مَجْمَعِ الْحَقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ وَ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ وَ مَهْبِطِ الْاَسْرَارِ الرُّوْحَانِيَّةِ وَ عَرُوْسِ الْمَمْلَكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ وَ مُقَدَّمِ جَيْشِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَ اَفْضَلِ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ ۔ حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰى وَ مَالِكِ

اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ وَ
مُشَاهِدِ اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاُوَلِ وَ تَرْجُمَانِ
لِسَانِ الْقِدَمِ وَ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَ الْحِلْمِ مَظْهَرِ
الْوُجُوْدِ الْكُلِّيِّ وَ الْجُزْئِيِّ وَ اِنْسَانِ عَيْنِ
الْوُجُوْدِ الْعُلْوِيِّ وَ السُّفْلِيِّ رُوْحِ جَسَدِ
الْكَوْنَيْنِ وَ عَيْنِ حَيَاةِ الدَّارَيْنِ الْمُتَحَقِّقِ
بِاَعْلٰی رُتَبِ الْعُبُوْدِيَّةِ الْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ
الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ الْخَلِيْلِ الْاَكْرَمِ وَ
الْحَبِيْبِ الْاَعْظَمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ
بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ
صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَ مِدَادَ
كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَ ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ
وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ وَ سَلَّمْ
تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ ۔

باب یازدہم

قصائد و مناقب

قصیدہ مبارکہ غوثیہ یا احمریہ

۱۱۔۔۔۔۔۔ یہ قصیدہ شریف خاص حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا فرمودہ ہے جس کے متعلق غیر مذاہب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جتنے وظائف وقصائد اس کتاب میں درج ہوئے ہیں سب کے سب حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے فرمودہ اور عمل پذیر یافتہ ہیں اور ان کا ورد حضور کا روز کا معمول تھا۔ یہ قصیدہ مبارک تمام دینی ودنیاوی حاجتوں کو پورا کرنے، مشکلات کو آسان کرنے، بزرگوں کی زیارت بلکہ اللہ تعالیٰ کے حصول دیدار اور جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مستفید ہونے کے لئے، بلکہ تمام امور دینی ودنیوی کے برلانے میں یکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ صاحب عمل کو کسی کامل بزرگ سے اجازت ہو، جلالی جمالی اشیاء سے باپرہیز ہو، شریعت کا پابند ہو اور درست گو اور اکل حلال پر عمل پیرا ہو۔ اس کے ہر حصے کی کئی ترکیبیں ہیں۔ پہلی ترکیب سالم کے سالم قصیدہ ۳۰ کے ۳۰ ابیات مسلسل ورد کرنے کی ہے یعنی سالم قصیدہ مبارک ہر ماہ قمری کی پہلی تاریخ بعد از نماز عشاء یا بعد از نماز تہجد شروع کرے۔ اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے اور پڑھنے کے بعد ختم شریف بر ارواح رسول اللہ ﷺ وحضور غوث پاک وبر ارواح بزرگان سلسلہ قادریہ پہنچائے۔ اگر ہو سکے تو پہلے بھی شروع کرنے سے پہلے ختم شریف ان ارواح ممدوح الصدر پر پہنچائے۔ تصور مرشد کو ہمراہ رکھے اور کم از کم ۴۱ مرتبہ روزانہ ورد کرے یا جو مرشد فرمائے اس پر عمل کرے اور دوسری ترکیب شعر شعر کی الگ الگ ہے جو ہر مطلب کے لئے ورد کیا جاتا ہے وہ بھی چاند کی پہلی تاریخ کو شروع کرے اور لکھی ہوئی ترکیب کے مطابق روزانہ ورد کرے ان شاء اللہ سالم قصیدہ شریف لکھ کر پھر نمبروار شعر وار ترکیب وظیفہ درج کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِیْ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِیْ

عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے، پس میں نے اپنی شراب کو کہا کہ میری طرف لوٹ آ۔

سَعَتْ وَ مَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ
فَھِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

پیالوں میں (بھری ہوئی) وہ شراب میری طرف دوڑی، پس میں اپنے احباب کے درمیان نشہ شراب سے مست ہو گیا۔

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَ ادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

میں نے تمام اقطاب کو کہا کہ آپ بھی عزم کرو اور میرے حال میں داخل ہو جاؤ (یعنی میری رنگ میں رنگے جاؤ) کیونکہ آپ بھی میرے رفقا ہیں۔

وَ ھَمُّوْا وَ اشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

ہمت اور مستحکم ارادہ کرو اور جام معرفت پیو کہ تم میرے لشکری ہو، کیونکہ ساقی قوم نے میرے لئے لبالب جام بھر رکھا ہے۔

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ
وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَ اتِّصَالِیْ

میرے مست ہونے کے بعد تم نے میری بچی کچھی شراب پی لی لیکن میرے بلند مرتبے اور قرب کو نہ پا سکے۔

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِیْ

اگرچہ آپ سب کا مقام بلند ہے پھر بھی میرا مقام آپ کے مقام سے بلند تر ہے اور ہمیشہ بلند رہے گا۔

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَ حَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِیْ

میں بارگاہِ قربِ الٰہی میں یکتا اور یگانہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے پھیرتا ہے (یعنی ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر ترقی دیتا ہے) اور خداوند تعالیٰ میرے لئے کافی ہے۔

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ
وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ اُعْطِيَ مِثَالِيْ

جس طرح باز اشہب (سیاہ وسفید پروں والا باز) تمام پرندوں پر غالب ہے اسی طرح میں تمام مشائخ پر غالب ہوں۔ بتاؤ مردانِ خدا میں سے کون ہے جس کو میرے جیسا مرتبہ عطا کیا گیا ہے؟

كَسَانِيْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِيْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِيْ

اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ خلعت پہنایا جس پر عزم (ارادہ مستحکم) کے بیل بوٹے تھے اور تمام کمالات کے تاج میرے سر پر رکھے۔

وَاَطْلَعَنِيْ عَلٰى سِرٍّ قَدِيْمٍ
وَقَلَّدَنِيْ وَاَعْطَانِيْ سُؤَالِيْ

اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے راز قدیم پر مطلع کیا اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے مانگا مجھے عطا کیا۔

وَوَلَّانِيْ عَلَى الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُكْمِيْ نَافِذٌ فِيْ كُلِّ حَالِيْ

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر حاکم بنایا ہے پس میرا حکم ہر حالت میں جاری ہے۔

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِیْ

اگر میں اپنا راز یا توجہ دریاؤں پر ڈالوں تو تمام دریاؤں کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے اور ان کا نام و نشان نہ رہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُکَّتْ وَ اخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِیْ

اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں ایسے مل جائیں کہ ان میں اور ریت میں فرق نہ رہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَ انْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ

اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو وہ میرے راز سے بالکل سرد ہو جائے اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالِیْ

اگر میں اپنے راز کو مُردہ پر ڈالوں تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اٹھ کھڑا ہو۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بے شک وہ میرے پاس حاضر ہوتے ہیں۔

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَأْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

اور وہ مجھ کو گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر اور اطلاع دیتے ہیں۔(اے منکر کرامات) جھگڑے سے باز آ۔

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ
وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالِیْ

اے میرے مرید! سرشار عشق الٰہی ہو اور خوش رہ اور بے باک ہو اور خوشی کے گیت گا اور جو چاہے کر کیونکہ میرا نام بلند ہے۔

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

اے میرے مرید کسی سے مت ڈر۔ اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے۔ اس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں نے اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیا ہے۔

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ دُقَّتْ
وَ شَاءُوْسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَالِیْ

میرے نام کے ڈنکے زمین و آسمان میں بجائے جاتے ہیں اور نیک بختی کے نگہبان ونقیب میرے لئے ظاہر ہورہے ہیں۔

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَ وَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے اور میرا وقت میرے دل کی پیدائش سے پہلے ہی صاف تھا یعنی میری روحانی حالت میرے جسم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی مصفا تھی۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہو گیا اور میں نے خداوند تعالیٰ کی مدد سے سعادت کو پالیا۔

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ
وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّآلِیْ

میرے مرید موسم گرما میں روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کی تاریکی میں (عبادت کی روشنی سے) موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّهٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِیْ

ہر ایک ولی کے لئے ایک قدم یعنی مرتبہ ہے اور میں سرکار دو عالم ﷺ کے قدم مبارک پر ہوں جو آسمان کمال کے بدر کمال ہیں۔

نَبِیٌّ هَاشِمِیٌّ مَکِّیٌّ حِجَازِیْ
هُوَ جَدِّیْ بِهٖ نِلْتُ الْمَوَالِیْ

وہ نبی مکرم ہاشمی، مکی اور حجازی میرے جد پاک ہیں۔ انہی کی وساطت سے میں نے بزرگی کو پایا۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِیْ

اے میرے مرید! تو کسی چغل خور شریر سے نہ ڈر کیونکہ میں لڑائی میں اولو العزم اور دشمن کو قتل کرنے والا ہوں۔

أَنَا الْجِيلِيُّ مُحْيِ الدِّيْنِ اِسْمِىْ
وَ اَعْلَامِىْ عَلٰى رَاسِ الْجِبَالِىْ

میں گیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میرے (فیض وصداقت کے) نشان پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

أَنَا الْحَسَنِىُّ وَ الْمَخْدَعُ مَقَامِىْ
وَ اَقْدَامِىْ عَلٰى عُنُقِ الرِّجَالِىْ

میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ مخدع (خاص مقام) ہے اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔

وَ عَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِىْ
وَ جَدِّىْ صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِىْ

اور عبدالقادر میرا مشہور ومعروف نام ہے اور میرے نانا پاک یعنی سرکار عالمیان ﷺ چشمہ کمال کے مالک ہیں۔

اشعار کے وظائف درج ذیل ہیں۔عمل میں لائیں۔

۱......سَقَانِى الْحُبُّ: :

برائے معرفت الٰہی ہزار بار گیارہ روز، و برائے رجوع محبوب ہر روز پانچ صد بار اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ بار بعد نماز عشا، یا تہجد گیارہ روز پڑھیں۔ پرہیز جلالی و جمالی اشیاء سے لازمی ہے۔ منہ قبلہ کی طرف کریں۔

۲......سَعَتْ وَ مَشَتْ الخ

برائے مقاصد دینی و دنیوی ہر روز ایک ہزار پانچ صد بار ۴۱ روز شعر نمبر ایک کے طریقہ پر ورد کریں۔ اگر ایک صد بار روزانہ ورد کرتے رہیں، طرح طرح کے فوائد خزانہ غیب سے ظاہر ہوں گے۔ اگر ننگے سر چلہ میں روزانہ ہزار بار پڑھے اول وآخر درود شریف مطابق ترکیب شعر نمبر 1 پڑھنا چاہئے۔ ان شاء اللہ بہ طفیل غوث پاک قدس سرہ العزیز بارش ہوگی۔

۳......فَقُلْتُ لِسَائِرِ الخ

برائے تسخیر خلائق ہر روز پانچ صد بار گوشہ میں بیٹھ کر پڑھے، جلالی و جمالی سے پرہیز۔

۴......وَ هُمُّوْا الخ

برائے افزونی ہمت و طاقت براہ خدا سو بار روزانہ پڑھے۔

۵......شَرِبْتُمْ الخ

برائے طلب فنافی الشیخ جو کوئی پانچ صد بار گوشہ تنہائی میں رہ کر جلالی و جمالی سے با پرہیز پڑھے۔ ان شاء اللہ کامیاب ہوگا۔

۶......مَقَامُكُمُ الْعُلٰى الخ

برائے بلندی درجات ہر روز ایک ہزار ایک سو بار گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر باپرہیز ورد کرے مراد کو پہنچے۔

۷......اَنَا فِیْ حَضْرَةِ الخ

برائے حصول مقام یکتائی ہر روز 15 سو بار باپرہیز ورد کرے۔

۸......اَنَا الْبَازِیُّ الخ

برائے تسخیر خلائق ہر روز سو بار گیارہ دن باپرہیز پڑھے۔

۹......کَسَانِیْ خِلْعَةً الخ

برائے طلب کمال درجات پندرہ سو بار باپرہیز گوشہ تنہائی میں پڑھے۔

۱۰......وَاَطْلَعَنِیْ الخ

برائے عطا وانکشاف رموزات وارادت الٰہی پندرہ سو بار گیارہ روز باپرہیز گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر پڑھے۔

۱۱......وَ وَلَّانِیْ الخ

برائے تسخیر خلائق ہر روز ہزار بار گیارہ روز باپرہیز ورد کرے اور اس کے بعد سو بار بلاناغہ عمل کرے نیز بانجھ عورت کے لئے نقش عدادیں، بیت زعفران اور عرق گلاب سے مربع لکھ کر تعویز بنا کر زیر ناف بندھوائے۔ بعد فراغت حیض ان شاء اللہ حمل ہو جائے گا۔ نقش مذکور کے نیچے گیارہ اسم قطب بھی لکھے نیز دشمن کے نیست و نابود کرنے کے لئے گیارہ روز گیارہ سو گیارہ مرتبہ ورد کرے۔ پرہیز جلالی و جمالی اور گوشہ تنہائی لازمی امر ہے بلکہ ہر شعر قصیدہ شریف کے ورد میں یہ شرط لازمی ہے۔

۱۲...... وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ الخ

برائے شکستن وتفرقہ دشمن گیارہ دن پانچ صد بار باپرہیز پڑھے۔

۱۳...... وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ الخ

برائے بلاکی دشمن گیارہ سو بار باپرہیز پڑھے۔

۱۴...... وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ الخ

برائے امراض مزمنہ ولا علاج گیارہ روز ۱۱ سو بار ورد کرے اور مریض کو دم کرکے پلاتا رہے۔ ان شاء اللہ صحت سے ہمکنار ہو۔

۱۵...... وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ الخ

برائے دفعیہ زخم چشم گیارہ بار پڑھ کر پانی پر دم کرے اور مریض کا منہ دھلائے اور تھوڑا سا پلائے۔ اگر کسی کا دل مرجھایا ہوا یا غمناک رہتا ہو تو ہر روز گیارہ سو دفعہ گیارہ روز باپرہیز گوشہ نشین ہو کر ورد کرے عشق الٰہی پیدا ہوگا۔

۱۶...... وَمَا مِنْهَا الخ

برائے تسخیر کواکب باپرہیز گیارہ سو بار روزانہ ورد کرے۔

۱۷...... وَتُخْبِرُنِیْ الخ

برائے اطلاع اسرار واخبار غیبی ہر روز گیارہ سو بار گیارہ دن باپرہیز ورد کرے۔

۱۸...... مُرِیْدِیْ هُمْ الخ

برائے حصول مقاصد ومراتب دینی ودنیوی ایک سو بار روز ورد باپرہیز کرے اور

گناہوں کی معافی کے لئے اسی طرح عمل کرے۔

۱۹......مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اَللّٰہُ الخ

برائے دفع خوف وخطرِ شیطانی ہر روز ایک ہزار بار پرہیز کے ساتھ گیارہ روز ورد کرے۔

۲۰......طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ الخ

برائے تسخیر خلق وبرائے طلب جاہ وجلال ومال ومتاع وبلند آوازگی وحصول نیک بختی ہر روز بلاناغہ پانچ صد بار ہمیشہ ورد کرے۔

۲۱......بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ الخ

برائے تسخیر جملہ خلائق وبرائے حصول جاہ وجلال گیارہ روز ایک ہزار بار پرہیز ورد کرے اور خطرات شیطانی کے دفعیہ کے واسطے سو بار روزانہ مداومت رکھے۔

۲۲......نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادٍ الخ

برائے کشو وحدت وجود گیارہ روز پانچ ہزار پانچ صد بار روزانہ ورد کرے اور بعد یک صد بار روزانہ مداومت کرے نیز برائے موافقت مرد اور عورت کے گیارہ دفعہ شکر پر دم کر کے کھلا دے ان شاء اللہ موافقت ہو جائے گی۔

۲۳......دَرَسْتُ الْعِلْمَ الخ

برائے حصول علم ظاہری اور باطنی ایک سو گیارہ مرتبہ بعد نماز صبح بلاناغہ ورد کرے۔

۲۴......رِجَالِیْ فِیْ الخ

برائے حصول شوق ریاضت وعبادت ۴۰ یوم باپرہیز ورد کرے اور بعدہٗ ایک سو مرتبہ روزانہ مداومت کرے۔

۲۵......وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ الخ

برائے زیارت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ یا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز یَا رَزَّاقُ وَ یَا فَتَّاحُ یَا وَهَّابُ یَا عَزِیْزُ یَا غَنِیُّ یَا مُغْنِیْ یَا اَللّٰهُ یَا مُعِزُّ ہر بار شعر کے بعد ملا کر پڑھے اس جگہ جہاں کسی کی آواز کان میں نہ پڑے اور ہزار دفعہ روزانہ چلہ میں بیٹھ کر چالیس یوم پڑھے ان شاء اللہ مطلب حاصل ہوگا۔

۲۶......نَبِيٌّ هَاشِمِيٌّ الخ

زیارت رسول اللہ ﷺ کے لئے بطریق شعر نمبر 25 عمل کرے۔

۲۷......مُرِيْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ الخ

برائے فتح ونصرت بر اعداء صد بار گیارہ روز متواتر یَا بَاسِطُ یَا رَافِعُ یَا عَالِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ حَسْبِیَ اللّٰهُ مَابِیْ۔

۲۸......اَنَا الْجِیْلِیُّ الخ

شعر ہذا کے ہمراہ یَا بَاسِطُ یَا رَافِعُ یَا عَالِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ حَسْبِیَ اللّٰهُ مَابِیْ۔ گیارہ اور گیارہ سو بار باپرہیز خلقت میں مشہوری کے لئے پڑھے نیز اس شعر کے عدد نکال کر مربع پر کر کے نوزائیدہ کے گلے میں باندھے۔ ان شاء اللہ تمام آفات سے محفوظ و مامون رہے گا۔

۲۹......اَنَا الْحَسَنِیُّ الخ

برائے حصول بلندی مراتب روزانہ باپرہیز ایک سو گیارہ دفعہ معمول بنائے۔

۳۰......وَعَبْدُ الْقَادِرِ الخ

برائے ہر مقصد و دفع دشمن و بلیات ایک سو دفعہ روزانہ ورد رکھے اور بعد وظیفہ ختم شریف پڑھ کر ثواب روح پر فتوح کو پہنچائے۔

قصیدہ در توحید الٰہی

قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے فرمان کے مطابق حل مقاصد کے لئے بعد نماز تہجد کم از کم ایک بار اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار شب جمعہ سے شروع کرکے ہمیشہ پڑھتا رہے۔

شَرَعْتُ بِتَوْحِيْدِ الْاِلٰهِ مُبَسْمِلًا

سَاَخْتِمُ بِالذِّكْرِ الْحَمِيْدِ مُجَمِّلًا

آغاز کیا میں نے توحید الٰہی کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر عنقریب اختتام کروں گا تعریف کرنے والے ذکر کے ساتھ خوبصورتی سے۔

وَ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا غَيْرُهٗ

تَنَزَّهَ حَصْرَ الْعُقُوْلِ تَكَمُّلًا

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں، عقلوں کے احاطے سے وہ مکمل طور پر پاک ہے۔

وَ اَرْسَلَ عَلَيْنَا اَحْمَدَ الْحَقِّ قَيِّدًا

نَبِيًّا بِهٖ قَامَ الْوُجُوْدُ وَ قَدْ خَلَا

اور بھیجا ہم میں احمد مجتبیٰ کو حق کے ساتھ مرتبہ نبوت عطا کر کے جن کے سبب وجود کائنات قائم ہے اور وہ تشریف لے گئے۔

فَعَلَّمَنَا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ مُؤَيَّدٍ
وَاَظْهَرَ فِيْنَا الْحِلْمَ وَالْعِلْمَ وَالْوِلَا

پس ہمیں ہر بھلائی سکھلائی جو تائید کی ہوتی ہے اور ہم میں بردباری، علم اور محبت کو ظاہر فرمایا۔

فَيَا طَالِبَ عِزٍّ اَوْ كَنْزٍ اَوْ رِفْعَةٍ
عَنِ اللّٰهِ فَادْعُوْهُ بِاَسْمَائِهِ الْعُلَا

پس اللہ سے عزت، خزانے اور بلندی کے طالب اس کے بلند ناموں کے وسیلے سے دعا کر۔

فَقُلْ بِانْكِسَارٍ بَعْدَ طُهْرٍ وَّقُرْبَةٍ
فَاَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ نَصْرًا مُّعَجَّلًا

پس تو کہہ عاجزی کے ساتھ پاکیزگی اور عبادت کے بعد کہ اے اللہ میں تجھ سے جلد مدد کا سوال کرتا ہوں۔

بِحَقِّكَ يَا رَحْمٰنُ بِالرَّحْمَةِ الَّتِيْ
اَحَاطَتْ فَكُنْ لِيْ يَا رَحِيْمُ مُجَمِّلًا

بوسیلہ اپنے حق کے اے رحمٰن! اس رحمت کے ساتھ جو احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اے رحیم مجھے اچھا کر دے۔

وَ یَا مَلِكُ قُدُّوْسُ قَدِّسْ سَرِیْرَتِیْ
وَ سَلِّمْ وُجُوْدِیْ یَا سَلَامُ مِنَ الْبَلَا

اور اے بادشاہ نہایت پاک میرے باطن کو پاک کر دے اور اے سلامتی دینے والے میرے وجود کو بلاؤں سے سلامت رکھ۔

وَ یَا مُؤْمِنُ هَبْ لِیْ اَمَانًا مُحَقَّقًا
وَ سَتْرًا جَمِیْلًا یَا مُهَیْمِنُ مُسْبَلَا

اور اے امان دینے والے مجھے سچی امان عطا فرما اور اچھا دراز پردہ اے نگہبان۔

عَزِیْزُ اَزِلْ عَنْ نَفْسِی الذِّلَّ وَ احْمِنِیْ
بِعَزٍّ وَ یَا جَبَّارُ مِنْ كُلِّ مُعْضِلَا

اے عزت والے میری ذات سے ذلت کو زائل کر دے اور اے عظمت والے بوسیلہ اپنی عزت کے ہر مشکل میں میری حمایت کر۔

وَ ضَعْ جُمْلَةَ الْاَعْدَاءِ یَا مُتَكَبِّرُ
وَ یَا خَالِقُ خُذْ لِیْ عَنِ الشَّرِّ مَعْزِلَا

اے بڑائی والے میرے تمام دشمنوں کو نیچا دکھا اور اے خالق مجھے ہر شر سے بچا۔

وَيَا بَارِئَ النَّعْمَاءِ زِدْ فَيْضَ نِعْمَةٍ
أَفَضْتَ عَلَيْنَا يَا مُصَوِّرُ أَوَّلاَ

اے نعمتوں کے پیدا کرنے والے نعمتوں کا فیض زیادہ کر۔ اے صورت بنانے والے ہم پر پہلے اضافہ فرما۔

رَجَوْتُكَ يَا غَفَّارُ فَاقْبَلْ تَوْبَتِي
بِقَهْرِكَ يَا قَهَّارُ شَيْطَانِي اَخْذِلاَ

اے مغفرت فرمانے والے میں نے تجھ سے امید رکھی پس میری توبہ قبول فرما اور اے غلبے والے اپنے قہر سے میرے شیطان کو ذلیل کر۔

بِحَقِّكَ يَا وَهَّابُ عِلْمًا وَّحِكْمَةً
وَلِلرِّزْقِ يَا رَزَّاقُ كُنْ لِّي مُسْهِلاَ

اے دینے والے بوسیلہ اپنے حق کے علم وحکمت عطا فرما اور اے روزی دینے والے میرے لئے روزی آسان فرما۔

وَبِالْفَتْحِ يَا فَتَّاحُ نَوِّرْ بَصِيْرَتِي
وَبِالْعِلْمِ نَلْنِي يَا عَلِيْمُ تَفَضُّلاَ

اے کھولنے والے کاموں کے فتح کے ساتھ میری بصیرت کو روشن کر اور اے علم والے مجھے اپنے فضل سے علم عطا کر۔

وَيَا قَابِضُ اقْبِضْ قَلْبَ كُلِّ مُعَانِدٍ
وَيَا بَاسِطُ ابْسُطْنِي بِاَسْرَارِكَ الْعُلَا

اور اے بند کرنیوالے! ہر دشمن کے دل کو بند کر دے اور اے کھولنے والے اپنے بلند بھیدوں کے ساتھ میرے سینے کو کھول دے۔

وَيَا خَافِضُ اخْفِضْ قَدْرَ كُلِّ مُنَافِقٍ
وَيَا رَافِعُ ارْفَعْنِي بِرُوْحِكَ اَثْقَلَا

اور اے پست کرنے والے! ہر منافق کی قدر پست کر دے اور اے بلند کرنے والے! اپنی بھاری روح کے ساتھ مجھے بلند کر دے۔

سَاَلْتُكَ عِزًّا مُعِزَّ لِاَهْلِهٖ
مُذِلُّ فَذِلَّ الظَّالِمِيْنَ مُنْكَلَا

اے عزت دینے والے اپنوں کی میں تجھ سے عزت کا طالب ہوں اے ذلت دینے والے ظالموں کو عبرتناک طور پر ذلیل کر۔

فَعِلْمُكَ كَافٍ يَا سَمِيْعُ فَكُنْ اِذَا
بَصِيْرًا بِحَالِيْ مُصْلِحًا مُتَقَبِّلَا

اے سننے والے تیرا علم کافی ہے جب تو میرے حال کا دیکھنے والا ہے پس

ہو جا اس کو قبول کرنے والا سنوارنے والا۔

فَیَا حَکَمٌ عَدْلٌ لَطِیْفٌ بِخَلْقِہٖ

خَبِیْرٌ بِمَا یَخْفٰی وَمَا ھُوَ مُجْتَلاً

پس اے فیصلہ کرنے والے انصاف کرنے والے اپنی مخلوق پر مہربان خبر

رکھنے والا ہر پوشیدہ اور ظاہر کی۔

فَحُکْمُکَ قَصْدِیْ یَا حَلِیْمُ وَعُمْدَتِیْ

وَاَنْتَ عَظِیْمٌ عَظْمُ جُوْدِکَ قَدْ عَلا

اے بردبار پس تیری بردباری میرا قصد وارادہ ہے اور تو عظیم ہے۔ تیرے

جود وعطا کی عظمت بلند ہوگئی۔

غَفُوْرٌ وَسَتَّارٌ عَلٰی کُلِّ مُذْنِبٍ

شَکُوْرٌ عَلٰی اَحْبَابِہٖ وَمُوْصِلاً

بخشنے والا پردہ پوش ہر گنہگار کا صلہ دینے والا اپنے دوستوں کا اور ملانے والا۔

عَلِیٌّ وَقَدْ اَعْلٰی مَقَامَ حَبِیْبِہٖ

کَبِیْرٌ کَثِیْرُ الْخَیْرِ وَالْجُوْدِ مُجْزِلاً

بلند ہے اور اپنے حبیب کا مقام بلند کر دیا بڑا ہے بہت ہی خیر و بخشش والا بہت دینے والا ہے۔

حَفِيْظٌ فَلَا شَيْئٌ يَفُوْتُ لِعِلْمِهٖ
مُقِيْتٌ نَقِيْبُ الْخَلْقِ اَعْلٰى وَ اَسْفَلَا

حفاظت فرمانے والا ہے پس کوئی شے اس کے علم سے باہر نہیں قوت دینے والا نگہبان ہے بلند و پست مخلوق کا۔

فَحُكْمُكَ حَسْبِىْ يَا حَسِيْبُ تَوَلَّنِىْ
وَ اَنْتَ جَلِيْلٌ كُنْ لِغَمِّىْ مُنْكِلًا

اے کفایت کرنے والے پس تیرا فیصلہ میرے لئے کافی ہے میری مدد فرما اور تو بزرگ ہے ہو جا میرے غم کا مٹانے والا۔

اِلٰهِىْ كَرِيْمٌ اَنْتَ فَاَكْرِمْ مَوَاهِبِىْ
وَ كُنْ لِعَدُوِّىْ يَا رَقِيْبُ مُجَنْدِلًا

الٰہی تو کریم ہے پس مجھے عطیات بخش اور اے نگہبان میرے دشمن کو پچھاڑنے والا ہو جا۔

دَعَوْتُكَ يَا مَوْلٰى مُجِيْبٌ لِّمَنْ دَعٰى
قَدِيْمُ الْعَطَايَا يَا وَاسِعَ الْجُوْدِ فِى الْمَلَا

اے مالک قبول کرنے والے جو کوئی پکارے میں نے تجھے پکارا ہے۔ اے قدیم عطاؤں والے کھلی بخشش والے عطاؤں میں۔

اِلٰهِیْ حَکِیْمٌ اَنْتَ فَاحْکُمْ مَشَاهِدِیْ
فَوُدُّكَ عِنْدِیْ یَا وَدُوْدُ تَنَزَّلَا

الٰہی تو حکمت والا ہے۔ میری حاضری کی جگہوں کا فیصلہ فرما۔ اے دوست تیری محبت میرے پاس نازل ہوگئی۔

مَجِیْدٌ فَهَبْ لِیَ الْمَجْدَ وَ السَّعْدَ وَالْوِلَا
وَ یَا بَاعِثَ الْبَعْثِ نَصْرَ جَیْشِیْ مُهَرْوِلَا

بزرگی والے پس مجھے بزرگی وسعادت اور محبت عطا فرما اور اے بھیجنے والے میرے بھاگے لشکر کی مدد بھیج۔

شَهِیْدٌ عَلَی الْاَشْیَاءِ طَیِّبْ مَشَاهِدِیْ
وَحَقِّقْ لِیْ حَقَّ الْمَوَارِدِ مَنْهَلَا

تو چیزوں پر گواہ ہے میرے حاضر ہونے کی جگہوں کو پاک کردے اور میرے لئے پینے کے گھاٹوں کا حق ثابت کردے۔

اِلٰهِیْ وَکِیْلٌ اَنْتَ فَاقْضِ حَوَائِجِیْ
وَیَکْفِیْ اِذَا کَانَ الْقَوِیُّ مُوَکَّلَا

الٰہی تو کارساز ہے۔ پس میری حاجات کو پوری فرما اور وکیل جب قوی ہو تو کافی ہوتا ہے۔

مَتِیْنٌ فَمَتِّنْ ضُعْفَ حَوْلِیْ وَ قُوَّتِیْ
اَغِثْ یَا وَلِیُّ عَبْدًا دَعَاکَ تَبَتُّلا

مضبوط میری طاقت وقوت کے ضعف کو مضبوط کر دے۔ اے دوست اپنے بندے کی مدد فرما۔ اس نے تجھے پکارا ہے دنیا سے منقطع ہو کر۔

حَمِدْتُکَ یَا مَوْلٰی حَمِیْدًا مُوَحِّدًا
وَ مُحْصِیْ ازَکَاتِ الْوَرٰی وَ مُعَدِلا

اے مالک سراہے ہوئے معتقد ہوتے ہوئے تیری تعریف کرتا ہوں اور مخلوق کی لغزشوں کو گھیرنے والے درست کرنے والے۔

اِلٰھِیْ مُبْدِی الْفَتْحِ لِیْ اَنْتَ وَ الْھُدٰی
مُعِیْدٌ لِمَا فِی الْکَوْنِ اِنْ بَادَا وَ خَلا

الٰہی میرے لئے فتح اور ہدایت کے ظاہر فرمانے والے کائنات کی ہر موجود اور گزری چیز کے دوبارہ پیدا کرنے والے۔

سَأَلْتُكَ يَا مُحْيِي حَيَاةً هَنِيَّةً

أَمِتْ يَا مُمِيْتُ أَعْدَاءَ دِيْنِيْ مُعَجَّلَا

اے زندگی دینے والے میں تجھ سے خوشگوار زندگی مانگتا ہوں۔ اے موت دینے والے میرے دینی دشمنوں کو جلد موت دے۔

وَيَا حَيُّ أَحْيِ مَيِّتَ قَلْبِيْ بِذِكْرِكَ

قَدِيْمٌ فَكُنْ قَيُّوْمَ سِرِّيْ مُوْصِلَا

اے زندہ میرے مردہ دل کو اپنے ذکر قدیم سے زندہ کردے پس میرے بھید کو قائم کرنے والا ملانے والا ہو جا۔

وَيَا وَاجِدَ الْاَنْوَارِ أَوْجِدْ مَسَرَّتِيْ

وَيَا مَاجِدَ الْاَنْوَارِ كُنْ لِيْ مُعَوَّلَا

اے انوار کے موجود کرنے والے میری خوشی کو موجود کر اور اے انوار کی بزرگی والے میرا مددگار ہو جا۔

وَيَا وَاحِدُ مَا ثَمَّ إِلَّا وُجُوْدُهٗ

وَيَا صَمَدُ قَامَ الْوُجُوْدُ بِهٖ عَلَا

اور اے یکتا جس کے سوا یہاں کوئی موجود نہیں اور اے بے نیاز جس سے تمام موجودات کو قیام ہے وہ بلند ہے۔

وَ یَا قَادِرُ ذُوا لْبَطْشِ اَهْلِكْ عَدُوَّنَا

وَ مُقْتَدِرُ قَدِّرْ لِحُسَّادِنَا الْبَلَا

اور اے توانا گرفت فرمانے والے ہمارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اے قدرت والے ہمارے حاسدوں کے لئے بلا مقدر کر دے۔

وَ قَدِّمْ لِسِرِّیْ یَا مُقَدِّمُ عَافِنِیْ

مِنَ الضُّرِّ فَضْلًا یَا مُؤَخِّرُ ذَا الْعَلَا

اے آگے کرنے والے میرے بھید کو بڑھا دے اور اے پیچھے کرنے والے بلندی والے اپنے فضل سے مجھے تکلیف سے بچا۔

وَ اَسْبِقْ لَنَا الْخَیْرَاتِ اَوَّلُ اَوَّلَا

وَ یَا آخِرُ اخْتِمْ لِیْ اَمُوْتُ مُهَلِّلَا

اور اے اول پہلے ہماری نیکیوں کو سبقت دے اور اے آخر میرا خاتمہ کر کہ میں مروں تہلیل کرتے ہوئے۔

وَ یَا ظَاهِرُ اَظْهِرْ لِیْ مَعَارِفَكَ الَّتِیْ

بِبَاطِنِ غَیْبِ الْغَیْبِ یَا بَاطِنًا وَلَا

اور اے ظاہر اپنی معرفت کے مقامات ظاہر کر جو غیب الغیب کے باطن

میں ہیں اور اے پوشیدہ دوستی والے۔

وَ یَـــا وَالِـــیْ اَوّلَ اَمْـــرَنَـــا کُـل نَـــاصِـحٍ

وَ یَـــا مُتَـعَـــالِ اَرْشِــدْ وَ اَصْلِحْ لَــه الـولا

اے کام بنانے والے ہر نصیحت کرنے والے ہمارا کام بنا دے اور اے بلند وبرتر اس کے لئے دوستی سیدھی و درست کر دے۔

وَ یَـــا بَــرُّ یَـــا رَبَّ الْبَـــرَا یَـــا وَاهِـــبَ

عَـــطَـــایَـــا وَ یَـــا تَـــوَّابُ تُـــبْ وَ تَـــقَبَّلَا

اور اے نیک کار اے پروردگار مخلوق کے اور عطائیں بخشنے والے اور اے توبہ قبول کرنے والے رجوع فرما اور قبول کر۔

وَ مُـنْتَـقِـمْ مِنْ ظَـالِـمِیْ نُـفُـوْسِهِـمْ

لِـذَالِكَ عَـفُـوٌّ اَنْـــتَ فَـــاعْـطِفْ تَـفَـضُّلَا

اور انتقام لینے والے میرے ظالموں کی جانوں سے تو اسی طرح معاف فرمانے والا ہے پس اپنے فضل سے مجھے معاف فرما۔

عَـــطُـــوْفٌ رَءُوْفٌ بِـــالْـعِـبَـــادِ وَ مـعـف

لِـمَـنْ قَـدْ دَعَـا یَـا مَـالِكَ الْـمُـلْكِ معقلا

بندوں کے ساتھ شفیق مہربان اور پورا کرنے والا اس کے لئے جس نے پکارا اے ملک کے مالک جائے پناہ۔

فَالْبِسْ لَنَا يَا ذَا الْجَلَالِ جَلَالَه
فَجُوْدُكَ وَالْاِكْرَامُ مَا زَالَ مهطلا

اے بزرگی والے ہمیں بزرگی کالباس پہنا پس تیرا کرم موسلا دھار بارش کی طرح برسنے والا ہے۔

وَيَا مُقْسِطُ ثَبِّتْ عَلَى الْحَقِّ مُهْجَتِيْ
وَيَا جَامِعُ اجْمَعْ لِيَ الْكَمَالَاتِ فِي الْمَلَا

اور اے انصاف کرنے والے میری جان کو حق پر ثابت رکھ اور اے جمع فرمانے والے میرے لئے اعلانیہ کمالات کو جمع فرما۔

اِلٰهِيْ غَنِيٌّ اَنْتَ فَاذْهِبْ مفَاقَتِيْ
وَمُغْنٍ فَاَغْنِ فَقْرَ نَفْسِيْ لِمَا خَلَا

الٰہی تو بے پرواہ ہے میرے افلاس کو دور کردے اور تو بے پرواہ کرنے والا ہے میرے نفس کو ہر خواہش کی احتیاج سے بے پرواہ کردے۔

وَيَا مَانِعُ اَمْنَعْنِيْ مِنَ الذَّنْبِ فَاشْفِنِيْ
عَنِ السُّوْءِ مِمَّا قَدْ جَنَيْتُ تَعَمُّلا

اور اے روکنے والے مجھے ہر گناہ سے روک لے پھر مجھے بچا برائی سے جو میں نے عمداً کی ہے۔

وَيَا ضَارُّ كُنْ لِلْحَاسِدِيْنَ مُوَبِّخًا
وَيَا نَافِعُ انْفَعْنِيْ بِرُوْحٍ مُحَصلا

اور اے نقصان پہنچانے والے حسد کرنے والوں کو زجر و توبیخ کرنے والا ہو اور اے نفع پہنچانے والے تائید کی ہوئی روح کے ساتھ مجھے نفع پہنچا۔

وَيَانُوْرُ اَنْتَ النُّوْرُ فِيْ كُلِّ مَابَدَا
وَيَا هَادِ كُنْ لِلنُّوْرِ فِي الْقَلْبِ مشعلا

اور اے نور تمام موجودات میں تیرا ہی نور ہے اور اے ہدایت دینے والے ہو جا نور قلب کا چمکانے والا۔

بَدِيْعَ الْبَرَايَا اَرْجُوْ مِنْ فَيْضِ لُطْفِهٖ
وَلَمْ يَبْقَ اِلاَّ اَنْتَ بَاقٍ لَهُ الْوَلا

انوکھا پیدا کرنے والا مخلوق کا میں اس کے فیض لطف سے امید رکھتا ہوں اور تیرے سوا کوئی باقی نہیں اسی کے لئے ہے دوستی۔

وَيَا وَارِثُ اجْعَلْنِيْ لِعِلْمِكَ وَارِثًا
وَرُشْدَ اَنِلْنِيْ يَا رَشِيْدُ تَجَمُّلا

اور اے وارث مجھے اپنے علم کا وارث بنا اور اے راست تدبیر والے مجھے اچھی شان وشوکت عطا فرما۔

صَبُوْرٌ وَّ سَتَّارٌ فَوَفِّقْ عَزِيْمَتِیْ
عَلَى الصَّبْرِ وَ اجْعَلْ لِّیْ اخْتِيَارَ مُزَملا

تو تحمل والا اور پردہ پوش ہے پس توفیق دے میرے عزم کو صبر کی اور مجھے اختیار دے کھولنے اور بند کرنے والا۔

بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى دَعَوْتُكَ سَيِّدِیْ
وَ اٰيَاتِكَ الْعُظْمٰى اِبْتَهَلْتُ تَوَسُّلا

میرے مالک میں نے تیرے پیارے ناموں کے ساتھ تجھ کو پکارا ہے اور میں نے تیری بہت بڑی نشانیوں کا وسیلہ پکڑا ہے۔

فَاَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ رَبِّیْ بِفَضْلِهَا
فَهَبْ لَنَا مِنْكَ الْكَمَالَ مُكَمِّلا

پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ میرے رب ان کی فضیلت سے اپنی طرف سے ہمیں مکمل کمال عطا فرما۔

وَ قَابِلْ رَجَائِیْ بِالرِّضَا عَنْكَ وَ اكْفِنِیْ
صُرُوْفَ زَمَانٍ صِرْتُ فِيْهِ مُحَوَّلاَ

اور میری امید کے مقابل اپنی رضا کو لا اور میری زمانے کے حوادث سے کفایت کر کہ میں ان میں گھرا ہوا ہوں۔

اَغِثْ وَاشْفِنِیْ مِنْ دَاءِ نَفْسِیْ وَ اهْدِنِیْ
اِلَی الْخَیْرِ وَ اَصْلِحْ مَا بِعَقْلِیْ تَخَلَّلا

میری مدد فرما اور مجھے میرے نفس کی بیماری سے شفا دے اور مجھے نیکی کی راہ دکھا اور میری عقل میں جو خلل پڑ گیا ہے اس کی اصلاح کر۔

اِلٰهِیْ فَارْحَمْ وَالِدِیْ وَ اِخْوَتِیْ
وَ مِنْ هٰذِهِ الْاَسْمَاءِ یَدْعُوْ مُرتلا

الٰہی رحم فرما میرے والدین اور بھائیوں اور اس پر جو ان ناموں کو عمدہ طریقے سے پڑھ کر دعا کرے۔

اَنَا الْقَادِرِیُّ الْحَسَنِیُّ عَبْدُ الْقَادِرِ
دعیت بِمُحْیِ الدِّیْنِ فِیْ رُوْحِهِ الْعُلا

میں قادری حسنی عبد القادر ہوں اور میں شجرہ عالیہ میں محی الدین کے لقب سے پکارا جاتا ہوں۔

وَ صَلِّ عَلٰی جَدِّیْ الْحَبِیْبِ مُحَمَّدٍ
بِاَحْلٰی سَلَامٍ فِی الْوُجُوْدِ وَ اَكْمَلا

اور رحمت نازل فرما میرے پیارے نانا محمد ﷺ پر کائنات میں شیریں ترین اور کامل ترین سلام کے ساتھ۔

مَعَ الْآلِ وَ الْاَصْحَابِ جَمْعًا مُؤَیَّدًا
وَ بَعْدُ فَحَمْدُ اللّٰہِ خَتْمًا وَ اَوَّلا

اور آپ کے آل واصحاب پر جو تائید شدہ جماعت ہے اور پھر تعریف اللہ کے لئے ہے انتہاء وابتداء میں۔

دعائے استغاثہ

استغاثہ بہ درگاہِ الٰہی بوساطت حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

اولیائے زماں، عارف دوراں، قطب طریقۃ الخلوتیہ سید الشریف مولانا محمد مکی مفتی تونسی ابن القطب الشہیر سیدنا مصطفیٰ بن الغوث ممالک غربیہ سیدنا محمد ابن غروز الشریف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ عروج ماہ کے پہلے روز بعد نماز مغرب دو رکعت نفل صلوٰۃ الحاجات قبلہ رو پڑھے۔ رکعت اول میں الحمد شریف کے بعد گیارہ دفعہ سورہ قل یاایھا الکافرون اور دوسری میں گیارہ دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھے اور بعد فراغت استغاثہ ندا۳ یاے یا۱۱دفعہ رو بہ بغداد کھڑا ہو کر پڑھے اور بعد اختتام دایاں قدم اٹھا کر بتدریج گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلے پھر سجدہ میں اپنی حاجت بطفیل غوث پاک، اللہ تعالیٰ سے طلب کرے ان شاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں کامیابی حاصل ہوگی۔ استغاثہ شریف حسب ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَسَحْتُ بِالْقَدَمِ الشَّرِيْفَةِ نَاظِرِيْ
وَحَشَاشَتِيْ فِيْ بَاطِنِيْ مَعَ ظَاهِرِ

میں نے اپنی آنکھوں سے (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ) کے قدمین

شریفین کو مس کیا ہے اور ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن میں میرے جگر نے بھی
مس کیا ہے۔

قَدَمِ الْاِمَامِ الْمُجْتَبٰى غَوْثِ الْوَرٰى
مَوْلَایَ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ

وہ قدم اس (ہستی) کا ہے جو منتخب امام اور لوگوں کے لئے پروردگار (غوث الوریٰ) ہے یعنی میرے دستگیر اور دین کو زندہ کرنے والے عبدالقادر رضی اللہ عنہ۔

قَدَمٌ لَّهَا هَامُ الْفُحُوْلِ تَطَأْطَاَتْ
وَلَهَا ارْتَقَوْا مِعْرَاجَ قُرْبٍ فَاخِرِ

ایسا قدم جس کے لئے مشاہیر زمانہ کی گردنیں بھی جھک گئیں اور اس قدم تک پہنچنے کے لئے انہوں نے کوشش کی اور اس قرب پر فخر کرتے رہے۔

قَدَمٌ لَّهَا سُكَّانُ قَافٍ اَذْعَنُوْا
وَالسَّدِّ مِنْ يَّاجُوْجَ دُوْنَ مُكَابِرِ

ایسا قدم جس کے لئے امت مسلمہ اور یاجوج ماجوج کی دیوار (چین) تک کے لوگوں کے سر جھک گئے بغیر کسی تکبر کے۔

قَدَمٍ رَحِمَهَا اللّٰهُ مِنْ سَعْيٍ اِلٰى
مَا فِيْهِ شَوْبٌ مِّنْ مِسَاسِ صَغَائِرِ

ایسا قدم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت (خاصہ) سے ایسے راستے پر چلنے سے بچایا ہے جس میں کسی صغیرہ گناہ کے سرزد ہونے کا بھی اندیشہ ہو۔

قَدَمٍ لَّهَا مِنْ مَّهْدِهَا حِفْظٌ فَلَمْ
تَعْبَأْ بِاَلْعَابِ الصِّبَا كَاَصَاغِرِ

ایسا قدم جو بچپن سے ہی محفوظ رہا اور جس نے بچوں کی طرح بچپن میں کھیلوں کی طرف دھیان نہیں دیا۔

قَدَمٍ لَقَدْ اَحْيَتْ لَيَالِيَ عُمْرِهَا
فِيْ رَوْضَةٍ تُسْقٰى بِجَفْنٍ هَامِرِ

ایسا قدم جس نے اپنی زندگی بھر کی راتیں ایسے باغ میں بسر کیں جس کو آنسوؤں کی کثرت سیراب کرتی تھی۔

قَدَمٍ مَّشَتْ حَفْيًا عَلٰى شَوْكِ الْفَلَاحِ
لِلّٰهِ دَهْرًا تَحْتَ قَلْبٍ شَاكِرِ

ایسا قدم جو راہِ فلاح کے کانٹوں پر بغیر جوتوں کے چلتا رہا۔ عرصہ دراز تک راہِ خدا میں آپ کا دل اس پر شاکر رہا۔

قَدَمٍ لَهَا شَهِدَتْ بِصِدْقِ سِيَاحَةٍ
بَيْنَ الْعِرَاقِ وَكُلِّ بَيْتٍ وَّآثِرٍ

ایسا قدم جس نے ہر گھر اور راستے کی سیاحت کی۔

قَدَمٍ اَغَاضَتْ كُلَّ خَيْرٍ عَمَّ مُنْذُ
دَاسَتْ مَدَارِجَ فَوْقَ شُمِّ مَنَابِرٍ

ایسا قدم جس سے بھلائی کے چشمے پھوٹے، اس وقت سے جب آپ نے بڑے بڑے اعلیٰ مرتبے والوں کے مرتبوں پر قدم رکھا۔

قَدَمٍ لَهَا انْقَادَتْ مُلُوْكُ الْجِنِّ لَا
تَهِنُوْا بِقُوَّتِهَا لِخُلْفِ اَوَامِرٍ

ایسا قدم جس کے لئے جنات کے بادشاہ بھی مطیع ہو گئے تو (اے مخاطب) اس قدم کی قوت سے کسی سے اختلاف میں خوفزدہ نہ ہونا۔

قَدَمٍ لَهَا فِي الْجَوِّ خُطُوَاتٍ عَلَتْ
حِسًّا تُشَاهِدُهَا عُيُوْنُ الْبَاصِرِ

ایسا قدم جس کے مراتب فضاؤں میں بلند ہوئے حسی طور پر، جن کا اہل نظر کی آنکھیں مشاہدہ کرتی ہیں۔

قَدَمٍ کَمِ انْتَصَرَتْ لِدَاعِیْ غَوْثِھَا
بِرِکَابِ غُرٍّ تَحْتَ نَقْعٍ ثَائِرٖ

ایسا قدم جس نے اس کی مدد طلب کرنے والے کی بہت مدد کی، تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے نیچے غبار اٹھ رہا ہو۔

قَدَمٍ تُجِیْرُ مَنِ اسْتَجَارَ فَمَنْ طَغٰی
یُمْسِیْ ثَرًی وَّاللّٰہُ اَعْظَمُ نَاصِرٖ

ایسا قدم جس سے پناہ طلب کرنے والا پناہ حاصل کرتا ہے لیکن جو سرکشی اختیار کرتا ہے وہ مٹی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا مدد کرنے والا ہے۔

قَدَمٍ مَّزَایَاھَا الْجَمِیْلَۃُ طَبَقَتْ
بَرًّا وَّبَحْرًا مِّنْ شَذَاھَا الْعَاطِرٖ

ایسا قدم جس کی صفات جمیلہ خشکی اور تری میں پائی جاتی ہیں اور ان کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہے۔

قَدَمٍ لَّھَا الاعلام تلثم خمصا
مِنْ قَاطِنٍ اَوْ وَارِدٍ اَوْ صَادِرٖ

ایسا قدم جس کے لئے ہر مقامی، ہر آنے والا اور ہر جانے والا جھنڈے کو مضبوطی سے اٹھاتا ہے۔ (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے احترام کے لئے)

مَسَحَتْ تِلْكَ عَلٰى فُؤَادِيْ يَسْتَبْضِيْ

وَعَلٰى مَدَارِسَتِيْ وَ ذِهْنِيَ الْفَاتِرِ

اس قدم نے میرے دل پر میرے اسباق اور ناقص ذہن پر مسح کیا اور انہیں منور کر دیا۔

وَعَلَى الْعُلُوْمِ وَمَا حَفِظْتُ وَفَتَحَهَا

وَالْعَقْلِ وَالتَّوْجِيْهِ زَادَ الْعَابِرِ

اور علوم اور جو کچھ میں نے حفظ کیا اور عقل پر (مسح کیا) اور ان کو روشن کر دیا اور حد سے زیادہ رہنمائی فرمائی۔

الْعَرْضِ وَ الْاَهْلِيْنَ مَعَ ذُرِّيَّتِيْ

وَ مُسَاكِنِيْ وَ مُجَالِسِيْ وَالدَّائِرِ

میری اولاد، میرے رشتہ دار، میری ذات، میرے گھر، میرے ہم نشین اور مہمانوں پر۔

وَ عَلٰى لِسَانِيْ وَالشِّفَاهِ وَ رَاحَتِيْ

وَالرِّزْقِ وَالرَّاْيِ الْكَلِيْلِ الْقَاصِرِ

اور میری زبان، ہونٹوں، ہتھیلی، رزق اور میری ناقص عقل پر۔

وَعَلٰی حَیَاتِیْ کُلِّهَا وَتَرَحُّلِیْ
اَمْضِیْ لِفِرْدَوْسٍ هَنِیِّ الْخَاطِرِ

اور میری تمام زندگی پر اور میرے سفر پر اور فارغ البالی سے میری زندگی جنت نظیر بن گئی ہے۔

وَعَلَی الْاَحِبَّةِ اَجْمَعِیْنَ وَکُلُّ مَا
یُسَمّٰی لَنَا مِنْ غَائِبٍ اَوْ حَاضِرِ

اور میرے سب دوست احباب اور جن کا بھی ہمارے سامنے نام لیا جاتا ہے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب۔

وَبِهَا رَدَدْتُّ اِلَی الْحَسُوْدِ سُرُوْرَهٗ
وَبِهَا اُبَرِّدُ نَارَ مَکْرِ الْمَاکِرِ

اور اسی (قدم مبارک) کے طفیل حسد کرنے والے کی خوشی کو رد کرتا ہوں اور اسی کے صدقے مکر کرنے والوں کے مکر کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہوں۔

وَبِهَا قَصَمْتُ ظُهُوْرَ اَعْدَائِیْ وَقَدْ
صَارُوْا بِسَطْوَتِهَا کَاَمْسِ الدَّابِرِ

اور اس (قدم) کی برکت سے میں نے دشمنوں کی کمر کاٹ کر رکھ دی ہے
اور اس کی شان وشوکت سے وہ گزری ہوئی کل کی طرح ہو گئے ہیں۔

وَبِهَا سَعَيْتُ اِلَى الْمَقَاصِدِ كُلِّهَا
وَبِهَا ظَفِرْتُ كُلَّ خَيْرٍ نَّافِرٍ

اور اسی کی برکت سے میں نے تمام مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے
اور اسی کی برکت سے میں نے ہر چھوٹنے والی بھلائی کو پایا ہے۔

وَبِهَا تَسَارَعَتِ الْاِجَابَةُ فِى الدُّعَا
حَصَلَ الْمُنَا فِىْ حِيْنَ حَضْرَةِ طَائِرٍ

اور اس کی برکت سے دعا جلدی قبول ہونے لگی اور امید اس طرح پوری ہوئی
جیسے پرندہ حاضر ہوتا ہے۔

رَبِّىْ بِذَا الْمَحْبُوْبِ تَاجِ الْاَصْفِيَا
وَبِجَدِّهٖ سِرِّ الْوُجُوْدِ الطَّاهِرِ

اے ہمارے پروردگار! اپنے اس محبوب جو اصفیاء کا تاج اور ان کے دادا
جان جو اس پاک وجود کا راز ہیں، کے صدقے (ہم پر)

اُمْنُنْ بِرِضْوَانٍ وَّلُطْفٍ شَامِلٍ
وَبُلُوْغِ مَا نَرْجُوْ ابطى ضَمَائِرٍ

اپنی رضا کا احسان اور لطف عظیم فرما اور قبض ارواح کے وقت ہم جو امید رکھتے ہیں اس کو بھی ہم پائیں۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ عَلَی الْحَبِیْبِ وَاٰلِہٖ

وَالصَّحْبِ وَالْجِیْلِیِّ کَنْزِ الذَّاخِرِ

اپنے حبیب پاک ﷺ اور آپ کی آل، اصحاب اور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جو (امت کے لئے) محفوظ خزانہ ہیں، پر درود بھیج۔

مدح حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی، غوث صمدانی

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

للہ الحمد صاحب ایمانم
رونق افزائے باغ عرفانم

گوہر تاج پادشاہانم
دست گیر است غوث صمدانم

از غلامانِ شاہِ جیلانم

خدا کا شکر ہے کہ میں صاحب ایمان ہوں ۔ میں باغ عرفاں کی رونق کی افزائش کرنے والا ہوں ۔ میں بادشاہوں کے تاج کا گوہر ہوں اس لئے کہ میرے دستگیر غوث صمدانی (شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) ہیں کیونکہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

یاربّ از ما سوائے ملولم کن
پیرو حضرت رسولم کن

رحم اگرچہ بے فضولم کن
باہمہ معصیت قبولم کن

از غلامانِ شاہِ جیلانم

یارب تو میرے دل میں عشق پیدا کر اور مجھے رسول اکرم ﷺ کا پیروکار بنادے۔ اگرچہ میں بہت زیادہ گنہگار رہوں اس کے باوجود میری دعا قبول کرلے کیونکہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

کیستم ذرہ حقیرم من
بکمند گناہ اسیرم من

شیئاً للہ کہ فقیرم من
نے غلط گفتہ ام امیرم من

از غلامانِ شاہِ جیلانم

میں کون ہوں ؟ ایک ذرہ حقیر ہوں اور میں گناہ کی کمند میں اسیر ہوں ۔ میں اگرچہ اللہ کا فقیر ہوں اور میں نے یہ بات غلط نہیں کہی کہ میں امیر ہوں کیونکہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

اے فلک گرچہ توستمگاری
تخم کین وجفا بدل کاری

بعد ازیں تو مرا نیا زاری
من چہ گویم تو خود خبر داری

از غلامانِ شاہِ جیلانم

اے آسماں اگرچہ تو ظالم ہے ،تو نے میرے دل میں کینے اور جفا کا بیج بویا ہے، اس کے باوجود تو مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ میں کیا بتاؤں تو خود جانتا ہے کیونکہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

خوب افتادہ است اطوارم
اعتبارے برائے خود دارم

از ہمہ برتر است مقدارم
سربکونین کے فرو آرم

از غلامانِ شاہِ جیلانم

اگرچہ میں افتادہ اور شکست خوردہ ہوں لیکن مجھے اپنے آپ پر اعتبار ہے۔ میرا مقام سب سے بڑھ کر ہے۔ میں دونوں جہاں کے سامنے سر کب جھکاتا ہوں۔ کیونکہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

روز محشر بایں ہمہ عصیاں
لب من ہمچو گل بود خنداں

پرسد از من کسے کہ اے انساں
کیستی من بگویم از دل وجاں

ازغلامانِ شاہِ جیلانم

محشر کے روز ان تمام گناہوں کے باوجود میرے لب (میرا چہرہ) گل خنداں کی طرح ہنستا ہوا ہوگا۔ مجھ سے کوئی شخص پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ میں دل وجاں سے اس کا جواب دوں گا کہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

رخت بند و چو از وجودم ہوش
وا کند بہر من لحد آغوش

گر پرسد کسے از من مدہوش
کیستی من بگویش کہ خموش

ازغلامانِ شاہِ جیلانم

جب میرے وجود سے روح اپنا سامان سفر باندھے گی، تو میری لحد مجھے اپنی آغوش میں لینے کے لئے منہ کھول دے گی۔ اگر کوئی مجھ بے ہوش سے پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ تو میں اس سے کہوں گا کہ خاموش! کیونکہ میں شاہ جیلان

رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

کیستم اے سپہر میدانی
از در خویش از چہ میرانی

سر نوشتم مگر نمی خوانی
داغ بنگر مرا بہ پیشانی

از غلامانِ شاہِ جیلانم

اے آسمان کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ تو بھلا مجھے اپنے در سے کیسے دھتکار سکتا ہے کیا تو نے میری داستان نہیں پڑھی؟ میری پیشانی پر (شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ) کے عشق کا داغ دیکھ کیونکہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

روز محشر چو عاصیان خراب
ز آتش جرم خود شوند کباب

من بگویم بمالکان عذاب
منگر سوئے من کسے بہ عتاب

از غلامانِ شاہِ جیلانم

محشر کے دن جب بدنصیب گنہگار دوزخ کی آگ میں اپنے جرم کی وجہ سے کباب ہو رہے ہوں گے تو میں دوزخ میں عذاب دینے والے کارندوں سے کہوں گا تم کسی عذاب پہنچانے کے لئے میری طرف مت دیکھو کیونکہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

کے	بود	از	گنہ	ملال مرا
خوب	بین	بمشر	حال	مرا
نبود	جرم	در	خیال	مرا
چرخ	مشمر	شکستہ	بال	مرا

از غلامانِ شاہ جیلانم

مجھے روزِ محشر کسی گناہ کا کیسے ملال ہو سکتا ہے؟ تو ان شاء اللہ محشر کے دن مجھے خوشحال پائے گا۔ اس روز میرے خیال میں کسی جرم کا تصور بھی نہیں آئے گا۔ اے آسمان تو مجھے شکستہ مت جان کیونکہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

مغفرت	چشم	از	خدا	دارم
کہ	شفاعت	ز	مصطفیٰ	دارم
غوث	کونین		راہنما	دارم
من	چہ	پروائے	جرمہا	دارم

از غلامانِ شاہِ جیلانم

میں خدا سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں اس لئے کہ میری شفاعت حضور ﷺ فرمائیں گے کیونکہ میں غوث کونین رضی اللہ عنہ کو اپنا رہنما رکھتا ہوں اس لئے میں اپنے جرموں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

کیست	تائید	بندہ	گمراہ
عاصی	ہرزہ	گرد	نامہ سیاہ

بسوئے خلد راہ برد ناگاہ
ورد خود گر کند کہ وبیگاہ
از غلامانِ شاہ جیلانم

بھلا مجھ گنہگار کی تائید کون کرسکتا ہے۔ میرے گناہوں نے اگرچہ میرا نامہ اعمال سیاہ کر رکھا ہے، میں اچانک خلد بریں کے راستے پر چل پڑوں گا کیونکہ میں ہر دم یہی ورد کرتا رہوں گا کہ میں شاہ جیلان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہوں۔

دیگر

در دو عالم کیست در اقبال باشد ہمسرم
چوں شہ جیلاں ز رحمت سایہ کردہ برسرم

چاکر شاہم ز شاہان جہاں بالا ترم
از رہ فقر و غنا گوئی شہ بحر وبرم
تابجان ودل گدائے شیخ عبدالقادرم

دنیا میں وہ کون ہے جو بزرگی میں میرا ہمسر ہو جبکہ شاہِ جیلاں نے اپنی رحمت سے مجھ پر سایہ کیا ہے کیونکہ میں شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا چاکر ہوں اس لئے دنیا کے بادشاہوں سے بھی میرا رتبہ بلند ہے اور جہاں تک فقر وغنا کے سلوک کے متعلق تو پوچھے تو میں بحر وبر کا بادشاہ ہوں جبکہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا دل وجان سے فقیر ہوں۔

آن سوار ترک عجمی چوں بناز دلفریب
یک نظر کرد ربود از دل مرا صبر و شکیب

در جنون عشق او بس والہ و شیدا شدم
ہست دائم در طواف کعبہ کوئش دلم
دررہ صدق وصفا ایں است حج اکبرم

اس ترکی اور عجمی محبوب شہسوار نے جب مجھ پر اپنے ناز سے دلفریب نگاہ ڈالی تو وہ میرے دل سے تمام صبر وشکیب لے اڑا۔ میں اس محبوب کے عشق وجنون میں اتنا والہانہ شیدا ہو گیا کہ مجھے یوں لگا کہ میرا دل اس کے کوچہ کے کعبے کا طواف کر رہا ہے۔ لہذا اس صدق وصفا کے راستے میں اسے اپنا حج اکبر سمجھتا ہوں۔

ایک یاد تو مرا در دل خیالت در سراست
چشم مشتاقم شہا ہر لحظہ بر راہ در است

وے نسیم کوچہ توبس مرا جاں پرور است
سینہ من از ہوائے خلد کوئش کوثر است
آب حسرت میخورد رضواں زحوض کوثرم

اے میرے محبوب! تو وہ ہے کہ جس کی یاد میرے دل میں اور جس کا خیال میرے دماغ میں رہتا ہے۔ اے میرے شہنشاہ محبوب! یہی وجہ ہے کہ میری نگاہ راہ مستقیم پر لگی ہوئی ہے یعنی میں سیدھے راستے پر چل رہا ہوں اور اے میرے محبوب تیرے کوچے کی بادنسیم میرے لئے روح پرور ہے اور میرا دل تیرے کوچے کی جنت کی ہوا سے لطف اندوز ہو رہا ہے اور میری اس شان کو دیکھ کر اور میرے اس حوض کوثر کو دیکھ کر جنت کا دربان رضوان بھی حسرت کر رہا ہے۔

نیست ملجائے من مسکین بجز تو نے سفر
میرود تا کے فغان دل حزیناں بے اثر

آہ سرد وروئے زرد وچشم تر دارم مدام
مے نہم گریاں رخ خود بردرت ہر صبح وشام

رحمتے برروئے گردآلود وچشم ترم

اے محبوب! مجھ مسکین کی جائے پناہ سوائے تیرے اور کچھ نہیں اور نہ کوئی زندگی ہے۔ غمزدہ دلوں سے تیرے ہجر میں نکلی ہوئی فغاں کب تک بے اثر رہے گی؟ اے میرے محبوب! میں تیرے عشق میں کبھی سرد آہیں بھرتا ہوں، کبھی میرا چہرہ زرد ہوجاتا ہے اور ہمیشہ تیری یاد میں آنسو بہاتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں صبح وشام تیرے دروازے کی طرف رخ کرکے گریہ وزاری کرتا رہتا ہوں ۔اے میرے محبوب! میرے اس گرد آلود چہرے پر میری آنسو بہاتی ہوئی آنکھوں پر رحم کر۔

باہزاراں ناز تو دامن کشاں رفتی ز من
ہاں کتاب فقر را شیرازہ وا کردی ز من

رنج وغم شاہا ز حد من در فراقت بردہ ام
چند روزے شد کہ محروم ازاں رو مردہ ام

جلوہ جاں پرورم فرما کہ تاجان پرورم

اے میرے محبوب! اگرچہ ہزاروں ناز ونخرہ سے تو اپنا دامن کھینچتا ہوا مجھ سے چلا گیا لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ تو نے فقر کے رموز ونکات مجھ پر واضح کردیئے ۔اے میرے محبوب! میں نے تیرے فراق میں بے حد رنج وغم

اٹھائے اور کافی روز ہوئے کہ میں تیرے چہرے کے حسن و جمال سے محروم ہوں اے میرے محبوب! چونکہ تو میری روح کے لئے جان پرور ہے۔ مجھے اپنا دیدار نصیب کرتا کہ میں زندہ رہ سکوں۔

اے نسیم صبح گر پاپوش دستت دہد
از من مسکین پیامے دہ کہ بے تو کے زید

گر خطا وارم ولے دارم امید از لطف تو
اے صبا از من باں سلطان گیلانی بگو
سوختم اکنوں بیا برباد دہ خاکسترم

اے نسیم صبح! اگر کہیں میرے محبوب کی نعلین تیرے ہاتھ لگ جائیں یعنی میرے محبوب کی نعلین سے گزرے تو مجھ مسکین کی جانب سے یہ پیغام دے کہ میں تیرے بغیر کیسے جیوں؟ اگرچہ میں گنہگار اور خطاوار ہوں لیکن تیرے لطف وکرم کا امیدوار ہوں۔ اے بادِ صبا! تو میری جانب سے میری ساری واردات سلطان گیلان سے جا کہہ دل۔ اے محبوب! میں تیرے عشق میں جل کر راکھ ہو چکا ہوں اس لئے آ اور میری اس راکھ کو ہوا میں اڑا دے۔

یک نظر اے سید جیلاں خدارا یک نظر
الاماں اے شاہِ دوراں جانم آمد در خطر

مدتے بگذشت و بے حد مضطرب شد سائلت
گرنمی بینی کنوں سوئم ز عین مرحمت
جائے آں وارد کہ در دنیا نہ بینی دیگرم

اے سید جیلانی! خدا کے لئے مجھ ناچیز پر ایک نظر کرم ہو جائے۔ آپ کے ہجر میں میری جان خطرے میں ہے۔ خدارا اسے امان دیجئے۔ کافی مدت گزر گئی اور میری زندگی بہت مضطرب رہی۔ کیا اب بھی آپ مجھ پر نظر کرم نہیں کریں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ مجھے آپ کے سوا کوئی ہمدرد دکھائی نہیں دیتا۔

بس گنہگارم پریشاں روز گارم الغیاث
یک نگاہ لطف فرما بے قرارم الغیاث

در جہاں فریاد رس جز تو ندارم الغیاث
مردم از غم الغیاث اے غوث اعظم الغیاث
وقت آں آمد کہ بنمائی جمال انورم

میں بہت گنہگار ہوں اور اپنی زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔ میری مدد فرمایئے آپ کے لطف و کرم کی ایک نگاہ کی ضرورت ہے جس کے لئے میں بے قرار ہوں۔ یا حضرت! اس دنیا میں میری فریاد کو پہنچئے۔ آپ کے بغیر میرا کوئی نہیں۔ میں غم کی وجہ سے نڈھال ہو چکا ہوں اور مر رہا ہوں۔ اے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ مدد فرمایئے۔ اب اس نزع کی حالت میں وہ وقت آن پہنچا ہے کہ آپ اپنے جمال انور کا جلوہ دکھایئے تا کہ جان نکل سکے۔

اے کرم فرما نگاہ تو نجات جان و دل
الغیاث اے شاہ جیلان پائے دل ماندہ بگل

عقدہ من پیچ پیچ : بسکہ ایں لاینحل است
بے جمال جانفزائت زندگانی مشکل است
رحمتے ورنہ من و ایں خرقہ باہم مے درم

یا حضرت! آپ کرم فرمایئے کیونکہ آپ کی نگاہ کرم ہی میرے جان و دل کو نجات دے گی۔ اے شاہ جیلان رضی اللہ عنہ! مدد فرمایئے کیونکہ میرے دل کا پاؤں گنہگاری کے کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ میرے گناہوں کی گرہیں پیچ در پیچ ہیں اور یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کا کوئی حل نظر نہیں آتا لہٰذا میری جان آپ کے حسن و جمال کے دیدار کے بغیر تنگ ہو کر رہ گئی ہے یعنی مشکل میں ہے۔ خدا کے لئے آپ مجھے اپنا دیدار کروایئے ورنہ میں آپ کے عشق کے ہجر میں اپنا خرقۂ فقیری پھاڑ ڈالوں گا۔

لائق پائے سگ کویت نبودم شاہ من
خود قبولم بانگاہ مہر کردے ماہ من

اے ز احسانت ندانستم ز عشقت راہ و رسم
غرہ لطف تو بودم کس نیاوردم بچشم
زآں بچشم غیرت آوردید محنت برسرم

اے میری محبت کے شہنشاہ! میں آپ رضی اللہ عنہ کے کوچے میں ایک سگ کی حیثیت سے قدم دھرنے کے لائق تو نہ تھا لیکن یہ میری خوش نصیبی ہے کہ اے میرے محبوب! آپ نے مجھے قبول کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں آپ کے عشق کی راہ و رسم سے ناواقف تھا لیکن یہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے مجھے آگہی بخشی۔ یہی وجہ ہے کہ میں آپ کے اس لطف و کرم کی وجہ سے کسی اور کو اپنی نگاہ میں نہیں لاتا۔

مدتے شد در جب و تابم زر بخوری بے
حاذق درد مریضاں جز تو کے دانم کسے

بہر تا ہم صعوبت ہائے ز شفقت کردہ اند
ہرچہ بر من کردہ اند آخر ز غیرت کردہ اند
وائے برمن گر کرم ہائے نہ گردد یاورم

میں نے آپ کے عشق میں ایک عرصہ تڑپ تڑپ کر گزارا اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس درد کا علاج سوائے آپ کے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ میری تربیت کرنے کے لئے مجھے بہت صعوبتوں سے گزارا گیا، بہر حال جو کچھ بھی مجھ پر گزری وہ خیر سے گزری۔ اگر چہ میں اس لائق نہ تھا کہ مجھ پر اتنا کرم کیا جائے۔

شد پریشاں حال مسکیں در مصائب ہائے غم
شاہِ جیلاں دست خود آخر بد امانت زدم
من گنہگارم شہا للہ مگر داں کو بہ کو
نیست یا غوث از من جرم وخطا از ہیچ رو
رومکش از من کہ بس بے دل خراب وابترم

مجھ مسکین کا حال بہت پریشان تھا یہی وجہ ہے کہ آخر کار میں نے آپ کا دامن پکڑا۔ اے میرے آقا! میں گنہگار ہوں مجھے مزید کوچہ بکوچہ نہ پھرائیے۔ مجھ سے اتنا کیا قصور ہوا کہ مجھے کوچہ بکوچہ گھمایا جارہا ہے۔ خدارا! میری طرف سے روگردانی نہ کیجئے کیونکہ میرا دل بہت خراب اور ابتر حالت میں ہے۔

یادم آید از زماں کز مہرے کردی نظر
برکمین کمتر سگان کوئے خود در ہر سحر

مثل بلبل نغمہ ہا کردم بایام بہا
کردے پرواز بر گلزار کویت چوں ہزار
چوں پرم سنگ جفا بشکست اکنوں چوں پرم

مجھے وہ زمانہ یاد آ گیا جب آپ مجھ پر نظر کرم فرماتے تھے۔ میں تو آپ کے کوچے کا ایک سگ کمتر ہوں۔ اس کے باوجود بھی آپ مجھ پر کرم فرماتے تھے۔ کبھی وہ زمانہ تھا کہ میں اس اچھے زمانے میں بلبل کی طرح چہچہایا کرتا تھا اور آپ کی محبت کے باغ میں بلبل کی طرح پرواز کیا کرتا تھا لیکن اب میں کیسے اڑ سکتا ہوں جبکہ میرے پر ہی شکستہ ہو چکے ہیں۔

غرقہ ام در بحر غم رو بر درت آوردہ ام
رد مکن شاہا سوالم بسکہ دل آزردہ ام
برسر بالین بیا للہ شدم بس نیم جان
شد ز تاب آتش غم تن مرا انگشت سیل
ہست گوئی خرقہ ماتم زحسرت در برم

اب میری حالت یہ ہے کہ میں غم کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے نکل کر آپ کے در پر پہنچا ہوں۔ اے میرے محبوب! اب میری طرف سے رخ نہ موڑ کیونکہ میرا دل بہت آزردہ ہو چکا ہے۔ خدارا! اب میرے سرہانے تشریف لایئے کیونکہ میں نیم جاں ہو رہا ہوں اور آتش غم کی تڑپ سے اب میرا جسم ایک پتلی انگلی کی مانند ہو کر رہ گیا ہے۔ اب تو یہ حالت ہے کہ میرا خرقہ فقیری اپنے جسم پر ماتم کا لباس محسوس ہو رہا ہے۔

داخل ایماں ، اگر سجدہ نباشد گو مباش
واعظا للہ نمک بر زخم مشتاقاں مپاش

سر بسجدہ کردہ ام آخر خدارا شفقتے
در تب و تابم شب و روز عنائت رحمتے
میخوردخونم غم ومن ہم بہ غم خوں میخورم

اگر ایمان کی رو سے سجدہ جائز نہیں تو نہ ہو۔ اے واعظ! خدا کے لئے ہم جیسے عاشقوں کے زخموں پر نمک پاشی مت کر۔ آخر کار ہم نے خدا کے حضور سجدہ کر ہی ڈالا۔ آخر میرے اس دن کے تڑپنے پر خدا کو رحم آ ہی گیا۔ میں اور غم ہم دونوں خون کے گھونٹ پی رہے ہیں۔

آرزوئے یک تبسم از لبت ے داشتم
وائے بر من شد نہ حاصل آنچہ در دل خواستم

چیست تقصیرم خدارا اے شہ جیلاں بگو
ماندہ ام در کنج غم از بے التفاتی ہائے تو
ہمچو صدیقہ بخت روزگارے می برم

اے محبوب! میں تیرے لبوں سے ایک تبسم کی آرزو رکھتا تھا لیکن وہ میری آرزو جو میں دل میں رکھتا تھا، پوری نہ ہو سکی۔ اے شاہ جیلان رضی اللہ عنہ مجھ سے ایسی کیا تقصیر ہو گئی، فرمائیے! کہ میں غم کے گوشے میں پڑا ہوا ہوں۔ میری کیفیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح (جس طرح وہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد مغموم رہتی تھیں) ہے یعنی میں بھی ویسی غمزدہ زندگی گزار رہا ہوں۔

شد تباہ حال من مسکین مکش دامن زمن
نیست شاہا بعد ازیں تاب غم ورنج ومحن

مضطرب از گردش افلاک گشتم سیدا
دارم امید آنکہ از برج سعادت باصفا
گر شود طالع بود طالع ہمایوں اخترم

میں ایک تباہ حال مسکین کی مانند زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اپنا دامن نہ چھڑایئے اے میرے شہ جیلاں رضی اللہ عنہ کیونکہ اس کے بعد مجھ میں زیادہ غم، رنج اور مصائب برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔

اے میرے سردار! میں گردش افلاک یعنی مرور زمانہ کے سبب سے تڑپ رہا ہوں لیکن مجھے امید ہے کہ آپ کے برج سعادت کی وجہ سے میری امید برآئے گی۔ یعنی آپ مجھ پر ضرور کرم فرمائیں گے۔ اگرچہ میری قسمت کا ستارہ بدقسمتی کا ہی کیوں نہ ہو لیکن مجھے امید ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھ پر کرم فرمائیں گے۔

شد خطا از من عطا از تو جا درام شہا
اے بسوئے خاک بوساں بہر یک لحظہ بیا

بر گناہ من ز عفوت کش قلم از روئے لطف
اے کرم فرما برائے کبریا و ز روئے لطف
نہ بکوئے من چہ شد آخر ہماں خاک درم

اگرچہ مجھ سے خطا ضرور ہوئی لیکن اے شہ جیلان رضی اللہ عنہ مجھے آپ سے عطا کی امید ہے اور ہم جیسوں، آپ کی قدم بوسی کرنے والوں، کی طرف تشریف

لائیے خواہ ایک لمحے کے لئے ہی آ جائیے تاکہ دل کو سکون ہو۔ آپ میرے گناہوں پر مہربانی فرما کر قلم عفو کھینچ دیں یعنی مجھے معاف فرما دیجئے۔ اے مجھ پر کرم کرنے والے شہ جیلاں رضی اللہ عنہ خدارا آپ مجھ پر مہربانی فرمائیے۔ میرے کوچے میں قدم رنجہ فرمائیے۔ آخر یہ آپ کے غلام ہی کا گھر ہے۔

یک نگاہ لطف فرما تا بکے سوزم شہا
سرپائے نہم آخر خدارا رونما

ہرچہ کردم یافتم حقا شدم بس منفعل
میکنم ختم سخن تا چند گویم سوز دل

کز نوشتن با قلم در نالہ آمد دفترم

براہ مہربانی آپ کے دیدار کی ایک نگاہ نصیب ہو۔ میں کب تک آپ رضی اللہ عنہ کے ہجر کی آگ میں جلتا رہوں گا۔ اگر آپ میرے گھر تشریف لائیں تو میں اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ دوں گا۔ براہ کرم مجھے اپنا دیدار عنایت فرمائیے۔ میں نے جو کچھ بھی کیا اس پر سخت شرمندہ ہوں لہذا میں اپنا کلام ختم کرتا ہوں۔ میں کب تک اپنا سوز غم بیان کرتا رہوں گا۔ میں اپنے نالہ درد کو قلم کے ساتھ جس کاغذ پر لکھتا ہوں۔ اس کاغذ کو بھی رونا آ جاتا ہے۔

گر بچشم مہر بینی سوئے من گردد چہ کم
الغیاث اے پیر پیراں ماندہ ام در کنج غم

بردل پرورد و چشم ترنگوں سرکن نظر
گر گناہے رفتہ باشد توبہ ہا کردم ز سر

عذر من بپذیر و دستہ از لطف افسر بر سرم

اگر آپ رضی اللہ عنہ محبت کی نگاہ سے میری طرف دیکھیں تو میرا غم کم ہو جائے گا۔ اے پیروں کے پیر! میری مدد فرمایئے کیونکہ میں گوشہ غم میں پڑا ہوا ہوں۔ میں درد بھرا دل رکھتا ہوں۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میرا سر جھکا ہوا ہے۔ مجھ پر نظر کرم فرمایئے۔ اگر مجھ سے کوئی خطا ہوگئی ہے تو میں سر جھکا کر اس کی توبہ کرتا ہوں۔ میری معافی قبول فرمایئے میرے سر پر مہربانی کا تاج رکھیے۔

داستان غم رسید آخر فقط ایں التجا
در دل محزوں است باقی ماندہ شاہ عبدالقادر

یک نگاہ مہر فرما بر امین فرقتی
چیست در پیش کرم ہائے توجرم غربتی

الکرم یاغوث الاعظم بالترحم الکرم

آخر کار میری کہانی ختم ہوئی لیکن اتنی التجا ضرور ہے کہ اے شاہ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے غمزدہ دل میں آپ رضی اللہ عنہ ہی کی محبت قائم رہے۔ مجھ امین کے اوپر جو آپ کی فرقت کی وجہ سے نڈھال ہو رہا ہے۔ ایک نگاہ کرم فرمایئے۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ اس غریب پر یہ کرم فرمائیں۔ اے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ! مجھ پر کرم فرمایئے اور پھر التجا کرتا ہوں کہ مجھ پر کرم فرمایئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مدح غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

بدہ دست یقین اے دل بدست شاہ جیلانی
کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی

اے میرے دل! شاہِ جیلانی کے ہاتھ میں میرا دست یقین دے۔ اس انداز سے کہ یوں لگے شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہو۔

سگ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی
کہ برشیراں شرف دارد سگ درگاہِ جیلانی

اگر تو رب کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو درگاہ میراں کا سگ بن جا کیونکہ شاہِ جیلان رضی اللہ عنہ کی درگاہ کا کتا بھی شیروں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

امیرے دستگیرے غوث اعظم قطب ربانی
جیب سید عالم زہے محبوب سبحانی

میرے دستگیر امیر غوث الاعظم رضی اللہ عنہ قطب ربانی ہیں کیونکہ وہ سید عالم (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے محبوب ہیں۔ سبحان اللہ یہ کیسا محبوب ہے۔؟

نشان شان بے چونی بیان سر مکنونی
بسیرت مثل پیغمبر بصورت مرتضی ثانی

ان کی شان میں کوئی چون و چرا نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خدا کے چھپے ہوئے اسرار کو بیان کرنے والے ہیں۔ سیرت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اور صورت میں مرتضی رضی اللہ عنہ کے ثانی دکھائی دیتے ہیں۔

نیاز اندر جناب پاک او از قدسیان باید
کہ آمد جبرائیل از بہر کاروبار دربانی

ان کے جناب میں آسمان کے فرشتے بھی جھک جاتے ہیں۔اس انداز سے جھکتے ہیں جیسے جبرائیل علیہ السلام خدا کے حضور میں جا کے جھکتا ہو۔

زمین بوس اند در گاہت نظام الدین چشتی ہم
معین الدین اجمیری بہاؤ الدین ملتانی

شیخ نظام الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی درگاہ کو بوسہ دیتے ہیں اسی طرح (حضرت) معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور بہاؤ الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی درگاہ کے عاشق ہیں۔

کسے بد خواہ تو باشد بشانت حرف در آرد
نداند اولوالامرے ندارد او مسلمانی

اگر کوئی ان کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہتا ہے تو وہ اولوالامر لوگوں کی شان کو نہیں پہنچانتا اور نہ مسلمانی جانتا ہے۔

ہدیہ سلام در بارگاہ خیرالانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

و بزرگانِ عظام رحمۃ اللہ علیہ معہ شجرہ پیشوائی

اے کریم والے رحیم والے حمید والے مجید
صاحب لولاک احمد مجتبیٰ پر ہو سلام

آل پر ، اصحاب پر ، ازواج پر ، خدام پر
داعیان شرع و دین مصطفیٰ پر ہو سلام

مرتضیٰ ، مشکل کشا ، خضر طریق اتقاء
صدر بزم اذکیاء و اولیاء پر ہو سلام

مشعل راہ علی ، خواجہ حسن بصری ولی
ساتھ ہی ان کے حبیب عجمی پر ہو سلام

حضرت داؤد طائی و سری سقطی ولی
حاملان پرچم صدق و صفا پر ہو سلام

واقفان سرِ حق معروف کرخی و جنید
وارثان تخت و تاج اصفیا پر ہو سلام

شیخ شبلی و ابو الفضل حقیقت آشنا
باوفا و باصفا و باخدا پر ہو سلام

بوالفرح و بوالحسن ، ذی شان پیران زمن
راہبران منزل زہد و ہدیٰ پر ہو سلام

آفتاب برج عرفان و شریعت بو سعید
مرشد کامل ، حبیب کبریا پر ہو سلام

پیر پیراں ، شاہِ جیلاں ، نور یزداں دستگیر
شیخ عبدالقادر و غوث الورٰی پر ہو سلام

شیخ دین عبدالعزیز است و محمد التہاک
مشعلان محفل علم و ذکا پر ہو سلام

شاہ شمس الدین و شرف الدین شمس شرف دین
کاملان و مرشدان و راہنما پر ہو سلام

پیر زین الدین ، ولی الدین ، نقیبان شیوخ
پیکران جود و فخر و اخیا پر ہو سلام

شیخ نور الدین ، و یحیٰی برگزیدہ پیشوا
بزم فقر و عشق کے نور و ضیا پر ہوسلام

واجب العزت ابی بکر و حسام الدین شاہ
جاوداں اے کبریا ان اتقیا پر ہو سلام

واقعی درویش محمد پر مدام
نیز نور الدین صفیر ذو العطا پر ہو سلام

النجیب و الشریف و سید عبدالوہاب
شیخ اسماعیل مرد باحیا پر ہو سلام

شیخ ابوبکر صغیر و عبد قادر نامور
زاہدان و مرشدان بے ریا پر ہو سلام

دستگیر بے کساں سید علی بدر النقیب
عبدالرحمٰن النقیب باوفا پر ہو سلام

شاہ محمود حسام الدین ناز خاندان
پیکر صدق و صفا و اتقا پر ہو سلام

طاہر و طیب علاؤ الدین زندہ پیشوا
اے خدا مخدوم و فخر الاتقیاء پر ہو سلام

التجا ہے ساتھ سب کے اے الٰہ العالمین
اس عزیز دل حزین و بے نوا پر ہو سلام

ایک اور روایت کے مطابق سلسلہ بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضرت معروف کرخی تک اس طرح بھی درست ہے۔

سید الشہداء حسین ابن علی نور نبی
وارث جنت شہید کربلا پر ہو سلام

پیشوائے عالمین مظلوم زین العابدین
مقتدائے اولیاء و اذکیا پر ہو سلام

باقر و جعفر پہ ہو دائم خداوندا درود
موسیٰ کاظم و علی موسیٰ رضا پر ہو سلام

خاتمۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ

الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا

یُشْرِکُوْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ

نَبِیِّنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ کَرِیْمِنَا وَ رَحِیْمِنَا مُحَمَّدٍ

رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ بَارَکَ عَلَیْہِ وَ عَلٰی جَمِیْعِ

الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ

اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ التَّابِعِیْنَ وَ تَبَعِ التَّابِعِیْنَ اِلٰی

یَوْمِ الدِّیْنِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ !

لاکھوں کروڑوں حمد وثنا اس خالق یکتا کو سزاوار ہے جس نے ایک حرف ''کن'' سے اٹھارہ ہزار عالم گونا گوں صفات اور مختلف اصناف اور رنگ برنگ شکل واشکال وطرح

طرح کی ہیئت وصورت پر تخلیق فرمایا اور ہر ایک کی پرورش کا انتظام روز اول سے ہی مقدر ومہیا کر دیا۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۔ اور صلوٰۃ وسلام بے نہایت اس محبوب کبریا حضرت سیدنا ومولانا وشفیعنا و حبیبنا منبع ہر دوسرا رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، مظہر کائنات، فخر موجودات، نور مجسم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر جنہوں نے اپنی رحیمی کریمی اور خیر خواہ دشمناں ہونے کا بین ثبوت طائف اور جنگ احد وغیرہ نازک ترین مواقع پر اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ کے مبارک ترین الفاظ مبارک فرما کر پیش کر دیا اور شفیع المذنبین اور رحمۃ للعالمینی کا اظہار اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ درشب معراج بارگاہ الٰہی میں پیش کر دینے میں ذرہ بھر ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۔) پھر بے انتہا درود وسلام آپ پر اور آپ کے صحابہ کبار اور اہل بیت وآل پاک وازواج مطہرات اور جمیع انبیاء اور مرسلین علیہم السلام اور تمام اولیائے عظام وبزرگان کرام پر خصوصاً سیدنا ومولانا شیخ الکل صاحب تصرف تام سلاب الاحوال الفردالجامع الصمدانی، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث یزدانی، الحسیب النسیب فخر الاولیاء غوث الوری شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا اور آپ کی اولاد پاک وازواج مطہرہ وخلفائے راشدین اور طالبانِ صالحین ومریدان صادق الیقین پر جن کو آپ نے مُرِيْدِيْ لَا تَخَفْ فرما کر آغوش رحمت ودامان عاطفت میں مامون ومحفوظ کر دیا ہوا ہے، بھیجنے کے بعد احقر العباد عرض پرداز ہے کہ یہ کتاب مستطاب اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم وفضل اور آنحضور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صدقہ سے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز ودیگر بزرگان عظام وغیرہ ممدوحان الصدر کی یمن وبرکات کی طفیل پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

اس کتاب کے مصنف ومؤلف اعلیٰ حضرت سیدنا ومولانا ومرشدنا وہادینا شیخ المشائخ، زبدۃ العارفین، سراج السالکین، نقیب زادہ سید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی دام ظلہ العالی ساکن باب الشیخ بغداد شریف ملک عراق اولاد الاولاد حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز (گیارہویں والے پیر پیراں) ہیں جو کہ بحر علوم شریعت وطریقت کے شناور وعارف باللہ خدارسیدہ کامل واکمل بزرگ مجدد طریقۃ القادریہ العلیا مظہر حسن وجمال ظاہری ومخزن کمالات باطنی صاحب کشف وکرامات معنوی یکتائے زمانہ اور فرد یگانہ ہیں۔ آپ نے محض فیض رسانی خلق کیلئے طریقۃ القادریہ کی صحیح تعلیم اور تشہیر کی خاطر زر کثیر صرف کر کے یہ کتاب شائع کرائی ہے اس میں تمام مطالب ومقاصد کی برآری کے لئے ہر قسم کے درود وظائف خاندانی راز ورموز انہانی حالات خاندان گیلانی خطبات وملفوظات محبوب سبحانی وارشادات ربانی نیز عملیات واوراد لاثانی بعینہ بہ لغت عربی معہ تراکیب وطریق عمل بزبان اردو سہل الفہم برائے افادہ ہر خاص وعام درج کرادیئے ہیں۔ وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

احقر العباد ایک ضعیف العمر فاتر العقل بے علم وبے ہنر مصنف دام ظلہ العالی ممدوح الصدق کا حلقہ بگوش غلام اور نام نہاد مرید ہے۔ آپ نے از راہ کرم کتاب ہذا کے مضامین کی ترتیب وتکمیل کا کام صدہا عالم وفاضل تذکرہ نویس اور مضمون نگار حلقہ بگوش مریداں اور بصد شوق وطرب سرانجام دینے کے آرزو مند ہونے کے باوجود قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند کے مصداق اس احقر العباد کے سپرد فرمایا۔ یہ حضور کی خاص الخاص عنایت اور ذرہ نوازی ہے جس کا شکریہ بندہ تازیست ادا نہیں کرسکتا۔ دراصل حضور کا منشاء سند خلافت کے ارشادات عالیہ "اَلْوَلَدُ الْقَلْبِيْ وَ اَجَزْتُهُ لِجَمِيْعِ مَا اَجَازَنِيْ...... الخ کی تعلیم اور تربیت فرمانا، اسے بہمہ وجوہ تکمیل کر دکھلانا اور روایات خاندان گیلانیہ بغدادیہ یعنی

جود وسخا اور فضل وعطا کو معرض وجود میں لانا منظور تھا لہذا آپ نے خلوت خاص میں بندہ ناچیز کو جانب دست راست جگہ عطا فرما کر تمام اسرار نہانی اور فیوضات ربانی کو یکجا جمع کرنے اور ترتیب دینے کا حکم فرمایا اور چند ایک اسرار و رموز بصیغہ راز رکھنے کی ہدایت بخشی کیونکہ ایسے رازوں کا اظہار خام طبع مریدان کے لئے باعث ہلاکت اور ظاہر کرنے والے کے لئے بھی موجب زیاں ونقصان ہوتا ہے جیسے کہ شعر ذیل سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اعلانیہ طور پر

معینی گر ہمے خواہی کہ سرکش بر زبان رانی
مقام او سردار است بر منبر نمے گنجد

متنبہ فرمادیا ہے چنانچہ آپ کے جملہ ارشادات کی تعمیل من وعن کر کے لفظ لفظ اور حرف حرف مضامین کو اپنے اپنے مواقع پر ترتیب دے کر یکجا جمع کر دیے ہیں۔ بجز ایک شجرہ پیشوائی معہ سلام منظوم اور خاتمۃ الکتاب یا آداب والقاب مصنف الکتاب کے، بندہ ناچیز نے کسی حرف کا تغیر وتبدل یا افراط وتفریط کا ظہور حتی الامکان نہیں ہونے دیا کیونکہ حضور ممدوح ایسے توصیفی الفاظ یا آداب زبان مبارک سے نکالنا ثنائے خود بخود گفتن کے مصداق تصور فرماتے ہیں۔

اب اختصار سے کام لیتے ہوئے آخری التجا ناظرین سامعین کی خدمت عالیہ میں پیش کر کے خاتمۃ الکتاب کو ختم کرتا ہوں کہ احقر العباد بدکردار، گنہگار، سراپا سہو وخطا کی غلطیوں کو نظر انداز فرماتے ہوئے اس کے حق میں دعائے خیر کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بطفیل آنحضور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ وبتصدق حضور غوث الاعظم دستگیر قدس سرہ العزیز وببرکت مرشدنا ومولانا پیر روشن ضمیر سراج العارفین انیس الغریبین سید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی دام فیوضہ اپنے دامن رحمت کے سایہ میں جگہ عطا فرما دیں

اور بوقت اخیر کلمہ شہادت وکلمہ توحید بہ تبسم لب دل وزبان پر جاری رکھتے ہوئے اور فی الدارین سگ درگاہ جیلانی تصور فرماتے ہوئے دارالبقا کو لے سدھاریں۔ ساتھ ہی اپنے مرشد برحق راہنما وپیشوا سیدنا ومولانا محمد طاہر علاؤ الدین الگیلانی مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ احقر العباد نابجار بدکردار فاتر العقل سفید ریش (سگ درگاہ جیلانیہ) کی سہو وخطا بتصدق غوث پاک وبطفیل حضرت محمد رسول اللہ معاف فرماتے ہوئے اپنے آغوش رحمت میں تاابد الاباد جگہ عطا فرمائیں اور سگ قلادہ بستہ کی زنجیر کو اپنے دست مبارک سے نہ چھوڑیں۔ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

سگِ دربارِ غوثیہ

حکیم عزیز احمد قادری

شجرۃ العلیا قادریہ غوثیہ بغدادیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ
وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِهِ
الْكَرِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ اِلٰهِىْ بِجَلَالِ
قُدْسِكَ وَ بِجَمَالِ مَحَبَّتِكَ وَ اُنْسِكَ بِحَقِّ
رُسُلِكَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ مِنْهُمْ جِبْرَائِيْلُ
رُوْحُ الْاَمِيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰهِىْ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ
الْمُرْسَلِيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ
رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ

صَادِقِ الْوَعْدِ الْاَمِیْنِ حَضْرَۃِ مُحَمَّدِ
الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ
وَ اَزْوَاجِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ سَلَّمْ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَۃِ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَۃِ مِنْھُمْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ سَیِّدُنَا عَلِیٌّ اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِبُ
بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ
سَیِّدَیْ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ قُرَّۃِ اَعْیُنِ اَھْلِ
السُّنَّۃِ الْاِمَامَیْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا
الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ وَ الْحَسِیْبِ حَضْرَۃِ زَیْنِ
الْعَابِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ وَ الْحَسِیْبِ

حَضْرَتِ مُحَمَّدِنِ الْبَاقِرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔
اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ وَ
الْحَسِیْبِ النَّسِیْبِ حَضْرَۃِ جَعْفَرِنِ الصَّادِقِ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا
الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ وَ الْحَسِیْبِ قِبْلَۃِ الْبَاطِنِ
اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ ابْنِ مُوْسٰی رِضَا رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا الْاِمَامِ
الشَّرِیْفِ وَ الْحَسِیْبِ حَضْرَۃِ مَعْرُوْفِ
نِ الْکَرْخِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَآئِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ
حَضْرَۃِ سِرِّیْ سَقْطِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔
اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَآئِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ

حَضْرَةِ اَبِی الْقَاسِمِ جُنَیْدِ ۨالْبَغْدَادِیِّ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ -اِلٰھِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَآئِخِ
الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ حَضْرَةِ اَبِیْ بَکْرِ ۨالشِّبْلِیْ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ- اِلٰھِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ
الْمَشَآئِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ حَضْرَةِ عَبْدِ
الْوَاحِدِ التَّمِیْمِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ- اِلٰھِیْ
بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَآئِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ
حَضْرَةِ اَبِی الْفَرْحِ الطَّرْطُوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ- اِلٰھِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَآئِخِ
الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ حَضْرَةِ اَبِی الْحَسَنِ
الْھَنْکَارِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ- اِلٰھِیْ
بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَآئِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ

حَضْرَةِ اَبِی السَّعِیْدِ الْمَخْزُوْمِی رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَةِ سَیِّدِ السَّادَاتِ
قُطْبِ الْوُجُوْدِ الدُّرَّةِ الْبَیْضَاءِ مَالِكِ اَزِمَّةِ
الْمُتَصَرِّفِیْنَ الْاِمَامِ الْجَوْھَرِ الْفَرْدِ سَلَّابِ
الْاَحْوَالِ قُطْبِ الْاَقْطَابِ الْمَحْبُوْبِ
السُّبْحَانِیِّ غَوْثِ الثَّقَلَیْنِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ
شَیْخِ الْمَشَآئِخِ حَضْرَةِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ
قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْزُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ
اَرْضَاہُ عَنَّا۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ
مُرْشِدِ السَّالِکِیْنَ مِنْھَاجِ الْعَارِفِیْنَ الْقُطْبِ
الْعَارِفِ بِاللّٰہِ السَّیِّدِ الْاِمَامِ حَضْرَةِ عَبْدِ
الْعَزِیْزِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَةِ مُحَمَّدِ التِّهَاكِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَةِ شَمْسِ الدِّیْنِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَةِ شَرَفِ الدِّیْنِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَةِ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَةِ وَلِیِّ الدِّیْنِ

الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَۃِ نُوْرِ الدِّیْنِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَۃِ یَحْیٰ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَۃِ اَبِیْ بَکْرِنِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَۃِ حُسَامِ الدِّیْنِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَۃِ

مُحَمَّدِ دَرْوِیْش الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ
الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَۃِ نُوْرِ الدِّیْنِ
الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا
حَضْرَۃِ عَبْدِ الْوَھَّابِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ
الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَۃِ
اِسْمَاعِیْلَ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ
الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَۃِ اَبِیْ بَکْرِ
الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔

اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ
سَیِّدِنَا حَضْرَةِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ شَیْخِ
الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ سَیِّدِنَا حَضْرَةِ عَلِیِّ
نِ الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ نَقِیْبِ السَّادَاتِ وَ
الْاَشْرَافِ وَ مُتَوَلِّی الْاَوْقَافِ الْقَادِرِیَّةِ
بِبَغْدَادَ الْمَحْمِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔ اِلٰهِیْ
بِحُرْمَةِ شَیْخِ الْمَشَائِخِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ
صَاحِبِ السُّمُوِّ وَ السَّمَاحَةِ سَیِّدِنَا حَضْرَةِ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَحْضِ ظَهِیْرِ الدِّیْنِ
الْقَادِرِیِّ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔
نَقِیْبِ الْاَشْرَافِ وَ مُتَوَلِّی الْاَوْقَافِ بِبَغْدَادَ

الْـمَـحْمِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ اِلٰهِيْ بِحُرْمَةِ شَيْخِ
الْـمَشَآئِخِ الْاِمَامِ الشَّرِيْفِ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ
سَيِّدِنَا حَضْرَةِ مَحْمُوْدِ حُسَامِ الدِّيْنِ الْقَادِرِيِّ
الْجِيْلَانِيِّ نَقِيْبِ الْاَشْرَافِ وَ مُتَوَلِّي الْاَوْقَافِ
بِبَغْدَادَ الْمَحْمِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ اِلٰهِيْ
بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْـمَشَـائِخِ الْـحَسِيْبِ النَّسِيْبِ
الْاِمَامِ الشَّرِيْفِ صَاحِبِ الْجَاهِ وَ التَّمْكِيْنِ
سِـرَاجِ السَّـالِكِيْنَ اِمَـامِ الْـمُتَّقِيْنَ اَنِيْـسِ
الْـغَرِيْبِيْنَ سَيِّدِنَـا وَ مَوْلَانَـا حَضْرَةِ ابْنِ
الـنَّقِيْـبِ مُـحَـمَّـدِ الـطَّـاهِـرِ عَلَاؤُ الدِّيْنِ
الْـقَـادِرِيِّ الْـجِيْلَانِـيِّ دَامَ فُيُوْضُـهٗ وَ ظِلُّـهٗ وَ
بَـرَكَـاتُـهٗ اِلٰى اٰبَـدِ الْاٰبَـادِ مُـجَدِّدِ الطَّرِيْقَةِ

الْقَادِرِيَّةِ الْعُلْيَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ وَ اِلٰهِيْ
بِحُرْمَةِ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ
الْمُجْتَهِدِيْنَ وَ الْعُلَمَاءِ الْعَالِمِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ
وَ الصَّالِحِيْنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ
مَعْرِفَتِكَ وَ اسْقِنَا بِشَرَابِ مَحَبَّتِكَ وَ تُنْجِيْنَا
بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْمِحَنِ وَ الْاِحَنِ وَ الْاَهْوَالِ وَ
الْبَلِيَّاتِ وَ تُسَلِّمُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْفِتَنِ وَ
الْاَسْقَاءِ وَالْاٰفَاتِ وَ الْعَاهَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا
مِنْ جَمِيْعِ الْعُيُوْبِ وَ السَّيِّئَاتِ وَ تَغْفِرُ لَنَا بِهَا
جَمِيْعَ الذُّنُوْبَاتِ وَ تَمْحُوْ بِهَا عَنَّا جَمِيْعَ
الْخَطِيْئَاتِ وَ تَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ مَا نَطْلُبُهُ
مِنَ الْحَاجَاتِ وَ تَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلٰى

الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ
جَمِيْعِ الخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاتِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ
يَا رَبُّ يَا اَللّٰهُ يَا مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ وَ صَلَّى
اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِ
الْمُرْسَلِيْنَ وَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ رَحْمَةٍ
لِّلْعَالَمِيْنَ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ
اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ اَوْلَادِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ
اَصْهَارِهٖ وَ اَنْصَارِهٖ وَ اَحْزَابِهٖ وَ اَتْبَاعِهٖ وَ
مَوَالِيْهِ وَ خُدَّامِهٖ وَ حُجَّابِهٖ وَ سَلَّمَ۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجهك المنير لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

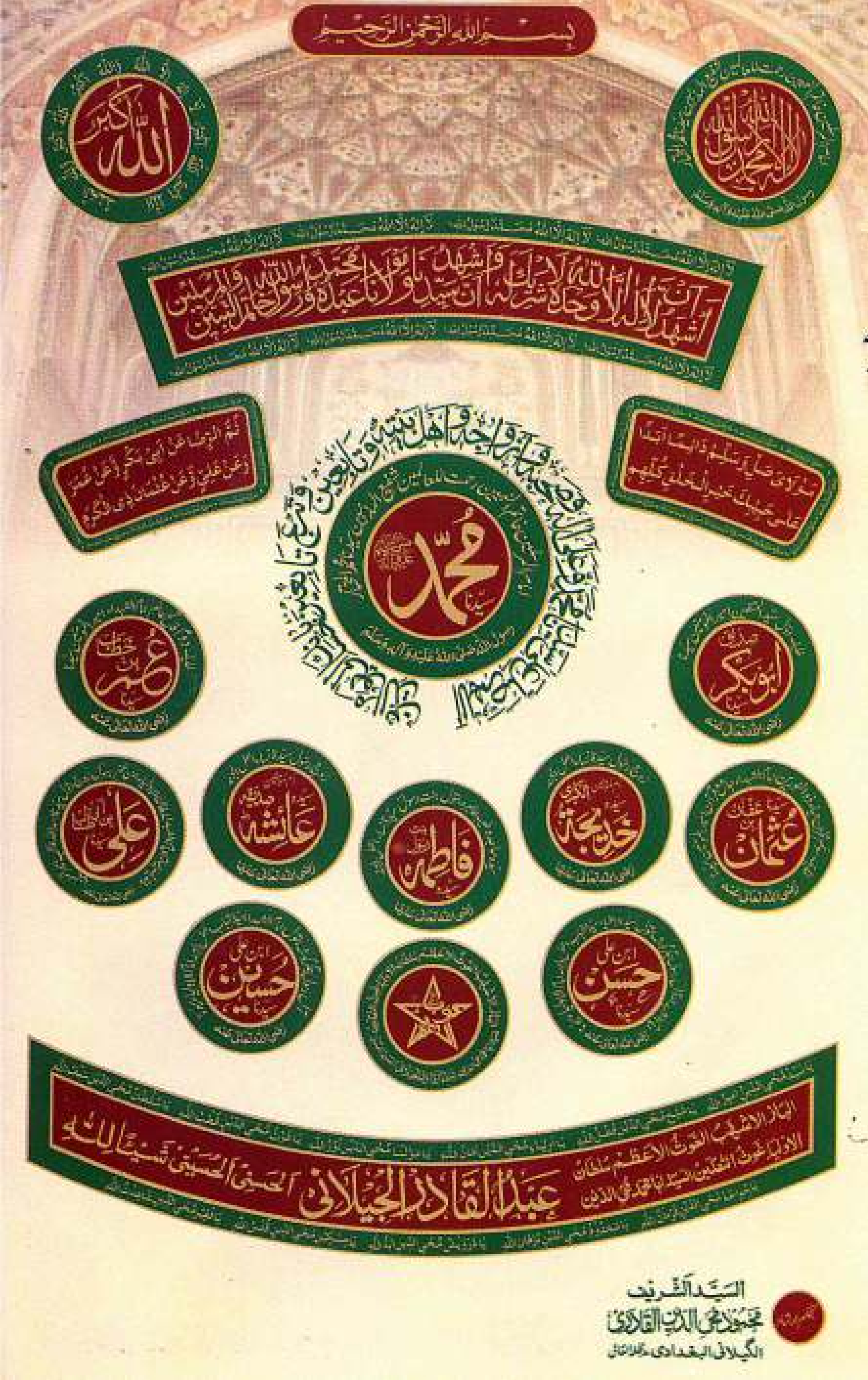

بسم الله الرحمن الرحيم
الله اكبر
لا اله الا الله محمد رسول الله
اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان سيدنا ونبينا ومولانا محمدا عبده ورسوله خاتم النبيين والمرسلين
ثم الرضا عن ابي بكر وعن عمر وعن علي وعن عثمان ذي الكرم
مولاي صل وسلم دائما ابدا على حبيبك خير الخلق كلهم
محمد
عمر
ابوبكر
علي
عائشة
فاطمة
خديجة
عثمان
حسين
حسن
الباز الاشهب الغوث الاعظم سلطان الاولياء غوث الثقلين سيدنا محيي الدين عبد القادر الجيلاني الحسني الحسيني شيئا لله
السيد الشريف

الله جل جلاله
محمد رسول الله ﷺ
یا حنّانُ
یا مُستعانُ
سلسلہ طریقت
عبد القادر الجیلانی
وظائف القادریہ
نوٹ
اولاد حضرت غوث الثقلین
فرزندان غوث الاعظم
حدیث شریف
اللھم ھؤلاء اولادی و اولاد بنتی انی احبھم و احب من یحبھم
بسم الله الرحمن الرحیم
بعد صلوة العشاء مرة
سلسلہ نسب
سلسلہ طریقت
ولادت ۴۷۰ھ
عمر ۹۱
۵۶۱ھ
محمد طاہر علاء الدین
DARBAR-E-GHOUSIA
LONDON, 1-A, BEACON LANE, NW9 9AY, LONDON UK
Web: www.aigilani.com
E-mail: aigilani@hotmail.com